القول المعقول
فی اثبات اربع بنات الرسول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
چار صاحبزادیوں کا مدلل ثبوت
حضرت زینب رضی اللہ عنہا
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
مؤلف
مولانا علی اکبر جلبانی
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
مکتبۃ الضیاء

القول المعقول

فی

اثبات اربع بنات الرسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی

چار صاحبزادیوں کا مدلل ثبوت

مؤلف

مولوی علی اکبر جلبانی

استاذ الحدیث

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاون کورنگی کراچی

Scanned with CamScanner

نام کتاب: القول المعقول فی اثبات اربع بنات الرسول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا مدلل ثبوت

مؤلف: مولانا علی اکبر جلبانی صاحب زید مجدہ

ضخامت: 240 صفحات

تعداد: 1100

طبع اول: جمادی الثانی 1442ھ مارچ 2021

تقسیم کنندہ: مکتبۃ الضیاء

رابطہ نمبر: (0346-1285915)

(اسٹاکسٹ)

اسلامی کتب خانہ بالمقابل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ عمر فاروق بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبہ نعمانیہ لانڈھی کراچی

فہرس

......﴿باب رابع﴾......

……﴿باب خامس﴾……

......《باب سادس》......

......《باب سابع》......

......﴿باب ثامن﴾......

باعث تألیف

کچھ عرصہ پہلے مجھے کسی ساتھی نے انٹرنیٹ پر ایک رافضی کی کلپ دکھائی جس میں اس رافضی نے مسئلہ بنات رسول پر گفتگو کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا۔ وہ غلط بیانی یہ تھی جس کا جواب آگے چل کر شبہات کے باب میں تفصیل سے آئے گا:

جب نبی کی شادی ہوئی تو اس وقت نبی کی عمر مبارک کتنی تھی ......شیعہ سنی تمام نے لکھا، ۲۵ سال کی عمر میں نبی کی شادی ہوئی......اب جنہوں نے چار بیٹیاں لکھی انہوں نے کہا نبی نبی بنے تھے ۴۰ سال کے بعد......۲۹ سال کی عمر تک نبی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ شیعوں نے بھی لکھا اور سنی سیرت نگاروں نے بھی لکھا۔ پہلا بیٹا پیدا ہوا چار سال کے بعد عمر مبارک تھی ۲۹ سال، بیٹے کا نام تھا قاسم جس کی وجہ سے مشہور ہوئے ابوالقاسم۔اب جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا، ابن خلدون سے شبلی نعمانی، شبلی نعمانی سے لیکر ڈاکٹر طاہر القادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ، ابوالعاص۔ اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال سے پہلے ہی شادی کر دی تھی۔اب ۲۵ سال کی عمر میں شادی اور چالیس سال کی عمر میں نبی۔انہوں نے کہا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے شادیاں کر دی تھیں (۲۵) اور (۴۰) سال کے درمیان بچتے ہیں ۱۵ سال چار سال تک کوئی اولاد نہیں (۱۵) میں سے چار نکالو (۱۱) سال بچ گئے (۵) سال پہلے شادیاں کر دی تھیں (۱۱) میں سے (۵) نکال دو (۶) سال بچ گئے، کس بے غیرت مذہب میں ہے (۶) سال میں (۳) بیٹیاں پیدا بھی ہو گئیں جوان بھی ہو گئیں اور عقد بھی ہو گیا؟

یہ سن کر میں نے ارادہ کرلیا کہ اب اس مسئلے پر نئے سرے سے تحقیق کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کروں تا کہ لوگ اس قسم کے دجل اور فریب سے محفوظ رہیں۔ یوں

میں نے روافض کے اس مسئلہ پر لکھی ہوئی چند کتابیں سامنے رکھیں ان میں سے مرزا یوسف حسین کا رسالہ [البتول فی وحدۃ بنت الرسول] اس کے علاوہ مولوی اسماعیل صاحب کے مناظروں کا مجموعہ [فتوحات الشیعہ] اور شیعہ کے حجۃ الاسلام غلام حسین نجفی کی کتاب [قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول] کا مطالعہ کیا۔ حق بات یہ ہے کہ آخر الذکر شخص کی میں نے متعدد تصنیفات پڑھی ہیں جن میں سے اس کی کتاب سہم مسموم کے موضوع کے مطابق عبارات کا رد [القول المحکم فی اثبات النکاح بین ام کلثوم بنت علی والفاروق الاعظم] میں بھی لکھ چکا ہوں اس کی تمام کتابوں میں موضوع کے مطابق صرف چند صفحات ہوتے ہیں بقیہ کتاب محض طعنہ زنی پر مشتمل ہوتی ہے۔ موضوع کے مطابق جہاں کہیں آدھی لائن لکھتا ہے تو وہیں موضوع سے ہٹ کر دس لائن مقدس ہستیوں پر طعنوں کے ساتھ سیاہ کرتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے [لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ] لہٰذا میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اور محض دینی کتاب کو دین کی خدمت سمجھتے ہوئے طعنہ زنی سے احتراز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور میں نے اس کتاب کی صرف ان عبارات کی طرف توجہ دی ہے جو موضوع کے مطابق ہوں البتہ میں ان عبارات کے جواب دینے میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو صرف قارئین کر سکتے ہیں۔

تقدیم

قارئین کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت ایسا واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ ان بنات کے اثبات کے ساتھ کتب شیعہ و کتب اہل سنت بھری پڑی ہیں چنانچہ شیعہ کے ائمہ رجال میں سے ایک امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) لکھتا ہے:

ان كتب الفريقين مشحونة بانها ولدت للنبى صلى الله عليه وسلم اربع بنات زينب و ام كلثوم و فاطمة ورقية وثلاثة اولاد القاسم والطيب والطاهر. [1]

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۷۷ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

فریقین یعنی اہل سنت واہل تشیع کی کتابیں اس بات کے ساتھ بھری پڑی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں زینب وام کلثوم ورقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں اور بیٹوں میں سے قاسم وطیب اور طاہر پیدا ہوئے۔

نیز شیعہ کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) لکھتا ہے:

فقال القرطبی: اجتمع أهل النقل علی أنها ولدت له أربع بنات كلهن أدركن الإسلام و هاجرن، زينب و رقية و أم كلثوم و فاطمة. ❶

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اور ان سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

نیز مرزا یوسف حسین کے قلم سے بھی یہ بات لکھی جا چکی ہے [اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب] (البتول فی وحدۃ بنت الرسول ص: ۱۱۳) یعنی اس پر تو تمام مؤمنین کا اتفاق ہے کہ زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بچہ کون ہے؟ حضرت قاسم یا زینب۔

لہٰذا بنات اربعہ کا مسئلہ حقیقت میں اجماعی مسئلہ ہے اختلاف کرنے والے روافض در حقیقت ایک اجماعی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں جس کی گنجائش کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔ روافض کے اصول اربعہ کی سب سے معتمد ترین کتاب الجامع الکافی ہے جس کا مصنف محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹) ہے اس نے بھی اپنی کتاب اصول کافی میں رسول اللہ صلی اللہ کی چار بیٹیاں ناموں کے ساتھ تحریر کی ہیں۔ جیسے کہ ان کا ذکر آگے ان شاء اللہ باحوالہ آئے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ (۳۲۹) ہجری تک اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان

❶ مرأة العقول لباقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۵ ص: ۱۸۰ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں مسلم تھیں ۔سب سے پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا انکار کیا وہ ابو القاسم کوفی (متوفی ۳۵۲) ہے ۔یہ اپنی کتاب [الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ] میں لکھتا ہے:

وصح لنا فیھما ما رواہ مشایخنا من اھل العلم عن الائمۃ من اھل البیت علیھم السلام وذلک ان الروایۃ صحت عندنا عنھم انہ کانت لخدیجۃ بنت خویلد من امھا اخت یقال لھا ھالۃ قد تزوجھا رجل من بنی مخزوم فولدت بنتا اسمھا ھالۃ ثم خلف علیھا بعد ابی ھالۃ رجل من تمیم یقال لہ أبو ھند فأولدھا ابنا کان یسمی ھندا بن ابی ھند وابنتین فکانتا ھاتان الابنتان منسوبتین الی رسول اللہ (ص) زینب ورقیۃ من امرأۃ اخری قد ماتت ومات أبو ھند وقد بلغ ابنہ مبالغ الرجال والابنتان طفلتان وکان فی حدثان تزویج رسول اللہ (ص)بخدیجۃ بنت خویلد، وکانت ھالۃ اخت خدیجۃ فقیرۃ وکانت خدیجۃ من الاغنیاء الموصوفین بکثرۃ المال ،فاما ھند ابن ابی ھند فانہ لحق بقومہ وعشیرتہ بالبادیۃ، وبقیت الطفلتین عند امھما ھالۃ اخت خدیجۃ فضمت خدیجۃ اختھا ھالۃ مع الطفلتین وکفلت جمیعھم، وکانت ھالۃ اخت خدیجۃ ھی الرسول بین خدیجۃوبین رسول اللہ (ص)فی حال التزویج فلما تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخدیجۃ ماتت ھالۃ بعد ذلک بمدۃ یسیرۃ وخلفت الطفلتین زینب ورقیۃ فی حجر رسول اللہ صلی علیہ والہ وحجر خدیجۃ فربیاھما، وکان من سنۃ العرب فی الجاھلیۃ من یربی یتیما ینسب ذلک الیتیم إلیہ، وإذا کانت کذلک فلم یستحل لمن یربیھا تزویجھا لانھا کانت عندھم بزعمھم بنت المربی لھا فلما ربی رسول اللہ (ص)

وخديجة هاتين الطفلتين الابنتين ابنتي أبي هند زوج اخت خديجة نسبتا الى رسول الله (ص) وخديجة. [1]

عبارت کا حاصل: ہمارے مشائخ نے صحیح سند کے ساتھ ائمہ سے نقل کیا ہے (جبکہ یہ سفید جھوٹ ہے ان کے ائمہ سے صحیح سند کے ساتھ ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے) کہ زینب ورقیہ یہ دونوں حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں جب ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو چونکہ ہالہ غریب تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالا دار تھیں تو اس نے اپنی بہن کو ان بچیوں سمیت اپنے ساتھ کر دیا۔ جب ہالہ نے خدیجہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد ہالہ کا انتقال ہوگیا تو اب ان کی بچیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ کے پاس پرورش پانے لگیں بعد میں عرب کے دستور کے مطابق یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی طرف منسوب ہونے لگیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔

لوگوں کا حال عجیب ہے جب کوئی شخص ان کی طبیعت کے مطابق بات کرتا ہے تو وہ اس کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر رہنما بنا دیتے ہیں اگرچہ وہ شخص گندے عقیدہ والا کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ رافضی ملا غلام حسین نجفی کو بنات رسول کا انکار کرنے والا کوئی اور نہیں ملا تو اس نے ابوالقاسم کوفی جیسے فاسد العقیدہ شخص کو اپنا امام بنا دیا۔

چنانچہ غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: ہمارے پہلے زمانہ کے علماء نے بھی دامادی عثمان کا انکار کیا ہے۔ کتاب استغاثہ کے ص:۶۸ میں علامہ ابوالقاسم لکھتے ہیں:[**كان محالا ان يزوج رسول الله (ص) ابنتيه من كافرين من غير ضرورة دعت الى ذلك وهو مخالف لهم في دينهم عارف بكفرهم والحادهم.**

---

[1] الاستغاثة في بدع الثلاثة لابي القاسم علي بن احمد الكوفي (متوفى ۳۵۲) ج۱ ص:۶۸ تا ۶۹ ناشر

ولما فسد هذا بطل ان تکونا ابنتیه] ناممکن ہے کہ نبی پاک نے کفار کو دولڑکیاں دی ہوں کیونکہ حضور کو کیا غرض تھی اس کام کے لیے آنجناب تو کفار کے دشمن تھے۔ پھر علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ [**ولما فسد هذا بطل ان تکونا ابنتیه]** جب نبی کریم کے لیے کفار کو رشتہ دینا درست نہیں ہے اور چونکہ ان لڑکیوں کے کفار کا ساتھ رشتے ہوئے ہیں پس ان کا نبی کریم کی لڑکیاں ہونا باطل ہوگیا۔ ❶

حالانکہ خود شیعہ کے رجال کے امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) نے ابوالقاسم کوفی کے اس ہذیان کو رد کیا ہے اور اس کی اس ملعون تحریر کو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور کہا ہے اور اس کی اس عبارت کو دھوکہ کہہ کر ہوشیار کیا ہے۔ عنقریب مامقانی کی یہ تحریر باب اول میں ان شاء اللہ تفصیل سے آئے گی۔ اور ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) نے بھی حیات القلوب میں اس قول کو رد کیا ہے۔ عنقریب باب اول میں ان شاء اللہ تفصیل آئے گی۔

نیز شیعہ نے خود اس مصنف کو فاسد المذہب، غالی اور جھوٹا کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(أبو القاسم الكوفی)علی بن احمد صاحب كتاب البدع المحدثة المعروف (بالاستغاثة)وكتاب تثبيت المعجزات فی معجزات الانبياء جميعا عليهم السلام الذی قد الف الشيخ حسين ابن عبد الوهاب المعاصر للسيدالمرتضی تتميما له المعروف بكتاب (عيون المعجزات) فی معجزات فاطمةوالائمة الاثنی عشر صلوات الله عليهم اجمعين قال شيخنا فی المستدرک قال العلامة فی (خلاصة :(علی بن احمد الكوفی يكنی ابا القاسم قال الشيخ الطوسی فيه انه كان اماميا مستقيم الطريقة صنف كتبا كثيرةسديدة وصنف كتبا فی الغلو والتخليط وله مقالة تنسب إليه قال (جش (انه كان يقول انه من آل ابی طالب وغلا فی آخر عمره

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۴۸۵ تا ۴۸۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

وفسد مذهبه وصنف كتبا كثيرة اكثرها على الفساد توفی بموضع يقال له كرمی بينه وبين شيراز نيف وعشرون فرسخا في جمادى الاولى سنة ۳۵۲ وهذا الرجل يدعى له الغلاة منزلة عظيمة .وقال ابن الغضائری علی بن احمد أبو القاسم الكوفی المدعی العلوية كذاب غال صاحب بدعة ومقالة ورأيت له كتبا كثيرة لا يلتفت إليه.(واقول)وهذا هو المخمس صاحب البدع المحدثةوادعى انه من بنى هارون بن الكاظم "ع "ومعنى التخميس عند الغلاةان سلمان الفارسی و المقداد وعمارا وابا ذر وعمرو بن امية الضمری هم الموكلون بمصالح العالم تعالى الله عن ذلک علوا كبيرا انتهى.(اقول)قال الشريف أبو الحسن على بن ابی الغنائم محمد بن على العلوی العمری فی المجدی:ادعى أبو القاسم المخمس صاحب مقالة الغلاة المعروف بعلى بن احمد الكوفی فقال انا على بن احمد بن موسى ابن احمد بن هارون بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن ابی طالب عليهم السلام .فكتبت من الموصل إلى شيخی ابی عبيدالله الحسين بن محمد بن القاسم بن طباطبا النسابة المقيم ببغداد أسأله عن اشياء فی النسب من جملتها نسب على بن احمد الكوفی فجاء الجواب بخطه الذی لا شک فيه ان هذا الرجل كاذب مبطل وانه ادعى إلى بيوت عدة لم يثبت له نسب فی جميعها وان قبره بالری يزار على غير اصل صحيح انتهى.❶

عبارت کا حاصل: ابوالقاسم الکوفی صاحب کتاب الاستغاثہ کے بارے میں ہمارے

---

❶الكنى والالقاب للشيخ عباس القمی(متوفی ۱۳۵۹)ج۱ ص:۱۸۸ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم

شیخ (یعنی نوری طبرسی) نے مستدرک میں لکھا ہے کہ علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصہ میں ابو القاسم کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بارے میں شیخ طوسی نے کہا تھا کہ یہ امامی ہے اور سیدھے راستے پر ہے اس نے بہت ساری صحیح کتابیں بھی لکھی اور کچھ کتابیں غلو اور تخلیط کے دوران لکھی۔ یہ اپنے نسب کے بارے میں دعوی کرتا تھا کہ میں ابو طالب کی اولاد میں سے ہوں۔ اس نے آخری عمر میں غلو سے کام لیا اور اس کا مذھب بھی گندہ ہوگیا اور بہت ساری کتابیں لکھی ان میں سے اکثر کتابیں فاسد ہیں اور ابن الغضائری نے کہا یہ شخص یعنی ابو القاسم کوفی جھوٹا، غالی اور بدعتی ومخمس ہے۔ مخمس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پنجتن کا عدد مقرر کرکے ان کو اللہ پاک کی صفات میں شریک ٹہرایا وہ اس طرح کہ اس نے کہا یہ پانچ شخص[سلمان الفارسی والمقداد وعمار وابو ذراور عمرو بن امیۃ الضمری] ایسے ہیں کہ ان کو جہان کی مصلحتیں حوالہ کی گئی ہیں غضائری کہتا ہے اللہ کی شان اس سے بلند ہے کہ جہان کی مصلحتیں ان کے حوالے کرے۔ (عباس قمی کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ ابو الحسن علی بن ابی الغنائم نے اپنی کتاب مجدی میں لکھا ہے کہ ابو القاسم نے اپنے نسب کے بارے میں یہ دعوی کیا کہ میں (علی بن احمد بن موسی ابن احمد بن ہارون بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام) ہوں تو میں نے موصل سے اپنے شیخ ابو عبد اللہ حسین بن محمد کو لکھا کہ ابو القاسم کا نسب کیا ہے تو اس نے جواب میں لکھا کہ بلا شک یہ شخص جھوٹا اور باطل پرست ہے اور اس نے بہت سارے گھروں کی طرف نسب کا دعوی کیا لیکن اس کا نسب ثابت نہ ہوسکا۔

قارئین کرام یہ تھا وہ شخص جس کے کاندھے پر سوار ہوکر غلام حسین نجفی اور آج کل کے روافض بنات رسول کے انکار کا نعرہ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ تھیں اور بس۔ لیکن جب بات دلائل پر آتی ہے تو حق بات یہ ہے کہ رافضی قوم اس مسئلہ پر دلائل سے مکمل عاری ہے۔ صرف ان کے پاس کچھ شبہات اور

وساوس ہیں جن کے ذریعے مخلوق کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ملا غلام حسین نجفی نے اس مسئلہ پر قول مقبول نامی کتاب لکھی جو ٥٦٠ صفحات پر مشتمل ہے لیکن پوری کتاب میں کوئی ایک قرآنی آیت پیش نہیں کر سکا جس کا ترجمہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟اسی طرح ملا نجفی اپنی کتاب میں کوئی ایک بھی ایسی روایت جو اہل سنت واہل تشیع کے اصول کے مطابق ہو پیش نہیں کر سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سے صرف ایک بیٹی تھی۔اہل سنت کے اصول کے مطابق ہو یہ تو در کنار کوئی ایسی روایت بھی پیش نہیں کر سکا جو صرف شیعہ اصول کے مطابق ہو یعنی صحیح سند کے ساتھ کوئی امام کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی تھی۔ہاں صرف گالی گلوچ سے کاغذات کو سیاہ کیا ہے۔جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد بیٹیوں کے ثبوت پر قرآنی آیت پیش کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کم از کم دو سے زائد ہیں جس سے کم از کم مخالف کی ایک بیٹی کے دعوی کا بطلان ہے۔اور اہل سنت کے اصول کے مطابق ایسی روایات متعدد صحابہ کرام سے پیش کی ہیں جو نقل کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں فاطمہ،رقیہ،زینب اور ام کلثوم تھیں۔مزید اس بات کی تائید اور تقویت کے لیے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل سنت کے دس محدثین اور دس مؤرخین کے اقوال نقل کیے ہیں اور کتب شیعہ سے ان کے ائمہ معصومین کے قول سے صحیح سند سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنات یعنی بیٹیوں کے باپ تھے اور ان کے ائمہ معصومین سے صحیح اور شیعہ کی طرف سے تصدیق شدہ سند سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے چار بیٹیاں زینب،رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔مزید اس بات کی تائید اور توثیق کے لیے متعدد شیعہ محدثین اور مؤرخین کے اقوال نقل کیے ہیں تا کہ اتمام حجت ہو جائے۔اور آخر میں منکرین کے شبہات اور وسوسوں کو نقل کر کے رد کیا ہے۔اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ مجھ فقیر کی اس سعی کو قبول فرمائے

اوراس کتاب سے موافقین کوخوب فائدہ عطافرمائے اورمخالفین کواس کے ذریعے ہدایت عطافرمائے۔آمین۔یارب العالمین۔

مولوی علی اکبر جلبانی

استاذ الحدیث

جامعہ انوارالعلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

فون نمبر : ۰۳۴۶-۱۲۸۵۹۱۵

۰۳۲۱-۳۸۲۹۱۳۹

باب اول

بنات رسول کا ثبوت قرآن کریم سے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

(سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات یعنی بچیوں کے لیے (بنات) جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اور جمع کے صیغے میں کم از کم تین افراد مراد ہوتے ہیں اس سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم تین یا اس سے زائد بیٹیاں ہیں، ایک ہرگز نہیں ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

پس آیت پردہ میں یا تو [بناتک] سے مراد وہ پروردہ لڑکیاں ہیں اور یا مجازاً امت کی لڑکیاں مراد ہیں...... وہابی یہ ثبوت پیش کریں کہ جناب عثمان نے کبھی یہ دعوی کیا ہو کہ آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد میری دو بیویاں ہیں؟ (1)

جواب: اہل تشیع بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بنت کا حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے اور پروردہ بیٹی یعنی ربیبہ مجازی معنی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

---

(1) قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۶۸ ۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

شیعہ کا حجۃ الاسلام غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جب لفظ بنات کا حقیقی معنی مراد لینا مشکل ہے تو عقل اور شریعت دونوں کی عام اجازت ہے کہ لفظ کا معنی مجازی مراد لیا جائے پس فروع کافی میں لفظ بنات سے مراد مذکورہ چار لڑکیاں ہیں جو نبی کریم کی پروردہ ہیں۔(یعنی زینب بنت ابی سلمہ، زینب بنت حنظلہ، حبیبہ بنت ام حبیبہ اور ام کلثوم بنت ابی سلمہ ص: ۲۹۸) ❶

غلام حسین کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ لفظ بنات کی حقیقی معنی صلبی بیٹیاں ہے اور پروردہ بیٹیاں مجازی معنی ہے۔

اور شیعہ کا ثانی حجۃ الاسلام محمد حسین نجفی لکھتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ زوجیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے قبل جناب خدیجہ کے ہاں دو لڑکیاں موجود تھیں جو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پرورش پانے کی وجہ سے مجازاً بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائیں۔ ❷

شیعہ کے اس مجتہد کی عبارت سے ثابت ہوا کہ لفظ بنات کی معنی پرورش پانے والی لڑکیاں یہ مجازی معنی ہے۔

اور شیعہ کے ہاں یہ بھی مسلمہ اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع موجود نہ ہو تو وہاں حقیقی معنی مراد لی جائے گی۔ ملاحظہ فرمائیں:

ولا خلاف فی وجوب الحمل علی الحقیقۃ مع عدم القرینۃ. ❸

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب تک مجازی معنی کا قرینہ موجود نہ ہو تب تک حقیقی معنی مراد لینا واجب ہے۔

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۹۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ تجلیات صداقت لمحمد حسین ص: ۲۱۰ ناشر عباس بک ایجنسی رستم نگر لکھنؤ انڈیا

❸ حاشیۃ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۵۳ ص: ۱۳۶ ناشر دار احیاء التراث العربی

ملا باقر مجلسی ایک مقام پر لکھتا ہے کہ لفظ مولی کے متعدد معانی ہیں۔آگے وہ معانی لکھنے کے بعد کہتا ہے:

و إذا كانت لفظة مولى حقيقة في الأولى وجب حملها عليها دو ن سائر معانيها. ❶

جب لفظ مولی پہلی معنی میں حقیقت ہے تو یہاں لفظ مولی کو اپنے حقیقی معنی پر حمل کرنا واجب ہے سوائے دیگر معانی کے۔

مرتضی العسکر ی لکھتا ہے:

و أما العلماء فلا خلاف بينهم في الرجوع إلى أصالة الحقيقة في الألفاظ المجردة عن القرائن الموجهة من متكلم إلى مخاطب. ❷

علماء کا اجماع ہے کہ وہ الفاظ جو قرائن سے خالی ہوں تو وہاں حقیقی معنی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

قارئین کرام جب ثابت ہو گیا کہ لفظ[بنت] کی حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے اور حقیقی معنی مجازی معنی پر مقدم ہوتی ہے تو آیت کریمہ سے حقیقی بیٹیاں مراد لینا واجب ہوا۔ہاں اگر یہاں حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع موجود ہوتا مثلاً قرآن وحدیث یا ان کے ائمہ معصومین سے یہ بات منقول ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے صرف ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو پھر آیت کریمہ سے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لی جا سکتی تھی لیکن جب قرآن وحدیث یا ان کے ائمہ معصومین سے اس طرح کی کوئی بات منقول نہیں ہے تو آیت کریمہ سے مجازی معنی یعنی ربیبات مراد لینا باطل ہوا۔

تنبیہ: شیعہ قرینہ صارفہ یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ مرأة العقول لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۳ ص:۲۲۰ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران ❷ فرائد الاصول لمرتضی الانصاری (متوفی ۱۲۸۱)ج۱:ص۸۳ناشرنشر آرموس (اسماعیلیان)

غلام حسین نجفی فروع کافی کی ایک روایت میں لفظ بنات سے بھاگنے کے لیے یوں بھی لکھتا ہے:

لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ قانون ہے کہ [اذا ثبت الشئ ثبت بجمیع لوازمه] کہ جب کوئی شی ثابت ہوتی ہے تو اس کا لازم بھی ثابت ہوتا ہے مثلاً آگ کی موجودگی میں اس کی گرمی بھی موجود ہوتی ہے پس اگر وہ لڑکیاں نبی پاک کی صلبی مان لی جائیں تو اس کا لازم بھی ماننا پڑے گا یعنی ابوالعاص اور عتبہ اور عتیبہ جیسے کفار کو نبی کریم کا داماد بھی ماننا پڑے گا اور اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گا؟ ❶

جواب: آپ نے کہا (اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے) مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی آیت کریمہ ہے جس میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟؟ نیز وہ کس کی عقل ہے جو صلبی بیٹیاں مراد لینے کو غلط سمجھتی ہے جبکہ تمہارے ائمہ معصومین کے عقل نے تو یہی کام کیا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ سے پیدا ہونے والی چار لڑکیاں تھیں جیسے کہ باب خامس کے تحت ان شاء اللہ آئے گا۔ کیا آپ کی عقل اپنے ائمہ سے بھی آگے ہے؟ کیا آپ کی عقل کلینی، عبداللہ مامقانی، ملا باقر مجلسی اور ان کے مشائخ اور شاگردوں سے آگے ہے؟ جیسے کہ آگے ان شاء اللہ باحوالہ آئے گا۔ اگر آپ کی عقل ان سب سے آگے ہے تو ایسی عقل کو ہمارا دور سے سلام۔ نیز آپ نے کہا (اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گی) تو کیا آپ کے ائمہ معصومین اور عبداللہ مامقانی اور ملا باقر مجلسی وغیرہ کی

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۸۶ - ۲۸۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

ناک کٹ چکی ہے؟ کیا یہ سب بقول آپ کے بے غیرت تھے؟ افسوس صد افسوس۔

تنبیہ: شیعہ قرینہ صارفہ کے سلسلہ میں ائمہ کے قول سے بھی بنات ثلاثہ کی نفی دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے: مبلغ اعظم (مولوی اسماعیل) نے فوراً اپنی کتاب احقاق الحق ص:۲۳۹ مؤلفہ شہید ثالث اعلی اللہ مقامہ جو شیعہ عقائد کے ثابت کرنے میں سند سمجھی جاتی ہے اور ایک محقق مناظر کی کتاب ہے کو اٹھا کر پڑھا:

وروی اهل العلم عن ائمة اهل البیت وهاتان الابنتان المنسوبتان الی رسول الله صلی الله علیه وسلم زینب و رقیة له من امرأة اخریٰ.

کہ اہل علم نے اہل بیت سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسول خدا کی جانب منسوب ہیں یہ کسی دوسری عورت سے ہیں۔ ❶

جواب: غلام حسین نجفی لکھتا ہے: علم رجال کا قانون ہے شیعہ سنی سب بھائیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ روایت وہ قبول کی جائے گی جس کی سند میں تمام راوی درست ہوں۔ وہابی اہل حدیث دوستوں نے ہمارے خلاف وہ روایت پیش کی ہے جس کا ایک راوی یزید بن خلیفہ نامی ہے اور یہ ایسا آدمی ہے کہ جس کی روایت پر علماء شیعہ نے اعتبار نہیں فرمایا کیونکہ کتاب شیعہ تنقیح المقال ج ۳ ص:۳۲۶ میں لکھا ہے:

هو رجل واقفی لم یثبت توثیقه فعدم ثبوت وثاقته کاف فی رد خبره لانه علی الوقف ضعیف وعلی عدمه المجهول الحال. ❷

یزید بن خلیفہ واقفی مذہب کا تھا شیعہ نہ تھا اور یہی چیز اس کی روایت کو ٹھکرانے کے لیے کافی ہے خلاصہ: اگر یہ واقفی مذہب کا ہے تو بھی قابل اعتبار نہیں ہے اور بصورت دیگر مجہول الحال ہے۔

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۶ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۵۵-۲۵۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

نجفی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مجہول شخص کی روایت قابل اعتبار نہیں۔

اور سماعیل صاحب خود بھی ایک روایت کو رد کرتے ہوئے کہتا ہے:

یہ روایات مجہول السند ہیں، مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب، کوئی صحیح روایت پیش کرو مجہول روایات پیش نہ کرو۔ ❶

مجہول السند تاریخی روایات پیش نہ کرو۔ ❷

نیز غلام حسین نجفی ایک روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: مذکورہ روایت بلا سند ہے کیوں کہ ان کے راویوں کا نام مذکور نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ ❸

اور وکیل اہل تشیع عبد الکریم مشتاق ایک روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: پانچویں روایت کی سند معلوم نہیں ہے۔ ❹

جب شیعہ مذہب کے مطابق مجہول راوی کی روایت نامقبول ہے، اسی طرح بے سند روایت بھی نامقبول ہے تو اب اسماعیل صاحب سے عرض یہ ہے کہ اہل علم نے ائمہ میں سے کس امام سے یہ رویات نقل کی ہے وہ امام بھی مجہول ہے اور کونسے اہل علم نے یہ روایت نقل کی ہے وہ اہل علم بھی مجہول ہیں اور کس کتاب میں یہ روایت سند کے ساتھ نقل کی ہے وہ کتاب بھی مجہول ہے اور کس سند سے یہ روایت نقل کی ہے وہ سند بھی مجہول ہے اور روایت بے سند بھی ہے لہٰذا ایسی مجہول اور بے سند روایت کے بنیاد پر قرآن کریم کی حقیقی معنی کو چھوڑنا یقیناً گمراہی ہے۔

غلام حسین نجفی بھی بنات ثلاثہ کے انکار کو ائمہ سے ثابت کرنے کے لیے لکھتا ہے:

مولا علی کا مذکورہ فرمان کہ بولو کس صحابی کی بیوی میری زوجہ فاطمہ کے مانند ہے یہ اس کا

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۲۰۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب ❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۲۰۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب ❸ سہم مسموم ص:۳٦۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❹ افسانہ عقد ام کلثوم لعبد الکریم مشتاق ص:۳۴ ناشر رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

ثبوت ہے نبی کی لڑکی صرف ایک تھی اور ریاض النضر ہ سے حوالہ گذر چکا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ کہ آپ کو میرے جیسا سہرا ملا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کریم نے صرف فاطمہ کے بارے میں اقرار کیا ہے کہ وہ میری بیٹی ہے اور دوسریوں کے بارے میں انکار کیا ہے۔ ❶

جواب: جہاں تک تعلق ہے پیارے علی کے فرمان کا تو میں اس قول کی سند پر باب سادس شبہ نمبر ۲۲ کے تحت تفصیل سے کلام کروں گا اور بالفرض اگر یہ قول صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی اہل سنت کا کوئی نقصان نہیں، اس کا جواب بھی میں وہیں نقل کر چکا ہوں اس لیے شبہ نمبر ۲۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے [ریاض النضرہ] والی روایت کا تو یہ بے سند ہے اس پر میں باب سادس شبہ نمبر ۱۴ کے تحت تفصیل سے کلام کر چکا ہوں وہاں مطالعہ فرمائیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے نجفی صاحب کی اس عبارت کا (یا مجازا امت کی لڑکیاں مراد ہیں) تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ امت کی لڑکیوں کا ذکر [وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِين] میں ہو چکا ہے۔ نیز عطف میں اصل یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے تو اس اصول کے مطابق بھی [بناتک] سے امت کی لڑکیاں مراد لینا باطل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے نجفی صاحب کی اس عبارت کا (وہابی یہ ثبوت پیش کریں کہ جناب عثمان نے کبھی یہ دعوی کیا ہو کہ آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد میری دو بیویاں ہیں) تو یہ سوال بے جا ہے کیونکہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی نے یہ اعتراض ہی نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھی اور کہاں سے آ گئیں؟ آپ ثابت کریں کہ حضرت عثمان سے کسی نے ایسا سوال کیا اور حضرت عثمان نے اس آیت کریمہ سے استدلال نہ کیا ہو؟

مزید آپ سے سوال ہے کہ آپ لوگ کہتے ہو کہ آیۃ تطہیر میں اہل بیت سے مراد صرف

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۲۳ ناشر ادراہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

پانچ حضرات ہیں اور اس سے ازواج مطہرات مراد نہیں ہیں تو کیا حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی کبھی اس آیت سے استدلال کیا کہ اس آیت سے مراد صرف ہم ہیں اور ازواج رسول مراد نہیں ہیں؟ جو آپ کا جواب ہوگا وہی میرا جواب ہوگا۔

دوسرا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے:

مکالمہ کا حاصل: آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد ایک ہی بیٹی فاطمہ ہے اور یہاں جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے جیسے کہ آیت مباہلہ میں [نسائنا] سے مراد ایک ہی بیٹی فاطمہ ہے اگرچہ صیغہ جمع کا ہے؟ (1)

جواب: اگر لفظ [بناتک] سے مراد ایک بیٹی ہے اور جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے پھر تو لفظ [بناتک] سے پہلے لفظ [ازواجک] سے بھی ایک ہی بیوی سیدہ خدیجہ مراد ہونی چاہیے اور یہاں پر بھی یہی کہا جائے کہ جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے۔ جیسے کہ آیت مباہلہ میں جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے۔ یقیناً آپ کسی بھی صورت میں لفظ [ازواجک] سے ایک بیوی مراد نہیں لے سکتے تو لفظ [بناتک] سے ایک بیٹی مراد کیوں لیتے ہو جب لفظ [ازاوجک] جمع وارد ہوا ہے تو آپ اس کو اپنی حقیقی معنی یعنی جمع کے معنی پر رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد ازواج مراد لیتے ہو تو لفظ [بناتک] سے متعدد بیٹیاں مراد لینے سے آپ کو کیوں بخار چڑھتا ہے؟

غلام حسین نجفی دوسرا مکالمہ لکھتا ہے:

مکالمہ کا حاصل: [بناتک] کے لفظ سے ایک بیٹی اور دو نواسیاں بھی ہو سکتی ہیں کیونکہ اس اشکال کی کوئی وقعت نہیں کہ آیت حجاب کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں نابالغ تھیں تو ان کے لیے پردے کا حکم کیسا؟ کیونکہ پردے کا حکم صرف نزول قرآن کے وقت

---

(1) قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۵۰۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

بالغ عورتوں کے لیے نہیں تھا بلکہ قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کے لیے ہے۔ ❶

جواب: نواسیاں مراد اس لیے نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہاں بات یہ ہو رہی ہے کہ اے نبی اپنی بیٹیوں سے کہیے یعنی فی الحال کہیے کیونکہ [قل] امر کا صیغہ ہے اور امر اس کام کے بارے میں ہوتا ہے جو کرنے کا ہو تو اس سے یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ پردے کے حکم کے نزول کے وقت پردے کی مکلّف ہیں اور پردے کی مکلّف بنات رسول ہی ہوسکتی ہیں نہ کہ نواسیاں اس لیے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں مراد لینا باطل ہوا۔

تیسرا اشکال اور اس کا جواب:

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت سن ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے ملاحظہ ہو تفسیر زاھدی تفسیر مدارک، مدارج النبوۃ دفتر اول روضۃ الاحباب تاریخ طبری وغیرہ اور رقیہ نے سن ۳ ہجری میں انتقال کیا اور زینب نے سن ۷ ہجری میں وفات پائی اور ام کلثوم نے سن ۸ ہجری میں انتقال کیا آیت حجاب ان تین لڑکیوں کی رحلت کے بعد نازل ہوئی ہے اس کے باوجود ان لڑکیوں کو اس آیت میں داخل کرنا کس قدر اصول اور دیانت کے خلاف ہے؟ ❷

جواب: یہ آیت سورہ احزاب میں ہے اور شیعہ سنیوں کا اتفاق ہے کہ یہ سورت سن ۵ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَزَلَ الْحِجَابُ مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۵۱۰ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۲۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

وَ ذَلِکَ سَنَۃَ خَمْسٍ مِنَ الْھِجْرَۃِوَحَجَبَ نِسَاءَہُ مِنِّی یَوْمَئِذٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَۃَ. ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آیت حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ رخصتی کے موقع پر نازل ہوئی اور یہ سن ۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے اسی دن مجھ سے پردہ کیا اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔

از کتب اہل تشیع

محمد باقر رحمہ اللہ سے:

فی روایۃ أبی الجارود،عن أبی جعفر (علیہ السلام) فی قولہ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ إذا قضی اللہ ورسولہ أمرا أن یکون لھم الخیرۃ من أمرھم وذلک أن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ آلہ)خطب علی زید بن حارثۃ زینب بنت جحش الاسدیۃ من بنی أسد بن خزیمۃ، وھی بنت عمۃالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ)فقالت :یا رسول اللہ حتی اوامر نفسی فأنظر، فأنزل اللہ: وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الآیۃ،فقالت :یا رسول اللہ أمری بیدک، فزوجھا إیاہ،فمکثت عند زید ما شاء اللہ ثم إنھما تشاجرا فی شئ إلی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)فنظر إلیھا النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) فأعجبتہ، فقال زید :یا رسول اللہ تأذن لی فی طلاقھا، فإن فیھا کبرا وإنھا لتؤذینی بلسانھا، فقال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ:اتق اللہ وأمسک علیک زوجک وأحسن إلیھا،ثم إن زیدا طلقھا وانقضت عدتھا،فأنزل اللہ نکاحھا علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ فلما قضی زید منھا وطرا

---

❶الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد ا(لمتوفی ۰)ج۸،ص۱۳۹ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

زوجناكها وفی قوله :ما كان محمد أبا أحد من رجالكم فإن هذه نزلت فی شأن زيدبن حارثة قالت قريش يعيرنا محمد يدعی بعضنا بعضا وقد ادعی هو زيدا، فقال الله :ما كان محمدأبا أحد من رجالكم يعنی يومئذ، قال إنه ليس بأبی زيدوخاتم النبيين يعنی لا نبی بعد محمد (صلی الله عليه وآله)❶

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم) جوکہ سورہ احزاب میں ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زینب بنت جحش کیساتھ نکاح کرنے کے موقع پر نازل ہوئی (یعنی سورہ احزاب جس میں پردے کا حکم موجود ہے یہ سورت اس موقع پر نازل ہوئی۔)اوراگلی عبارت میں آرہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ سن ۵ہجری میں نکاح کیا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ آیت حجاب جوسورہ احزاب میں ہے یہ سن ۵ہجری میں نازل ہوئی ہےاوراس وقت حضرت رقیہ کے علاوہ تینوں بنات رسول باحیات تھیں لہٰذا یہ کہنا کہ اس آیت کے نزول کے وقت تینوں بنات رسول انتقال کرچکی تھیں لہٰذاوہ اس آیت سے مراد کیسے ہوسکتی ہیں یہ محض دل بہلانے والی بات ہے جس کا علمی میدان میں کوئی وزن نہیں۔اگلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وفيها تزوج رسول الله صلی الله عليه وآله زينب بنت جحش بن رباب، وامها اميمة بنت عبد المطلب،وكانت ممن هاجرمع رسول الله صلی الله عليه وآله فخطبها رسول الله صلی الله عليه وآله لزيد فقالت لا أرضاه لنفسی، قال فإنی قد رضيته لک، فتزوجها زيد بن حارثة، ثم تزوجها رسول الله صلی الله عليه وآله لهلال ذی القعدة سنة خمس من الهجرة،وهی يومئذ بنت خمس وثلاثين سنة.❷

---

❶بحار الانوار للمجلسی المتوفی ج ٢٢ ص ٢١٨ :اناشر مؤسسة الوفاء بيروت -لبنان

❷بحار الانوار للمجلسی (المتوفی)ج ٢٠ ص :٢٩٧ناشر مؤسسة الوفاء بيروت -لبنان

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ سن ۵ ہجری میں نکاح فرمایا۔

اور شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

ودر سال پنجم ہجری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش را بحبالہ نکاح درآوردو در ہنگام زفاف او آیہ ی حجاب نازل گشت۔

سن پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح فرمایا اور ان سے زفاف کے موقع پر پردے والی آیت نازل ہوئی۔ ❶

محمد ہاشم خراسانی لکھتا ہے:

ودر سال پنجم از ہجرت مقدسہ آں بزرگوار زینب بنت جحش بن رباب عمہ زادہ خود را تزویج نمودند کہ ہمشیرہ جناب عبداللہ بن جحش باشد ودر آں سال آیت شریفہ حجاب نازل شد۔ ❷

سن پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح فرمایا جو عبداللہ بن جحش کی ہمشیرہ تھیں اور اسی سال پردے والی آیت نازل ہوئی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تفسیر مدارک، روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ وغیرہ کا تو یہ دروغ گوئی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ان کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں سن ۹ ہجری میں سورہ احزاب کے نزول کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

نیز معلوم ہونا چاہیے کہ روضۃ الاحباب شیعہ کی کتاب ہے اس لیے اس کتاب سے اہل سنت پر الزام نہیں قائم کیا جا سکتا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

شیعہ کا آغا بزرگ طہرانی لکھتا ہے:

---

❶ منتہی الآمال للشیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) ص:۹۶ ناشر انتشارات علویون

❷ منتخب التواریخ لمحمد ہاشم خراسانی ص:۵۲ ناشر

روضة الاحباب فی سیرة النبی ص و الآل و الاصحاب)فارسی فی ثلاث مجلدات للسید الآمیر جمال الدین عطاء الله بن فضل الله بن عبد الرحمان الحسین الدشتکی الملقب بالامیر جمال الدین المحدث الشیرازی الفارسی القاطن بهراة کتبه بأمر الامیر علی شیر الوزیر.ترجمه فی (امل الآمل)وحکی فی(الریاض)سماعا عن الفاضل الهندی أنه کان شیعیا وعنده کتبه علی طریقة الشیعة. [1]

عبارت کا حاصل: روضۃ الاحباب کا مصنف جمال الدین شیعہ ہے۔

پانچواں اشکال اوراس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

عرف عام بلکہ قرآن مجید سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب وام یا ابن و بنت ایک ہی قسم کے ماں باپ یا اولاد کے لیے بولے جاتے ہوں اور اگر یہ ثابت ہو جائے تو ہمیں مذکورہ دختران کے حقیقی دختران تسلیم کر لینے میں کیا عذر ہوسکتا ہے لیکن اگر قرآن مقدس اور عرف عرب سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ اب وام اور ابن و بنت حقیقی ماں باپ اور صلبی اولاد کے علاوہ بھی بولے جاتے ہیں تو پھر لفظ بنت کے استعمال سے کوئی لڑکی صلبی لڑکی ثابت نہ ہو سکے گی بلکہ یہ امر محتاج تحقیق رہے گا۔

اشکال کی وضاحت: مرزا کہنا یہ چاہتا ہے کہ یہ جو اہل سنت قرآن کریم کی آیت [**یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ**] سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے فرمایا اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنے اوپر چادریں ڈالیں ان کا یہ استدلال ٹھیک نہیں

[1] الذریعة لتصانیف الشیعة لآغا بزرگ الطهرانی(المتوفی ۱۳۸۹)ج ۱۱ص :
۲۸۵ناشر مؤسسة اسماعیلیان ایران قم

کیونکہ بنت کا اطلاق غیر صلبی بیٹی پر بھی ہوتا ہے لہٰذا ان بیٹیوں سے مراد غیر صلبی بیٹیاں ہیں یعنی زینب اور رقیہ اور ام کلثوم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں یا بیوی کی بھانجیاں یعنی خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔

جواب: قرآن کریم میں تمام مقامات پر بنت کا لفظ اپنی حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

۱-قَالَ إِنِّی أُرِیدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَیَّ هَاتَیْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِی ثَمَانِیَ حِجَجٍ. (سورہ قصص آیت نمبر ۲۷)

ان کے باپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دولڑکیوں میں سے ایک سے تمہارا نکاح کردوں۔بشرطیکہ تم آٹھ سال تک اجرت پر میرے پاس کام کرو،

۲-وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِی أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِینَ. (سورہ تحریم آیت نمبر ۱۲)

نیز (اللہ پاک) عمران کی بیٹی مریم کو (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی، اور وہ طاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

۳-حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ. (سورہ نساء آیت نمبر ۲۳)

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

۴-وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِینَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا یَصِفُونَ. (سورہ انعام آیت نمبر ۱۰۰)

اور لوگوں نے جنات کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک قرار دیا، حالانکہ اللہ نے ہی

ان کو پیدا کیا ہے۔اور سمجھ بوجھ کے بغیر اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں۔حالانکہ اللہ کے بارے میں جو باتیں یہ بناتے ہیں وہ ان سب سے پاک اور بالا و برتر ہے۔

۵–وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَاقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ. (سورہ ھود آیت نمبر ۷۸)

اور ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے، اور اس سے پہلے وہ برے کام کیا ہی کرتے تھے۔لوط نے کہا : اے میری قوم کے لوگو ! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمہارے لیے کہیں زیادہ پاکیزہ ہیں۔اس لیے اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو۔کیا تم میں کوئی ایک بھی بھلا آدمی نہیں ہے

قارئین کرام جب ان تمام آیات میں شیعہ بھی بنات سے مراد حقیقی بیٹیاں لیتے ہیں تو ان کو صرف ایک مقام یعنی آیت کریمہ [يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ] میں بنات سے حقیقی بیٹیاں مراد لینے میں کیوں بخار چڑھتا ہے؟ نیز جب بنت کی حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے تو بغیر قرینے کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی (یعنی ربیبہ) مراد لینا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ شیعہ فقہاء کا بھی نظریہ یہی ہے کہ جب تک مجازی معنی کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں ہے۔جیسے کہ میں ماقبل میں غلام حسین نجفی کے اشکال کے جواب میں کتب شیعہ سے یہ اصول واضح کر چکا ہوں۔

سوال:[ھؤلاء بناتی] بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ سے لوط علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں مراد ہی نہیں لی ہیں بلکہ قوم کی بیٹیاں مراد لی ہیں؟

جواب: دلائل کے رو سے ان مفسرین کا یہ قول غلط ہے جیسے کہ شیعہ مفسر طباطبائی نے اس قول کو دلیل سے رد کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

وربما قيل:إن المراد بقوله:(هؤلاء بناتی)الاشارة إلى نساء القوم لان النبی أبو أمته فنساؤهم بناته كما أن رجالهم بنوه ...... وأما كونهم كفارا وبناته مسلمات ولا يجوز إنكاح المسلمة من الكافر فليس من المعلوم أن ذلک من شريعة إبراهيم حتى يتبعه لوط عليهما السلام فمن الجائز أن يكون تزويج المؤمنة بالكافر جائزا فی شرعه كما أنه كان جائزا فی صدر الاسلام، وقد زوج النبی صلى الله عليه وآله وسلم بنته من ابی العاص بن الربيع وهو كافر قبل الهجرة ثم نسخ ذلک .على أن قولهم فی جوابه: (لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق) لا يلائم كون المراد بالبنات فی كلامه إنما هی نساؤهم لا بناته من صلبه فإنهم ماكانوا مؤمنين به حتى يعترفوا بكون نسائهم بناته إلا أن يكون المرادالتهكم ولا قرينه عليه . لا يقال تعبيره عليه السلام بالبنات وليس له عندئذ إلا بنتان يدل على أن مراده بناته من نساء أمته لا بنتاه غير الصادق عليه لفظ الجمع. لانا نقول: لا دليل على ذلک من كلامه تعالى ولا وقع ذلک فی نقل يعتمد عليه، نعم وقع فی التوراة الحاضرةأنه كان للوط بنتان فقط ولا اعتماد على ما تتضمنه.[1]

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ [هؤلاء بناتی] سے مرادقوم کی بیٹیاں ہیں اس لیے کہ نبی قوم کا باپ ہوتا ہے تو ان کی عورتیں رسول کی بیٹیاں ہوئیں جیسے کہ ان کے مرد نبی کے بیٹے ہوئے۔رہا یہ سوال کہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مسلمان تھیں اور وہ لوگ کافر تھے اور مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتھ ناجائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں یہ نکاح جائز تھا یا نہیں کہ لوط علیہ السلام پر اس کی پیروی واجب

[1] تفسير الميزان لمحمد حسين الطباطبائی ج۱۰ ص:۳۳۹ ناشر منشورات جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية فی قم المقدسة

ہو۔پس یہ ممکن ہے کہ یہ نکاح لوط علیہ لسلام کی شریعت میں جائز ہو جیسے کہ ابتداء اسلام میں بھی مؤمنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اس کی مثال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابو العاص سے کرایا تھا حالانکہ وہ ہجرت سے پہلے کافر تھا بعد میں یہ منسوخ ہوگیا۔ نیز کفار نے جو یہ جواب دیا[**لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق**] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بنات سے مراد لوط علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں تھیں اس لیے کہ وہ لوگ مؤمن ہی نہیں تھے کہ یہ تسلیم کرتے کہ ہماری عورتیں لوط علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں الا یہ کہ ان کی اس سے مراد مذاق اڑانا ہو لیکن یہاں پر اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔اور یہ سوال نہ کیا جائے کہ لوط علیہ السلام کی وہ حقیقی بیٹیاں تو نہ تھیں تو ان پر بنات کا لفظ کیسے صادق آئے گا؟ اس لیے کہ اس پر نہ تو قرآن کریم میں کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی کوئی قابل اعتماد نقل ہے اس لیے کہ یہ توراۃ کی روایت ہے۔جبکہ توراۃ پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔

اسی قول (یعنی صلبی بیٹیاں مراد ہیں) کو شیعہ مفسر فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) نے بھی اوضح کہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

(**قال**)**لوط لهم وأشار إلى بناته لصلبه (هؤلاء بناتي)......وقيل :انهن كن بنات قومه، عرضهن عليهم بالتزويج...... والأول أوضح.** [1]

لوط علیہ السلام نے اپنی صلبی بیٹیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ بیٹیاں قوم کی بیٹیاں تھیں جو ان پر نکاح کے لیے پیش کیں لیکن پہلا قول (یعنی صلبی بیٹیاں) زیادہ واضح ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید میں (لفظ بنت) صلبی بیٹی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

[1] تفسیر مجمع البیان لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ٥٤٨) ج ٣ ص: ٤١٩ ناشر احیاء الکتب اسلامیة ایران قم

نیز عرف عام میں بھی جب بیٹی کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو وہاں صلبی بیٹی مراد ہوتی ہے جیسے کہ کوئی عورت کسی عورت سے پوچھتی ہے کیا آپ کی بیٹیاں پڑھی لکھی ہیں تو اگر اس کی بیٹیاں واقعۃً پڑھی لکھی ہوتی ہیں تو وہ جواب دیتی ہے جی ہاں لیکن اگر اس کی بیٹیاں پڑھی لکھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ اس کی پوتیاں یا نواسیاں پڑھی لکھی ہوتی ہیں تو وہ جواب میں یہ نہیں کہتی ہے کہ میری بیٹیاں پڑھی لکھی ہیں بلکہ وہ جواب میں کہتی ہے میری بیٹیاں تو پڑھی لکھی نہیں ہیں بلکہ نواسیاں پڑھی لکھی ہیں۔اس مثال سے معلوم ہوا کہ عرف میں بھی بیٹی کا اطلاق صلبی بیٹی پر ہوتا ہے اس لیے شیعہ کو ماننا پڑے گا کہ آیت کریمہ [یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ] میں بنات سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں ہیں۔اور مرزا کے بڑے اس قول یعنی (یہ بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں) کو شد ومد سے رد بھی کر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) کہتا ہے:

وللسید ابی القاسم العلوی الکوفی فی الاستغاثة فی بدع الثلاثة کلام طویل اصر فیه علی ان زینب التی کانت تحت ابی العاص بن ربیع ورقیة التی کانت تحت عثمان لیستا بنتیه بل ربیبتیه ولم یأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل کون رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل البعثة علی دین الجاهلیة بل کان فی زمن الجاهلیة علی دین یرتضیه الله تعالیٰ من غیر دین الجاهلیة وحینئذ فیکون محالا ان یزوج ابنته من کافر من غیر ضرورة دعت الیٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم یأت بما یغنی عن تکلف النظر والثبوت وانه کبیت العنکبوت اما اولاً فلانه یشبه الاجتهاد فی قبال النصوص من الفریقین عن النبی صلی الله علیه

وسلم وعن ائمتنا علیهم السلام و اما ثانیاً ولانا وان کنا نسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن فی زمن الجاهلیة علی دین الجاهلیة بل علی دین یرتضیه الله تعالیٰ ولکن رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس مشرعا بل کل حکم کان ینزل علیه کان یلتزم به تمام الالتزام ولم یکن یخترع من قبل نفسه حکما والاحکام کانت تنزل تدریجا وعند تزویج زینب ورقیة لم یکن الکفائة فی الایمان شرطا شرعا فزوج بنتیه من الرجلین تزویجا صحیحا شرعاً فی ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالیٰ قوله :وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوافرق بین ابی العاص وبین زینب ولو کانت الکفائة فی الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآیة فما ذکره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة فی کون زینب ورقیة اللتین تحت ابی العاص و عثمان مسلمتین کما لا شبهة فی کون تزویجهما من رسول الله صلی الله علیه وسلم وباذنه واجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکا ر فما ذکره ساقط بلا شبهة...... وانما الجأنا...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه.[1]

سیدابوالقاسم علوی کوفی کی کتاب [الاستغاثه فی بدع الثلاثة] میں بنات رسول کے بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔اس نے

---

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاہلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو تھکایا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکا جو تسلی بخش ہو۔ اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگر چہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔ اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کا شرط شرعاً نہیں لگایا گیا تھا اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) [مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص اور زینب کے درمیان تفریق کر دی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابو القاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

ثالثاً: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ زینب اور رقیہ جو ابو العاص اور عثمان کے پاس تھیں وہ مسلمان تھیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا تو اب کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہوں یا ربیبہ ہوں یا خدیجہ کی ماں شریک بہنیں ہوں اس لیے کہ جس علت کی بنیاد پر اس نے

انکار کیا اس علت میں یہ سب شریک ہیں (مامقانی کہنا یہ چاہتا ہے کہ اگر کافروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیوں کا نکاح نہیں ہوسکتا تو پھر ربیبہ بیٹیوں کا بھی نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بھی تو مسلمان تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح کو کافروں کے ساتھ کیسے برداشت کرتے) لہٰذا یہ جو ابوالقاسم نے ذکر کیا وہ سب کچھ ساقط الاعتبار ہے اور ہم نے اس کے کلام کو یہاں مجبوراً نقل کیا تا کہ آپ کو اس کلام سے دھوکہ نہ ہو۔

مامقانی کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱-رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات کہنا غلط ہے۔

۲-یہ دلیل پیش کرنا کہ اعلان نبوت سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا کفار کے نکاح میں آنا بری بات ہے یہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بات ہے۔ جس کے اڑانے کے لیے ایک پھونک ہی کافی ہے۔

۳-رقیہ زینب و ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہ ماننا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ معصومین کے ارشادات کی مخالفت ہے۔

۴-ابوالقاسم کی یہ تقریر کہ رقیہ زینب اور ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہیں ہیں محض اہل اسلام کو دھوکہ دینا ہے۔

۵-شیعہ کا ان بنات اربعہ کے صلبی بیٹیاں نہ ہونے پر دلائل پیش کرنا یہ محض اپنے آپ کو تھکانے والی بات ہے جس سے حق پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

نیز ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

و جمعی از علمای خاصه وعامه را اعتقاد آن است که رقیه و ام کلثوم دختران خدیجه بودند از شوهر دیگر که پیش از رسول خدا صلی الله علیه وسلم داشته وحضرت ایشیان را تربیت کرده بود و دختر

حقیقی آن جناب نبودند وبعضی گفته اند که دختران هاله خواهر خدیجه بوده اند.وبر نفی این دو قول روایات معتبره دلالت می کنند. ❶

علمائے خاصہ وعامہ کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ رقیہ وام کلثوم خدیجہ کی بیٹیاں تھیں دوسرے شوہر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کا شوہر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حضرت خدیجہ کی بہن ھالہ کی بیٹیاں تھیں۔جبکہ ان دونوں قولوں کے باطل ہونے پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

ہمارے علامہ مجلسی نے سنی بھائیوں کو وہ چکر دیا ہے کہ یاد رکھیں گے۔قول مؤلف کے بعد مجلسی نے دو قول ذکر نہیں کیے بلکہ حقیقت میں وہ چار قول ہیں۔

پہلا قول شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں نبی کریم کی نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں پہلے شوہر سے۔دوسرا قول اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں خدیجہ کی تھیں پہلے شوہر سے وہ نبی کریم کی لڑکیاں نہ تھیں۔تیسرا قول شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں خدیجہ کی بھانجیاں اور ھالہ کی بیٹیاں تھیں۔چوتھا قول اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں ھالہ کی بیٹیاں ہیں اور خدیجہ کی بھانجیاں تھیں۔

ہمارے مجتہد مجلسی علیہ الرحمہ کا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کا یہ قول کہ یہ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں پہلے شوہر سے اور اہل سنت کا یہی قول کہ وہ ھالہ کی لڑکیاں نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں پہلے شوہر سے سرکار مجلسی کی مراد یہ ہے کہ مذکورہ ان دونوں قولوں کی نفی پر روایات معتبرہ دلالت کرتی ہیں کیونکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نہ ہی نبی کریم کی اور نہ ہی خدیجہ کی اولاد تھیں بلکہ وہ لڑکیاں ھالہ کی بیٹیاں اور خدیجہ کی بھانجیاں تھیں۔ ❷

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص:۱۵۰۶ ناشر کتابخانہ ملی ایران قم

❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۵۰۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

جواب: قارئین کرام آپ نجفی صاحب کے پیش کردہ ان چار اقوال کو بار بار پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ دو قول ہوئے یا چار؟ حق بات یہی ہے کہ ہیں وہی دو قول لیکن نجفی صاحب نے ان دو قولوں کو چار شمار کیا ہے اس حیثیت سے کہ یہ دو قول سنیوں کے ہیں (حالانکہ اہل سنت میں سے یہ قول کہ یہ تینوں بنات سیدہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں پہلے شوہر سے یا سیدہ خدیجہ کی بھانجیاں تھی کسی کا بھی نہیں ہے اہل سنت ایسے دونوں قولوں پر لعنت بھیجتے ہیں) تو ہو گئے دو اور پھر یہی دو قول شیعوں کے ہیں تو ہو گئے چار قول۔ جبکہ دنیا جانتی ہے کہ جب ایک ہی قول چاہے ایک جماعت کرے یا دس جماعتیں کریں وہ ایک قول ایک ہی شمار ہوتا ہے قائلین کے بڑھنے سے قول نہیں بڑھتا لہٰذا جب حقیقت میں یہ دو قول دو ہی ہیں تو باقر مجلسی نے ان ہی دو قولوں کو معتبر روایات کے ذریعے مردود قرار دیا ہے۔ باقی نجفی صاحب کا ان دو قولوں کو چار قرار دینا ایسا ہے جیسے کوئی دو روٹیوں کو آدھا آدھا کر کے چار کا نام دے دے تو یقیناً یہ دھوکا ہو گا اسی طرح نجفی صاحب کی یہ تقسیم بھی دھوکہ ہے۔

رہی نجفی صاحب کی یہ بات کہ (ہمارے علامہ مجلسی نے سنی بھائیوں کو وہ چکر دیا ہے کہ یاد رکھیں گے) اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ باقر مجلسی بقول نجفی صاحب کے چکری اور دھوکہ باز ہے اب چکری اور دھوکہ باز شخص کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے وہ سب سمجھتے ہیں۔ باقی اہل سنت ان شاء اللہ کسی کے چکر میں آنے والے نہیں جو اہل سنت کو چکر دینے کی کوشش کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ کو چکر اور دھوکے میں ڈالتا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: [**يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ**] یہ منافق لوگ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں درحقیقت یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن ان کو شعور نہیں ہے۔

باب ثانی

بنات رسول کا ثبوت اہل سنت کے کتب حدیث سے

۱-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۴) سے:

عَـنْ أَبِـی قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو اٹھا کر نماز پڑھ رہے تھے

۲-حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۳۵) سے:

وَأَمَّا قَوْلُهُ :إِنِّـی تَـخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَتْ. ❷

حضرت عثمان فرماتے ہیں میں جو جنگ بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا وہ اس لیے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچی رقیہ کے تیمارداری میں مصروف تھا۔

۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۲) سے:

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ سِيَرَاءَ، وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ. ❸

---

❶صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶)ج۱ ص:۱۰۹ ناشر دار طوق النجاۃ ❷مسند احمد للامام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱)ج۱ ص:۵۲۵ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ ❸سنن النسائی (لاحمد بن شعیب النسائی(متوفی ۳۰۳)ج۸ ص:۱۹۷ ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ-حلب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ریشمی چادر دیکھی۔

۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ٦٨) سے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :وَلَدَتْ خَدِيجَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ وَأَرْبَعَ نِسْوَةٍ :الْقَاسِمَ، وَعَبْدَ اللَّهِ، وَفَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ.❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں فاطمہ زینب رقیہ ام کلثوم۔

۵-سیدہ عائشہ صدیقہ (متوفی ۵۷) سے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُرَّزَاذَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ مِنْ رِجَالِ مَكَّةَ الْمَعْدُودِينَ مَالًا وَتِجَارَةً وَأَمَانَةً وَكَانَ لِهَالَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَخَدِيجَةُ خَالَتُهُ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : زَوِّجْهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخَالِفُهَا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ فَزَوَّجَهُ زَيْنَبَ فَلَمَّا أَكْرَمَ اللَّهُ نَبِيَّهُ بِنُبُوَّتِهِ آمَنَتْ بِهِ خَدِيجَةُ وَبَنَاتُهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ زَوَّجَ عُتْبَةَ بْنَ أَبِي لَهَبٍ رُقَيَّةَ أَوْ أُمَّ كُلْثُومٍ فَلَمَّا بَادَأَ قُرَيْشًا بِأَمْرِ اللَّهِ قَالُوا: إِنَّكُمْ قَدْ فَرَّغْتُمْ مُحَمَّدًا

❶مستدرك حاكم لابى عبد الله الحاكم النيسابوری(المتوفى)ج ٣ص:٢٠١ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

مِنْ بَنَاتِهِ فَرُدُّوهُنَّ عَلَيْهِ فَاشْغَلُوهُ بِهِنَّ، فَمَشَوْا إِلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالُوا فَارِقْ صَاحِبَتَكَ وَنَحْنُ نُزَوِّجُكَ بِأَيِّ امْرَأَةٍ شِئْتَ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: لَا هَيْمُ اللَّهِ لَا أُفَارِقُ صَاحِبَتِي وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِامْرَأَتِي أَفْضَلَ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ابو العاص بن الربیع مکہ مکرمہ کے مالدار، تاجر اور امانتدار لوگوں میں سے شمار کیے جاتے تھے یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہالہ کے بیٹے تھے اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی کہ زینب کا رشتہ ابو العاص کو دیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی بات کو نہیں ٹالتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ابو العاص کے نکاح میں دے دیا اور یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مشرکین کے ساتھ نکاح کروانے سے منع نہیں فرمایا گیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ اور ام کلثوم کو ابولہب کے بیٹوں کے نکاح میں دے دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دین کی دعوت دینا شروع کر دی تو انہوں نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو فارغ کر دو تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو فارغ کر دیا اور انہوں نے ابو العاص سے بھی یہی کہا کہ آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو فارغ کر دیں ہم آپ کو دوسری لڑکی سے شادی کروا دیں گے لیکن ابو العاص نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس پر خوشی نہیں ہوگی کہ مجھے اس سے کوئی بہتر عورت ملے۔

۶-حضرت امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴) سے:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَلَدَتْ خَدِيجَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَطَاهِرًا، وَفَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةَ. ❷

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم، طاہر، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم ورقیہ پیدا ہوئے۔

---

❶ الذرية الطاهرة لابی بشر الدولابی (متوفی ۳۱۰)ص:۴۵ ناشر الدار السلفيه الكويت ❷ مصنف عبد الرزاق لعبد الرزاق الصنعانی (متوفی ۲۱۱) ج۷ص:۳۹۳ المجلس العلمی، الهند

باب ثالث
بنات رسول کا ثبوت محدثین سے

۱-محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰) سے:

وَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الولد القاسم .وبه كان يكنى.ولد له قبل أن يبعث صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعبد الله وهو الطيب وهو الطاهر .سُمِّيَ بِذَلِكَ لأَنَّهُ وُلِدَ فِي الإِسْلامِ.وَزَيْنَب وأم كلثوم ورقية وفاطمة .وأمهم كلهم خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے یہ اولاد تھی۔ قاسم، عبد اللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

۲-محمد بن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴) سے:

فَزَوجهَا من رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فولد لَهُ مِنْهَا زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة وَالقَاسِم. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ کے ساتھ شادی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس سے زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور قاسم پیدا ہوئے۔

۳-ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

وأما ولده صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فكلهم من خديجة إلا إبراهيم فإنه من مارية القبطية، وولده من خديجة أربع بنات لا خلاف في ذلك. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی ان سے چار بیٹیاں

---

❶الطبقات الكبرى لمحمد بن سعد (متوفى ٢٣٠)ج٣ ص:٤ ناشر دار الكتب العلمية
❷الثقات لابن حبان ٠متوفى ٣٥٤)ج١ ص:٤٦ ناشر دائرة المعارف العثمانية ❸الاستيعاب في معرفة الاصحاب لابن عبد البر (متوفى ٤٦٣)ج١ ص:٥٠ ناشر دار الجيل بيروت

پیدا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔

۴-ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰) سے:

فولدت لرسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولده كلهم قبل أن ينزل عليه الوحي: زينب، وأم كلثوم، وفاطمة، ورقية، والقاسم، والطاهر والطيب. ❶

سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نزول وحی سے پہلے زینب، ام کلثوم، رقیہ، قاسم، طاہر اور طیب پیدا ہوئے۔

۵-امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶) سے:

وكان له صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربع بنات :زينب تزوجها أبو العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد الشمس،وهو ابن خالتها، وأمه هالة بنت خويلد .وفاطمة تزوجها على بن أبى طالب،رضى الله عنه .ورقية، وأم كلثوم تزوجهما عثمان بن عفان، تزوج رقية، ثم أم كلثوم. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں زینب جس کے ساتھ ابو العاص نے شادی کی اور فاطمہ ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

۶-حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے:

وأولاده كلهم من خديجة سوى إبراهيم، وهم القاسم،والطيب والطاهر، وماتوا صغارا رضعا قبل المبعث،ورقية، وزينب،وأم كلثوم، وفاطمة – رضى الله عنهم فرقية، وأم كلثوم زوجتا عثمان بن عفان، وزينب زوجة أبى العاص بن الربيع بن عبد شمس،وفاطمة زوجة على،رضى الله عنهم أجمعين❸.

---

❶اسد الغابة لابن الاثير (متوفی ۶۳۰)ج۷ ص:۸۰ ناشر دار الکتب العلمیه

❷تهذيب الاسماء والغات للامام النووی (متوفی ۶۷۶)ج۱ ص:۲۶ ناشر دار الکتب العلمية

❸سير اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۱ ص:۱۷۲ ناشر دار الحديث القاهره

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے ابراھیم کے سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی وہ قاسم، طیب، طاہر تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے اور رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیویاں تھیں اور زینب ابو العاص کی بیوی تھیں اور فاطمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

۷-ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶) سے:

(خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ...... ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً عَلَى الْمَشْهُورِ...... وَلَدَتْ لَهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ الْقَاسِمَ ثُمَّ زَيْنَبَ ثُمَّ رُقَيَّةَ ثُمَّ فَاطِمَةَ ثُمَّ أُمَّ كُلْثُومٍ وَوَلَدَتْ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدَ اللَّهِ وَسُمِّيَ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرَ. [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی فرمائی اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبوت سے پہلے قاسم، زینب رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور نبوت کے بعد ان سے عبداللہ پیدا ہوئے جس کو طیب اور طاہر کہا جاتا تھا۔

۸-حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) سے:

وَكَانَ جَمِيعُ أَوْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ جَارِيَتِهِ مَارِيَةَ وَالْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ مِنْ أَوْلَادِهِ مِنْهَا الْقَاسِمُ وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى مَاتَ صَغِيرًا قَبْلَ الْمَبْعَثِ أَوْ بَعْدَهُ وَبَنَاتُهُ الْأَرْبَعُ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقَيَّةُ ثُمَّ أُمُّ كُلْثُومٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ. [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی ان میں سے جو اولاد

---

[1] طرح التثریب لابی الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی (متوفی ۸۰۶) ج۱ ص:۱۴۳ ناشر دار احیاء التراث العربی

[2] فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۷ ص:۱۳۷ ناشر دار المعرفۃ بیروت

متفق علیہ ہے وہ یہ ہے قاسم، اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔ سوائے حضرت ابراہیم کے وہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔

۹- علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵) سے:

وَكَانَ أَوْلَاد رَسُول الله كلهَا من خَدِيجَة سوى إِبْرَاهِيم فَإِنَّهُ من مَارِيَة الْقبْطِيَّة، تزَوجهَا النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، قبل الْبعْثَة......، فولدت لَهُ: الْقَاسِم وَبِه كَانَ يكنى والطاهر وَزَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تمام کی تمام سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے وہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔ خدیجہ سے قاسم، طاہر زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

۱۰- علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳) سے:

فإنه وُلِدَ لَهُ الْقَاسِمُ وَالطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ مِنْ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَاتُوا صِغَارًا وَوُلِدَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ مِنْ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ فَمَاتَ أَيْضًا رَضِيعًا وكان له مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم، طیب، طاہر پیدا ہوئے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے وہ بھی حالت رضاعت میں انتقال کر گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

---

❶ عمدة القاری لبدر الدین عینی (متوفی ۸۵۵) ج۴ ص:۳۰۲ ناشر دار احیاء التراث العربی

❷ تحفة الاحوذی لعبد الرحمٰن مبارکفوری (متوفی ۱۳۵۳) ج۹ ص:۵۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

باب رابع

بنات رسول کا ثبوت مؤرخین سے

ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶) سے:

۱—وولد لرسول الله صلّى الله عليه وسلم من خديجة :القاسم وبه كان يكنى -والطيّب، وفاطمة، وزينب، ورقية،وأمّ كلثوم❶.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم ،طیب ،فاطمہ،زینب، رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

۲-محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰) سے:

فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ثَمَانِيَةً:الْقَاسِمُ، وَالطَّيِّبُ،وَالطَّاهِرُ، وَعَبْدُ اللَّهِ، وَزَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةُ❷.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم ،طیب ،فاطمہ،زینب، رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

۳-ابن العمرانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰) سے:

وكان ولده منها سبعة :القاسم وبه كان يكنّى،والطاهر وكان أيضا يكنّى أبا الطاهر،والطيب،وفاطمة،وزينب،ورقية،وأم كلثوم❸.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے سات بچے ہوئے۔قاسم ،طاہر،

---

❶المعارف لابن قتيبة الدينورى (متوفى ٢٧٦)ص:١٤١ ناشر الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة ❷تاريخ الرسل والملوك لمحمد بن جرير الطبرى (متوفى ٣١٠)ج٣ ص:١٦١ ناشر دار التراث بيروت ❸الانباء فى تاريخ الخلفاء لابن العمرانى (متوفى ٥٨٠)ص:٤٥ ناشر دار الآفاق العربية القاهره

طیب، فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم۔

۴-ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷) سے:

كَانَ جَمِيع ولد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم سَبْعَة وَيُقَال ثَمَانِيَة الْقَاسِم والطاهر وَالطّيب وَإِبْرَاهِيم وَزَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع اولاد سات تھی بعضوں نے کہا آٹھ تھی قاسم، طاہر ،طیب ابراہیم، زینب رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

۵-عبدالکریم القزوینی (متوفی ۶۲۳) سے:

وكان له ثمانية أولاد أربعة ذكور وأربع إناث القاسم والطاهر وعَبْد اللَّهِ وإبراهيم وزينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھے چار بیٹے اور چار بیٹیاں قاسم، طاہر، عبد اللہ اور ابراہیم۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

٦-ابن الاثیر رحمہ اللہ (متوفی ٦٣٠) سے:

فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادَهُ كُلَّهُمْ، إِلَّا إِبْرَاهِيمَ :زَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ، وَالْقَاسِمَ، وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى، وَعَبْدَ اللَّهِ، وَالطَّاهِرَ، وَالطَّيِّبَ. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے وہ ہے زینب، رقیہ ام کلثوم فاطمہ قاسم، عبداللہ، طاہر اور طیب۔

---

❶ تلقيح فهوم اهل الاثر لابن الجوازی (متوفی ٥٩٧) ص: ٣٢ ناشر شركة دار الارقم بن ابی الارقم ❷ التدوين فی اخبار قزوين لعبد الكريم القزوينی (متوفی ٦٢٣) ج٢ ص: ٦٧ ناشر دار الكتب العلمية ❸ الكامل فی التاريخ لابن الاثير (متوفی ٦٣٠) ج١ ص: ٦٤٠ ناشر دار الكتاب العربی

۷-اسماعیل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲) سے:

وأولاده الذكور من خديجة القاسم وبه كان يكنى، والطيب والطاهر وعبد الله ماتوا صغاراً، والإناث أربع، فاطمة زوج علي رضى الله عنهما وزينب زوج أبي العاص، وفرق رسول الله صلى الله عليه وسلم بينهما بالإسلام، ثم ردها إلى أبي العاص بالنكاح الأول لما أسلم، ورقية وأم كلثوم تزوج بهما عثمان واحدة بعد أخرى. (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سے نرینہ اولاد قاسم، طیب، طاہر اور عبد اللہ تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔ اور بیٹیاں بھی چار تھیں۔ سیدہ فاطمہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی اور زینب ابو العاص کی زوجہ تھیں اور رقیہ اور ام کلثوم سے یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی۔

۸-عمر بن مظفر الکندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹) سے:

اوُلاده الذُّكور من خَدِيجَة الْقَاسِم وَبِه يكنى وَالطّيب والطاهر وَعبد اللَّـهِ وماتوا صغَارًا، وَالْإِنَاث أَربع فَاطِمَة زوج عَليّ، وَزَيْنَب زوج أبي الْعَاصِ وَفرق بَينهمَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ ثمَّ ردهَا إِلَيْهِ بِالنِّكَاحِ الأول لما أسلم، ورقية، وَأم كُلْثُوم تزوج بهما عُثْمَان مُرَتبا. (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد سیدہ خدیجہ سے قاسم، طیب، طاہر اور عبد اللہ تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے، اور چار بیٹیاں تھیں فاطمہ جو حضرت علی کی زوجہ تھیں، زینب جو ابو العاص کی زوجہ تھیں ...... اور رقیہ و ام کلثوم کے ساتھ حضرت عثمان نے یکے بعد دیگرے شادی کی۔

---

(۱) المختصر فی اخبار البشر لاسماعیل بن علی (متوفی ۷۳۲) ناشر المطبعة الحسينية المصرية

(۲) تاریخ الوردی لعمر بن مظفر الکندی (متوفی ۷۴۹) ج۱ ص: ۱۳۱ ناشر دار الکتب العلمية

۹-عبدالرحمٰن بن محمد الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۸) سے:

وَبَقِيَّة أَوْلَاده من خَدِيجَة وهم زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة الزهراء وَالقَاسِم.❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زینب، رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ وقاسم پیدا ہوئے۔

۱۰-عبدالملک بن حسین (متوفی ۱۱۱۱) سے:

جملَة مَا اتّفق عَلَيْهِ سِتَّة ذكران الْقَاسِم وَإِبْرَاهِيم وَأَرْبع بَنَات زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة رَضِي الله عَنْهُم.❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متفقہ علیہ اولاد دولڑکے قاسم اور ابراہیم، اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔

---

❶الانس الجليل لعبد الرحمٰن بن محمد الحنبلی (متوفی ۹۲۸)ج۱ ص:۱۷۷ ناشر مکتبة دنديس عمان]

❷سمط النجوم العوالی لعبد الملك بن حسين (متوفی ۱۱۱۱)ج۱ ص:۴۸۸ ناشر دار الكتب العلمية

باب خامس

بنات رسول کا ثبوت اہل تشیع کے کتب حدیث سے

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حدثنا محمد بنالحسن بن أحمد بن الوليد رضى الله عنه قال: حدثنامحمد بن الحسن الصفار، عن أحمد بن محمد بن خالد قال: حدثنى أبو على الواسطى، عن عبد الله بن عصمة، عن يحيى بن عبد الله، عن عمرو بن أبى المقدام، عن أبيه، عن أبى عبد الله عليه السلام قال: دخل رسول الله صلى الله عليه و آله منزله فإذا عائشة مقبلة على فاطمة تصايحها وهى تقول: والله يا بنت خديجة ما ترين إلا أن لامك علينا فضلا وأى فضل كان لها علينا ما هى إلا كبعضنا، فسمع مقالتها فاطمة فلمارأت فاطمة رسول الله صلى الله عليه و آله بكت فقال لها: ما يبكيك يابنت محمد؟ قالت: ذكرت امى فتنقصتها فبكيت، فغضب رسول الله صلى الله عليه و آله ثم قال: مه يا حميرا فإن الله تبارك وتعالى بارك فى الولود الودود وإن خديجة رحمها الله ولدت منى طاهرا وهو عبد الله وهو المطهر، وولدت منى القاسم وفاطمة ورقية وام كلثوم وزينب وأنت ممن أعقم الله رحمه فلم تلدى شيئا. [1]

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ سیدہ فاطمہ پر چیخ رہی ہے اور کہہ رہی

[1] الخصال للشيخ الصدوق (متوفى ۳۸۱) ج۲ ص: ۴۰۵ ناشر مؤسسة النشر الاسلامى التابعة لجماعة المدرسين بقم

تھی کہ اے خدیجہ کی بیٹی آپ ہمیشہ اپنی والدہ کو ہم سے افضل سمجھتی ہو جبکہ اس کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں وہ بھی ہماری طرح تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن لی اور سیدہ فاطمہ نے بھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنت محمد آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو سیدہ فاطمہ نے کہا کہ اس نے میری والدہ کا تذکرہ کیا اور اس کی تنقیص کی میں اس لیے رو پڑی تو اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے پھر فرمایا: چھوڑ اے حمیرا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی خدیجہ میں برکت فرمائی تھی اس نے مجھ سے طاہر اور قاسم اور فاطمہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب پیدا کی جبکہ آپ کو اللہ پاک نے میرے بچوں کی ماں نہیں بنایا۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت معتبر نہیں ہے اور اس کے غیر معتبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی عمرو بن ابی المقدام ہے اور کتاب شیعہ جامع الرواۃ ج ۲ ص: ۲۱۶، کتاب شیعہ معرفت اخبار رجال ص: ۱۵۷، اور کتاب شیعہ شفاء الصدور شرح زیارۃ العاشور ص: ۲۶۰ میں لکھا ہے: کہ عمرو بن ابی المقدام پہلے درجہ کا جھوٹا ہے اور زیادہ مقدار میں خلق خدا کو اس نے گمراہ کیا ہے۔پس جھوٹے اور گمراہ کرنے والے راوی کی روایت غیر معتبر ہے۔اور جب روایت ہمارے امام کا فرمان ہی نہیں تو ہم جواب کس بات کا دیں؟ ❶

جواب: روایت پر بحث اپنی جگہ پر لیکن نجفی صاحب کا کلام حیرت انگیز ہے۔یہ صاحب ان کتابوں کے حوالے سے عمرو بن ابی المقدام کو جھوٹا بتا رہا ہے حالانکہ ان کتب سے کسی بھی کتاب میں اس کو جھوٹا نہیں کہا گیا ہے بلکہ ان کتب میں سے دو کتابوں میں سے تو اس کا ممدوح اور ثقہ ہونا سمجھ میں آ رہا ہے: ملاحظہ فرمائیں:

عن رجل من قريش قال، كنا بفناء الكعبة و أبو عبد الله عليه السلام قاعد، فقيل له: ما اكثر الحاج !فقال عليه السلام: ما أقل الحاج !فمر

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص: ۴۰۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

عمرو بن أبی المقدام، فقال :هذا من الحاج❶.

ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنا ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔ پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔

عن رجل من قریش قال، کنا بفناء الکعبة و أبو عبد الله علیه السلام قاعد، فقیل :ما اکثر الحاج فقال علیه السلام :ما أقل الحاج !فمر عمرو بن أبی المقدام، فقال :هذا من الحاج.❷

ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنے ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔ پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔

ان دونوں کتابوں کی اس عبارت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ عمرو بن ابی المقدام بقول امام جعفر صادق اللہ پاک کا وہ مقبول بندہ تھا جس کا اللہ پاک نے حج بھی قبول فرمایا تو جس شخص کو امام جعفر صادق اللہ کا مقبول بندہ بتا رہا ہے نجفی صاحب اس کو جھوٹا بتا رہا ہے۔

ارباب انصاف سے استدعا ہے کہ اب میں امام کو سچا سمجھوں یا نجفی صاحب کو؟

نیز عمرو بن ابی المقدام کو علامہ حلی بھی ممدوح بتا رہے ہیں نہ کہ جھوٹا۔ ملاحظہ فرمائیں:

عمرو بن أبی المقدام ثابت بن هرمز الحذاء مولی بنی عجلین

---

❶اختیار معرفة الرجال لابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج٢ ص:٦٠٩ ناشر مؤسسة آل البیت علیهم ❷جامع الرواة لمحمد بن علی الاردبیلی ج ١ ص:٦١٦ ناشرمنشورات مکتب آیة الله العظمی المرعشی النجفی قم ایران

ممدوح، وروی أن أبا عبد الله علیه السلام شهد له بأنه من الحاج. ❶

عمرو بن ابی المقدام ممدوح یعنی تعریف کیا ہوا ہے۔ مروی ہے کہ جعفر صادق نے ان کے لیے حاجی ہونے کی گواہی دی ہے۔

نیز اس کے بارے میں شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی لکھتا ہے:

نقل غیر واحد عنه توثیقه ایاه فی کتابه الآخر و روی الکشی...... عن رجل من قریش قال، کنا بفناء الکعبة وأبو عبد الله علیه السلام قاعد، فقیل له :ما اکثر الحاج فقال علیه السلام :ما أقل الحاج !فمر عمرو بن أبی المقدام، فقال:هذا من الحاج و عنونه العلامة تارة فی القسم الاول من الخلاصة...... وقال فی کتابه الآخر عمرو بن ابی المقدام ثابت العجلی مولاهم الکوفی طعنوا علیه من جهة ولیس عندی کما زعموا وهو ثقة. ❷

بہت سارے لوگوں نے ابن الغضائری کی دوسری کتاب سے عمرو بن ابی المقدام کی توثیق نقل کی ہے اور کشی نے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے (ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنے ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔ پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔) علامہ حلی نے اس کو اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال میں اول درجہ کے راویوں میں شمار کیا ہے اور غضائری نے عمرو بن ابی المقدام کے بارے میں اپنی دوسری کتاب میں کہا ہے کہ لوگوں نے اس پر طعن کیا ہے جبکہ میرے نزدیک

---

❶ رجال ابن ابی داؤد لحسن بن علی بن داود الحلی (متوفی ۷۰۷) ج ۱ ص: ۱۴٤ ناشر منشورات المطبعة الحیدریة -النجف ❷ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۲ ص: ۳۲۳ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

حقیقت اس کے خلاف ہے اور وہ ثقہ ہے۔

آگے مامقانی اپنا فیصلہ یوں لکھتا ہے:

تنقیح المقال فی حال الرجل انه لا شبهة فی کونه شیعیا امامیا ...... وحیث کان امامیا امکن ادراجه فی الحسان باعتبار روایة ابن ابی عمیر والحسن بن محبوب وصفوان بن یحی وغیرهم من الاجلة عنه وظهور کونه معتمدا مقبول الروایة عند الصدوق من کلامه فی صفة وضوء رسول الله. [1]

اس راوی کے بارے میں تحقیق حال یہ ہے کہ اس راوی کے شیعہ امامی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے...... جب یہ شیعہ امامی ہے تو اس کی روایت کو حسن روایات میں داخل کرنا ممکن ہو گیا اس لیے کہ اس سے ابن ابی عمیر، حسن بن محبوب اور صفوان بن یحی جیسے جلیل القدر لوگ روایت لیتے ہیں نیز شیخ صدوق کے نزدیک بھی اس کا قابل اعتماد اور مقبول الروایۃ ہونا ظاہر ہوا ہے جہاں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفۃ وضوء کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے کتاب [شفاء الصدور شرح زیارة العاشور] کا تو یہ کتاب ابو الفضل طہرانی (متوفی ۱۳۱۶) کی فارسی تصنیف ہے یہ کوئی رجال کی کتاب نہیں ہے کہ اس میں راویوں کی حالات ہوں ہم نے اس کتاب کا بتایا ہوا صفحہ: ۲۶۰ کو کھول کر دیکھا اس میں مقدام بن ابی عمرو کا تذکرہ تک نہیں ہے لہٰذا نجفی صاحب نے اس کتاب پر بھی اسی طرح جھوٹ باندھا ہے جس طرح پہلی دو کتابوں پر جھوٹ باندھا۔

سند کے راویوں کا حال ملاحظہ فرمائیں:

۱ — محمد بن الحسن بن أحمد بن الولید أبو جعفر شیخ القمیین،

---

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۲ ص: ۳۲٤ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

وفقيههم، ومتقدمهم، ووجههم.ويقال:إنه نزيل قم، وما كان أصله منها. ثقة ثقة. ❶

۲–محمد بن الحسن بن فروخ الصفار،مولى عيسى بن موسى بن طلحة بن عبيدالله بن السائب بن مالک بن عامرالاشعری،أبو جعفر الاعرج،كان وجها فی أصحابنا القميين، ثقة،عظيم القدر. ❷

۳–أحمد بن محمد بن خالد بن عبد الرحمن بن محمد بن علی البرقی أبو جعفر أصله كوفی وكان جده محمد بن علی حبسه يوسف بن عمر بعد قتل زيد عليه السلام، ثم قتله، وكان خالد صغير السن،فهرب مع أبيه عبد الرحمن إلی برق روذ وكان ثقة فی نفسه، يروی عن الضعفاء واعتمد المراسيل. ❸

۴–أبو علی الواسطی، لم يذكر بشء روی عنه فی الوسائل 2/ 18 من أبواب الامر والنهی بطريق صحيح. ❹

یہ راوی اصول کافی کی ایک روایت میں آیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

عدة من أصحابناعن أحمد بن محمد البرقی،عن أبی علی الواسطی رفعه إلی أبی جعفر. ❺

---

❶رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ٤٥٠)ص:٣٨٣ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❷رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ٤٥٠)ص:٣٥٤ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❸رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ٤٥٠)ص:٧٦ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❹ مشائخ الثقات لميرزا غلام رضا ص:٩٢ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی ❺اصول من الكافی لمحمد بن يعقوب كلينی (متوفی ٣٢٩)ج٥ ص:٥١٥ ناشر دار الكتب الاسلاميه تهران

یہاں اس مقام پر ملا باقر مجلسی اس کی اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

[مرفوع]. ❶

۵–عبد الله بن عصمة لم اقف على حاله

۶–يحى بن عبد الله لم اقف على حاله

۷–عمرو بن أبى المقدام ثابت بن هرمز الحذاء مولى بنى عجلين ممدوح،وروى أن أبا عبد الله عليه السلام شهد له بأنه من الحاج. ❷

۸–ثابت بن هرمز أبو المقدام الفارسى الحدادى،مهمل وفيه غمز ذكر لاجله فى الضعفاء. ❸

۲-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

يا معشر الناس،ألا أدلكم على خير الناس خالا وخالة؟قالوا:بلى يا رسول الله.قال:الحسن والحسين،فإن خالهما القاسم بن رسول الله، وخالتهما زينب بنت رسول الله. ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو کیا میں آپ کو ایسے لوگ نہ بتاؤں جو ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں؟ تو لوگوں نے کہا جی اللہ کے رسول بتائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ ہے اور ان کی خالہ زینب بنت رسول اللہ ہے۔

❶مراة العقول لملا باقر مجلسى (متوفى ۱۱۱۱)ج۲۰ ص:۳۳۱ ناشر دار الكتب الاسلاميه تهران ❷رجال ابن ابى داؤد لحسن بن على بن داود الحلى(متوفى ۷۰۷)ج ۱ص:۱٤٤ ناشر منشورات المطبعة الحيدرية -النجف ❸رجال ابن ابى داؤد لحسن بن على بن داود الحلى(متوفى ۷۰۷)ج ۱ص:۶۰ ناشر منشورات المطبعة الحيدرية -النجف ❹امالى الصدوق للشيخ الصدوق (متوفى (۳۸۱)ص:۳۱۸ ناشر مؤسسة الاعلمى للمطبوعات بيروت

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب بنت رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی ہے تب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خالہ ہونا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے طور پر بیان فرمایا اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی نہ ہوتی ان کے خالہ ہونے میں ان حضرات کی کیا فضیلت ہوتی؟

۳-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:

حدثنی مسعدة بن صدقة قال حدثنی جعفر بن محمد،عن أبیه قال ولدلرسول الله صلی الله علیه و آله من خدیجة :القاسم والطاهر وأم کلثوم، ورقیة، وفاطمة،وزینب. ❶

ترجمہ از حیاۃ القلوب اردو: بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم رقیہ، زینب ہیں۔ ❷

تنبیہ: قرب الاسناد کی یہ روایت ملا باقر مجلسی نے حیاۃ القلوب فارسی میں معتبر کہہ کر نقل کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

در قرب الاسناد به سند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است الخ. ❸

اشکال:۱-اوراس کا جواب:

محمد اسماعیل اپنے مناظرے میں کہتا ہے یہ روایت سنیوں کی ہے شیعہ کی نہیں اور

---

❶ قرب الاسنادللشیخ أبی العباس عبد الله الحمیری من اعلام القرن الثالث ص:۹حدیث ناشرمؤسسة آل البیت (علیهم السلام) لاحیاء التراث -قم

❷ حیاۃ القلوب اردو ترجمہ بشارت حسین ج۲ص:۸۶۹ناشرمجلس علمی اسلامی پاکستان

❸ حیاۃ القلوب فارسی لملاباقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۱) ج۴ص: ۱۵۰۳ناشر کتابکانہ ملی ایران

ضعیف ہے صحیح نہیں؟ روی الحمیری فی قرب الاسناد عن هارون بن مسلم عن مسعده بن صدقة عن جعفر عن ابیه علیهما السلام.

اس روایت میں ایک راوی حمیری شارب الخمر ہے اسی قوت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اول ص ۱۴۲ دکھایا گیا کہ انه کان یشرب الخمر. ❶

الجواب: یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ رجال مامقانی جلد اول ص: ۱۴۲ میں یہ کلام اسماعیل بن محمد الحمیری کے متعلق ہے جبکہ اس سند میں اسماعیل بن محمد الحمیری نہیں بلکہ اس سند میں عبداللہ بن جعفر الحمیری ہے وہی اسی کتاب قرب الاسناد کا مصنف ہے اور وہ تمام امامیہ کے ہاں بالاتفاق ثقہ ہے ثبوت حاضر ہے:

۱- شیخ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰) سے:

عبد الله بن جعفر الحمیری القمی، یکنی ابا العباس، ثقة. له کتب منها کتاب الدلائل، کتاب الطب، و کتاب الامامة، و کتاب التوحید والاستطاعة و الافاعیل و البدأ، و کتاب قرب الاسناد. ❷

عبداللہ بن جعفر الحمیری ثقہ ہے اور اس کی یہ کتابیں ہیں:

کتاب الدلائل، کتاب الطب، وکتاب الامامۃ، وکتاب التوحید والاستطاعۃ والافاعیل والبدأ، وکتاب قرب الاسناد.

۲- ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

و کتاب قرب الاسناد للشیخ الجلیل الثقةأبی جعفر محمد بن عبد الله بن جعفر ابن الحسین بن جامع بن مالک الحمیری القمی. ❸

---

❶ فتوحات الشیعہ لمحمد اسماعیل ص: ۳۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی بترتیب ناصر حسین نجفی ❷ الفهرست للشیخ الطوسی (المتوفی ٤٦٠) ص: ١٠٢ ناشر المکتبة المرتضویة و مطبعتهانجف عراق ❸ بحار الانوار للمجلسی المتوفی ج ١ ص: ٧ ناشر مؤسسة الوفاء بیروت لبنان

کتاب قرب الاسناد شیخ جلیل ثقہ عبداللہ بن جعفر الحمیر ی کی کتاب ہے۔

۳- شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے:

(الحميرى) يطلق على جماعة منهم أبو العباس عبد الله بن جعفر بن الحسين (الحسن خ ل) ابن مالك بن جامع الحميرى القمى شيخ القميين ووجههم، ثقة من اصحاب ابى محمد العسكرى عليه السلام، قدم الكوفة سنة نيف وتسعين ومائتين وسمع اهلها منه فأكثروا وصنف كتبا كثيرة، منها كتاب قرب الاسناد. ❶

عبارت کا مفہوم: حمیری کا اطلاق ایک جماعت پر ہوتا ہے ان میں سے ایک عبداللہ بن جعفر الحمیر ی ثقہ ہے جن کی کتابوں میں سے ایک کتاب قرب الاسناد ہے۔

اختصاراً ان حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اس پر بہت سارے حوالے پیش کر سکتا ہوں۔

قارئین کرام یہ شیعہ کا وہی مبلغ اعظم اسماعیل صاحب ہے جو اس کتاب کے شروع میں لکھتا ہے:

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشی حق واقع ہوئی ہے۔ ❷

آپ نے دیکھا کہ یہ مبلغ اعظم صاحب پہلے لوگوں کو کس طرح اعتماد میں لیتا ہے کہ میں سچائی پسند آدمی ہوں اور بعد میں کس طرح جان بوجھ کر تونسوی صاحب اور مخلوق کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ کتاب کا مصنف ہے عبداللہ بن جعفر الحمیر ی اور اس پر جرح فٹ کی وہ جو اسماعیل بن محمد الحمیر ی پر ہے۔ یہ ہیں مجتہدین روافض مخلوق خدا کو دھوکہ دینے والے۔ العیاذ باللہ۔

---

❶ الكنى والالقاب للشيخ العباس القمى المتوفى ۱۳۵۹ ج۲ ص :۱۹۵ ناشر مؤسسة النشر الاسلامى التابعه لجماعة المدرسين بقم المشرفة

❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۸ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

قارئین کرام اس تبصرے سے میرا مقصد اسماعیل صاحب پر مذاق اڑانا ہرگز نہیں صرف میرا مقصد روافض رہنماؤں کے مکر سے مخلوق خدا کو ہوشیار کرنا ہے کہ یہ لوگ اپنی بات آگے کرنے کے لیے جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے اس جیسے مجتہدین کے دھوکے میں آکر اپنا ایمان خراب نہ کریں۔

اشکال:۲-اوراس کا جواب:

محمد اسماعیل اپنے مناظرے میں کہتا ہے اور دوسرا راوی اس سند میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی بتری ہے چنانچہ رجال مامقانی ج ۳ص: ۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے لے جا کر رکھ دی گئی کہ مسعدہ بن صدقۃ عامی بتری یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے روایت سنیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ (۱)

جواب: رجال مامقانی کی عبارت میں قطع الخ) میں قطع برید سے کام لیا گیا ہے آگے اس عبارت میں یہ الفاظ ہیں:

وقد جمع بین الوصفین فی مشترکات الکاظمی حیث قال مسعده بن صدقة العامی البتری عن الباقر انتهی ولکن حکی عن بعض اتقیاء المتأخرین انه قال انه عامی بتری لکنه معتمد علیه فی النقل ومن تتبع اخباره یحصل له العلم بانه اثبت من کثیر من العدول انتهی ویساوقه ما نقله المحقق الوحید عن جده المجلسی الاول من قوله الذی یظهر من اخباره التی فی الکتب انه ثقة لان جمیع مایرویه فی غایة المتانة موافقة لما یرویه الثقات من الاصحاب ولذا عملت الطائفة بما رواه و امثاله من العامة بل لو تتبعت وجدت اخباره اسد و امتن من اخبار مثل جمیل بن دارج وحریز بن عبد الله انتهیٰ واقول الانصاف ان الامر کما ذکره وعلیه فیکون الرجل من الموثق ولا عبرة بعد العلامة ایاه فی القسم الثانی ولا بعد الفاضل الجزائری ایاه فی

(۱) فتوحات الشیعہ لمحمد اسماعیل ص:۳۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی بترتیب ناصر حسین نجفی

فصل الضعفاء و لا بحکم الفاضل المجلسی فی الوجیزہ بضعفه .❶

بعض پرہیز گار متأخرین سے منقول ہے کہ مسعدہ بن صدقۃ عامی بتری ہے لیکن روایات کے نقل کرنے میں قابل اعتماد ہے اور جو شخص اس کی روایات کی جانچ پڑتال کریگا تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ یہ بہت سارے عادلوں سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو علامہ وحید محقق نے اپنے دادے مجلسی اول سے نقل کی ہے کہ مسعدہ بن صدقہ کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ثقہ ہے اس لیے کہ اس کی تمام روایات انتہائی مضبوط اور ثقہ رواۃ کے موافق ہیں۔اسی وجہ سے جماعت نے اس کی اور اس جیسے دیگر عامیوں کی روایات پر عمل کیا ہے بلکہ اگر آپ اس کی روایات کی تحقیق کروگے تو اس کی روایات کو جمیل بن دراج اور حریز بن عبد اللہ کی روایات سے زیادہ صحیح اور مضبوط پاؤگے۔ میں کہتا ہوں انصاف کی بات وہی ہے جو وحید نے نقل کی اس بنیاد پر مسعدہ بن صدقۃ معتمد راوی شمار ہوگا۔لہٰذا اس کے بعد علامہ کا اس کو قسم ثانی میں ذکر کرنا اور جزائری کا اس کو ضعفاء میں ذکر کرنا اور مجلسی کا الوجیز میں اس پر ضعیف کا حکم لگانا قابل اعتبار نہیں ہے۔

اور ابوالقاسم خوئی لکھتا ہے:

أن الشيخ ذكر في أصحاب الباقرعليه السلام أن مسعدة بن صدقة عامى، كما ذكر الكشى أنه بترى،ولم يذكر عند ذكره فى أصحاب الصادق عليه السلام أنه عامى، كما لم يذكر ذلك فى فهرسته و كذلك النجاشى، ومن ذلك يظهر أن من هو من أصحاب الصادق عليه السلام مغاير لمن هو من أصحاب الباقر عليه السلام، و البترى العامى هو الاول، دون الثانى الثقة الذى يروى عنه هارون بن مسلم.❷

---

❶ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۲۱۲ ناشر دار المجتبی ایران

❷ معجم رجال الحدیث لابی القاسم الخوئی ج ۱۸ ص ۱۳۹: ناشر دار الزهراء بیروت لبنان

شیخ طوسی نے مسعدہ بن صدقہ کو جب محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا تو اس کو عامی لکھا ہے اور جب جعفر صادق کے اصحاب میں ذکر کیا ہے تو اس کو عامی نہیں لکھا اور نہ ہی اس کو اپنی کتاب فہرست مین عامی لکھا اور اسی طرح نجاشی نے بھی اس کو عامی نہیں لکھا تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسعدہ بن صدقہ جو جعفر صادق کے اصحاب میں سے ہے وہ اس مسعدہ بن صدقہ کے علاوہ ہے جو محمد باقر کا ساتھی ہے اور عامی وہ پہلا (یعنی محمد باقر کا ساتھی ہے) نہ کہ دوسرا جو ثقہ ہے اور اس سے ہارون بن مسلم روایت کرتا ہے۔

۴۔جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

أحمد بن محمد العاصمی، عن علی بن الحسن التیملی، عن علی بن أسباط، عن أبیه، عن الجارود بن المنذر قال: قال لی أبو عبد الله علیه السلام: بلغنی أنه ولد لک ابنة فتسخطها وماعلیک منها ریحانة تشمها وقد کفیت رزقها و(قد) کان رسول الله صلی الله علیه وآله أبا بنات. (1)

جارود بن منذر کہتا ہے کہ مجھ سے جعفر صادق نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی بیٹی پیدا ہوئی ہے اور آپ اس پر ناراض ہو حالانکہ یہ آپ پر کوئی بوجھ نہیں ہوگی۔ یہ ایک پھول ہے جسے تو سونگھتا رہے گا اور آپ اس کے رزق سے کفایت کیے جاؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو لڑکیوں کے باپ تھے۔

قارئین کرام: امام کے قول سے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک لڑکی کے باپ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متعدد لڑکیوں کے باپ تھے۔ کیونکہ امام صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں کے لیے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ماننا امام کی بھی مخالفت ہے۔

نیز یہاں لفظ بنات سے ربیبہ لڑکیاں اور نواسیاں اور امت کی لڑکیاں بھی مراد نہیں لی جاسکتیں کیونکہ یہاں مخاطب وہ شخص ہے جس کو صلبی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو امام نے اس کے

(1) فروع من الکافی لمحمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹) ج۶ ص:۶ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

سامنے مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا تذکرہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مثال کی ممثل لہ کے ساتھ مطابقت اس وقت ہوسکتی ہے جب مثال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حقیقی بیٹیاں ہوں۔

ایک اشکال اوراس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: علم اصول کا یہ قانون ہے شیعہ سنی سب کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جب کسی حدیث میں کوئی ایسا لفظ آجائے جس کے دو معنی ہوں اور ایک ایسا ہو جس کے مراد لینے سے نبی کریم کی توہین ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس لفظ کا دوسرا معنی مراد لیا جائے...... اسی طرح اگر فروع کافی کی روایت میں لفظ بنات ہے اگر حضور پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جائے تو توہین رسالت لازم ہے پس مراد بنات سے ایک لڑکی اور دو نواسیاں ہیں۔ ❶

جواب: فروع کافی کی اس عبارت سے صلبی بیٹیاں مراد لینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی توہین نہیں ہے کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ماننا توہین رسالت ہے تو اس توہین کے مرتکب سب سے پہلے آپ کے ائمہ معصومین ہوئے ہیں جو صاف بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ نیز اگر چار بیٹیاں لکھنا یا ماننا توہین رسالت ہے تو آپ کا کلینی بھی اصول کافی میں اس توہین کا مرتکب ہوا ہے (محمد حسین نجفی لکھتا ہے: اصول کافی کے حوالے سے جو عبارت نقل کی گئی ہے یہ سرکار کلینی کی ذاتی رائے ہے۔ دیکھیے: تجلیات صداقت ص: ۲۱۲- محمد حسین کہنا یہ چاہتا ہے یعنی یہ کلینی کا ذاتی عقیدہ ہے ہمارا نہیں۔ علی اکبر) اسی طرح آپ کے رجال کا امام عبد اللہ مامقانی جس کی کتاب سے آپ نے بھی اپنی اس کتاب میں بار بار استفادہ کیا ہے اور اس کے کاندھے پر بیٹھ کر روایات کو رد کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ بھی اسی کتاب تنقیح المقال میں اسی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نیز آپ کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی اپنے بہت سارے مشائخ اور شاگردوں سمیت اس توہین کا مرتکب ہوا ہے اب آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ آپ کے ائمہ معصومین اور دیگر اکابرین سارے کے سارے گستاخ رسول تھے؟ خدا کا خوف کرو اور بس۔

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۴۲ اور ۲۵۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

تنبیہ: غلام حسین نجفی نے اس روایت کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

۵-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:

علی بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: سمعته يقول: قال أبي: ما زوج رسول الله (صلى الله عليه وآله) سائر بناته ولا تزوج شيئا من نسائه على أكثر من اثنتي عشرة أوقية ونش، الاوقية أربعون والنش عشرون درهما[1].

جعفر صادق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محمد باقر سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کے ساتھ ساڑے بارہ اوقیہ سے زائد مہر پر نکاح نہیں کیا اور نہ ہی اپنی بیٹیوں کا نکاح ساڑے بارہ اوقیہ سے زائد میں کرایا۔

محمد باقر رحمہ اللہ کے فرمان سے بھی ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح ازواج مطہرات متعدد تھیں نہ کہ ایک، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں بھی متعدد تھیں نہ کہ ایک۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ماننا اور بقیہ کا انکار کرنا ائمہ کے تعلیم کے خلاف ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ قانون ہے کہ [**اذا ثبت الشئ ثبت بجميع لوازمه**] کہ جب کوئی شی ثابت ہوتی ہے تو اس کا لازم بھی ثابت ہوتا ہے مثلاً آگ کی موجودگی میں اس کی گرمی بھی موجود ہوتی ہے پس اگر وہ لڑکیاں نبی پاک کی صلبی مان لی جائیں تو اس کا لازم بھی ماننا پڑے گا یعنی ابو العاص اور عتبہ اور عتیبہ جیسے

[1] فروع من الكافی لمحمد بن يعقوب كلينی (متوفی ۳۲۹) ج۵ ص:۳۷٦ ناشر دار الكتب الاسلامية طهران

کفار کو نبی کریم کا داماد بھی ماننا پڑے گا اور اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گا؟ ❶

جواب: آپ نے کہا (اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے) مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی آیت کریمہ ہے جس میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟ نیز وہ کس کی عقل ہے جو صلبی بیٹیاں مراد لینے کو غلط سمجھتی ہے جبکہ تمہارے ائمہ معصومین کی عقل نے تو یہی کام کیا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ سے پیدا ہونے والی چار لڑکیاں تھیں کیا آپ کی عقل اپنے ائمہ سے بھی آگے ہے؟ کیا آپ کی عقل کلینی، عبداللہ مامقانی، ملا باقر مجلسی اور ان کے مشائخ اور ان کے شاگردوں سے آگے ہے؟ اگر آپ کی عقل ان سب سے آگے ہے تو ہمیں تسلیم نہیں۔ نیز آپ نے کہا (اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گی) تو کیا آپ کے ائمہ معصومین اور عبداللہ مامقانی اور ملا باقر مجلسی وغیرہ کی ناک کٹ چکی ہے؟ کیا یہ سب بقول آپ کے بے غیرت تھے؟ افسوس صد افسوس۔

تنبیہ: غلام حسین نجفی نے اس روایت کی سند پر بھی کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

٦۔جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

حدثنا أبی، ومحمد بن الحسن رضی الله عنهما قالا: حدثنا سعد بن عبد الله، عن أحمد بن أبی عبد الله البرقی، عن أبیه، عن ابن أبی عمیر، عن علی بن أبی حمزة، عن أبی بصیر، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: ولد لرسول الله صلی الله علیه وآله من خدیجة القاسم والطاهر وهو عبد الله، وأم کلثوم، ورقیة، وزینب، وفاطمة. وتزوج علی ابن أبی طالب علیه

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۸٦-۲۸۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

السلام فاطمة عليها السلام،وتزوج أبو العاص بن الربيع وهو رجل من بنی امية زينب،وتزوج عثمان بن عفان ام كلثوم فماتت ولم يدخل بها، فلما ساروا إلى بدر زوجه رسول الله صلى الله عليه وآله رقية.وولد لرسول الله صلى الله عليه وآله إبراهيم من مارية القبطية وهی ام إبراهيم ام ولد. ❶

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت (یعنی جعفر صادق از راقم) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی اولاد میں سے جناب خدیجہ کے شکم سے قاسم اور طاہر ام کلثوم رقیہ زینب اور فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبداللہ تھا جناب فاطمہ کو آنحضرت نے امیر المؤمنین سے تزویج فرمایا زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے وہ بنی امیۃ میں سے تھا اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے گئے تو رقیۃ کو ان سے تزویج فرمایا اور ماریۃ قبطیہ سے جناب ابراہیم پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں ۔❷

اس سند کا پہلا راوی شیخ صدوق کا والد علی بن الحسین ہے جو بالاتفاق ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ نجاشی لکھتا ہے:

علی بن الحسين بن موسى بن بابويه القمی أبو الحسن،شيخ القميين فی عصره، ومتقدمهم، وفقيههم، و ثقتهم❸.

علی بن الحسین قمیوں کا شیخ اور فقیہ اور ثقہ تھا۔

---

❶الخصال للشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ ج۲ ص: ٤٠٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

❷ ترجمہ از حیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج۲ص:۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❸رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠)ص :۲٦۱ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

اس سند کا دوسرا راوی سعد بن عبداللہ ہے اور سعد بن عبداللہ سے مراد سعد بن عبداللہ بن ابی خلف ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ صدوق ایک سند یوں ذکر کرتے ہیں:

وما كان فيه عن سعد بن عبد الله فقد رويته عن أبي، ومحمد بن الحسن رضی الله عنهما عن سعد بن عبد الله بن أبي خلف. ❶

اور یہ سعد بن عبداللہ بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

سعد بن عبد الله القمي، يكنى ابا القاسم، جليل القدر، واسع الاخبار كثير التصانيف، ثقة. ❷

سعد بن عبداللہ القمی جلیل القدر کثیر التصانیف اور ثقہ ہے۔

اس روایت کی سند میں تیسرا راوی احمد بن ابی عبداللہ البرقی ہے اور احمد بن ابی عبداللہ البرقی سے مراد محمد بن خالد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آقا بزرگ طہرانی ایک جگہ لکھتا ہے:

وأبوجعفر أحمد بن أبي عبد الله محمد بن خالد البرقي مؤلف كتاب "المحاسن، الموجود عينه إلى اليوم وتوفي البرقي. ❸

اور محمد بن خالد البرقی بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

محمد بن خالد البرقي، ثقة. ❹

محمد بن خالد البرقی ثقہ ہے۔

اس روایت کی سند میں چوتھا راوی ابن ابی عمیر ہے اور ابن ابی عمیر سے مراد محمد بن ابی عمیر ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ صدوق ایک سند یوں نقل کرتے ہیں:

---

❶من لا يحضره الفقيه للشيخ الصدوق (المتوفى ٣٨١)ص : ٥٨٤ ناشر احياء الكتب الاسلامية ايران قم ❷الفهرت للشيخ الطوسى المتوفى ٤٦٠) ص : ٧٥ ناشر المكتبة المرتضوية و مطبعتهانجف عراق ❸الذريعة لتصانيف الشيعة لآغا بزرگ الطهرانى (المتوفى١٣٨٩) ج٦ ص:٣٠٣ ناشر مؤسسة اسماعيليان ايران قم ❹رجال الطوسى لمحمد بن الحسن الطوسى (المتوفى ٤٦٠)ص٣٨٦ناشر المكتبة الحيدرية نجف اشرف

عن محمد بن أبی عمیر،عن علی بن أبی حمزة،عن أبی بصیر. ❶

اور محمد بن ابی عمیر ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

محمد بن ابی عمیر، یکنی ابا احمد، من موالی الازد، واسم ابی عمیر زیاد، وکان من اوثق الناس عند الخاصة والعامة،وانسکهم نسکا،واورعهم واعبدهم. ❷

محمد بن ابی عمیر عامہ اور خاصہ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ ثقہ تھا۔

اس روایت کی سند میں پانچواں راوی علی بن ابی حمزہ ہے اور یہ بھی موثق ہے ملاحظہ فرمائیں: اس کے متعلق نوری طبرسی لکھتا ہے:

فلأجل ما قلناه عملت الطائفة بأخبار الفطحیة مثل :عبد الله بن بکیر وغیره،وأخبار الواقفة مثل :سماعة بن مهران،وعلی بن أبی حمزة وعثمان ابن عیسی. ❸

پس اسی بنیاد پر جو ہم نے کہا جماعت نے عبداللہ بن بکیر وغیرہ فطحی اور سماعہ بن مہران اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسیٰ واقفی کی روایات پر عمل کیا ہے۔

اور اس کے بارے میں وحید البہبھانی لکھتا ہے:

لذا حکموا بکون علی بن ابی حمزة موثقا. ❹

محدثین کی ایک جماعت نے علی بن ابی حمزہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ یہ موثق راوی ہے۔

اور اس کے بارے میں بحر العلوم لکھتا ہے:

---

❶الخصال للشیخ الصدوق (المتوفی ۳۸۱)ج۱ ص:۱۹ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷الفهرست للشیخ الطوسی المتوفی ٤٦٠) ص۱٤۲: ناشر المکتبة المرتضویة و مطبعتهانجف عراق ❸خاتمة مستدرك الوسائل لحسین النوری الطبرسی (المتوفی ۱۳۲۰)ج ۲ ص:٤٤٦ناشر مؤسسة آل البیت علیهم السلام لاحیاء التراث قم ❹الفوائد الرجالیة لوحید البهبهانی ص:٥٥ ناشر

ثم قال المحقق رحمه الله فی(الاسئار :(لا یقال:علی بن أبی حمزة واقفی وعمار فطحی فلا یعمل بروایتهما، لانا نقول :الوجه الذی لاجله عمل بروایة الثقة قبول الاصحاب أو انضمام القرائن وهذا المعنی موجود هنا، فان الاصحاب عملوا بروایة هؤلاء کما عملوا هناک ولو قیل:فقد ردوا روایة کل منهما فی بعض المواضع قلنا: کما ردوا روایة الثقة فی بعض المواضع معللین بأنه خبر واحد،والا فاعتبر کتب الاصحاب فانک تراها مملوءة من روایة علی وعمار. ❶

محقق اپنی کتاب اسئار میں کہتا ہے کہ یہ سوال نہ کیا جائے کہ علی بن ابی حمزہ واقفی ہے اور عمار فطحی ہے اس لیے ان کی روایات پر عمل نہیں کیا جائے گا؟ اس لیے کہ ہم کہتے ہیں ثقہ راوی کی روایت پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کی روایت کو اصحاب قبول قبول کرتے ہیں اور قرائن اس کی صحت کے موجود ہوتے ہیں اور یہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔اس لیے عمل کرنے والوں نے ان کی روایات پر عمل کیا ہے جس طرح ثقہ راویوں کی روایت پر عمل کرتے ہیں۔اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ لوگوں نے ان کی روایت کو بعض مقامات پر رد بھی کیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اس طرح تو پھر لوگوں نے ثقہ راویوں کی روایت کو بھی یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ یہ خبر واحد ہے۔اور آپ دیکھیں کہ ان کی روایات کے ساتھ کتابیں بھری ہوئی ہیں (تو ان کی روایت کو رد کر کے روایات کے اتنے بڑے ذخیرے سے کیسے ہاتھ اٹھایا جائے۔)

قارئین کرام صرف الجامع الکافی میں علی بن ابی حمزہ کی کم و بیش ۲۵۴ روایات ہیں۔تہذیب الاحکام میں اس کی روایات کم وبیش ۱۵۷ ہیں من لا یحضرہ الفقیہ میں اس کی روایات کم وبیش ۷۶ ہیں اور استبصار میں اس کی روایات کم وبیش ۷۰ ہیں اگر یہ راوی ساقط الاعتبار ہو جائے تو شیعہ کو اس کی تمام روایات سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

---

❶ الفوائد الرجالیة لبحر العلوم ج۳ ص:۱٦۹ ناشر مکتبة الصادق طهران

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس سند میں علی بن ابی حمزہ واقفی ہے اور واقفی کی روایت قبول نہیں؟ چنانچہ شیخ نجاشی لکھتا ہے:

علی بن أبی حمزة و اسم أبی حمزة سالم البطائنی أبو الحسن مولی الانصار، کوفی، وکان قائد أبی بصیر یحیی بن القاسم وله أخ یسمی جعفر بن أبی حمزة روی عن أبی الحسن موسی علیه السلام، وروی عن أبی عبد الله علیه السلام، ثم وقف، وهو أحد عمد الواقفة. ❶

علی بن ابی حمزہ واقفی ہے۔

جواب: شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق واقفی ہونا جرح نہیں ہے کیونکہ متعدد شیعہ محدثین نے واقفی راویوں کو ثقہ کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ شیخ احمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰) سے:

حمید بن زیاد بن حماد بن حماد بن زیاد هوار الدهقان أبو القاسم، کوفی سکن سورا، وانتقل إلی نینوی قریة علی العلقمی إلی جنب الحائر علی صاحبه السلام، کان ثقة واقفا، وجهافیهم. ❷

حمید بن زیاد واقفی ثقہ ہے۔

الحسن بن محمدبن سماعة أبو محمد الکندی الصیرفی من شیوخ

---

❶ رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠)ص :٢٤٩ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠)ص :١٣٢ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

الواقفة كثير الحديث فقيه ثقة.❶

حسن بن محمد بن سماعۃ واقفیوں کا بھی شیخ ہے کثیر الحدیث فقیہ اور ثقہ ہے۔

۲-ملا باقر مجلسی سے:

أن بعض رواة تلك الاخبار من الواقفية ولاتقبل رواياتهم فيما يوافق مذهبهم.❷

ان بعض روایات کے راوی واقفی ہیں اور واقفیوں کی وہ روایات قبول نہیں کی جائینگی جوان کے مذہب کے موافق ہوں۔

۳-ابوالقاسم خوئی (متوفی ۱۹۹۲ع) سے:

قال أبو غالب الزرادى فى رسالته إلى ولده ص: ۸۹ وسمعت من حميد ابن زياد وأبى عبد الله ابن ثابت،وأحمد بن رماح وهؤلاء من رجال الواقفة، إلا أنهم كانوا فقهاء ثقات فى حديثهم كثيرى الدراية.❸

ابو غالب زرادی نے کہا کہ حمید بن زیاد ابوعبداللہ بن ثابت اور احمد بن ابی ریاح یہ تمام رواۃ واقفی ہیں لیکن فقہاء اور ثقہ ہیں۔

۴-محمد بن الحسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴) سے:

ابو بكر بن ابى السماک :اسمه ابرهيم ثقة واقفى.❹

ابوبکر بن ابی السماک اس کا نام ابرہیم ہے اور یہ واقفی ہونے کے ساتھ ثقہ ہے۔

---

❶رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ۴۵۰)ص:۴۰ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷بحار الانوار لباقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۱)ج ۵۱ص:۴۱ناشر مؤسسة الوفاء بیروت -لبنان ❸معجم رجال الحدیث لابی القاسم الخوئی ج۶ص :۲۸۸ناشردار الزهراء بیروت لبنان ❹وسائل الشیعة للشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفی۱۱۰۴) ج۱۰ ص:۶۰۵ ناشر ذوی القربیٰ

۵-حسن بن علی بن داؤد الحلی (متوفی ۷۰۷) سے:

إبراهیم بن عبدالحمید واقفی ثقة. ❶

ابراہیم بن عبدالحمید یہ واقفی ہونے کے ساتھ ثقہ ہے۔

۶-وحید بھبھانی سے:

یجوز العمل بروایة الواقفیة والفطحیة إذا کانوا ثقات فی النقل وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد. ❷

واقفی اور فطحی رواۃ جب نقل کرنے میں ثقہ ہونگے تو ان کی روایات پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ یہ لوگ اعتقاد میں خطا پر ہیں۔

ایک اشکال اوراس کا جواب:

سوال: غلام حسین نجفی لکھتا ہے: اس روایت کا ایک راوی علی بن حمزہ ہے کتاب شیعہ جامع الرواۃ ج۱ص:۵۴۷ میں لکھا ہے کہ: علی بن حمزہ بن ؑمن بن فروز کذاب ضعیف کہ یہ علی بن حمزہ پہلے درجہ کا جھوٹا اور نا قابل اعتبار ہے پس روایت جھوٹی ہے ہمارے امام کا فرمان نہیں ہے میں جواب کس بات کا دوں؟ ❸

جواب: ہم ماقبل میں ثابت کر چکے ہیں کہ شیعہ محدثین علی بن ابی حمزہ کی روایت پر عمل کرتے ہیں رہا جرح کا جواب تو آپ کا حال یہ ہے کہ جب کوئی راوی آپ کی طبیعت کے مطابق روایت نقل کرتا ہے تو اس کی روایت آپ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے چاہے اس پر آپ کا امام معصوم لعنت کرے جیسے کہ زرارہ راوی پر جعفر صادق نے لعنت کی تو چونکہ وہ آپ کا

---

❶ کتاب الرجال لتقی الدین الحسن بن علی بن داود الحلی (المتوفی بعد سنة۷۰۷) ص:۲۲٤ الحیدریة -النجف ❷ فوائد الرجالیة للوحید البهبهانی ص:٥٦ ناشر

❸ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۷۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

پسندیدہ راوی ہے تو آپ نے ان کی وکالت یوں فرمائی:

معلوم ہوا کسی شی کی حفاظت کی خاطر اس کو عیب دار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خضر نبی نے ان غریبوں کی کشتی کو عیب دار کر دیا تھا تا کہ وہ ظالم بادشاہ نہ چھینے۔اسی طرح زرارہ آل نبی سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور حکام وقت کی نگاہوں میں کھٹکتا تھا اور زرارہ کو سخت خطرہ تھا کہ کہیں ظالم بادشاہ اس کو قتل نہ کر دے پس امام نے زرارہ کی مذمت فرمائی اور اس کی شخصیت کو دوسروں کی نگاہوں میں عیب دار کر دیا۔ ❶

ہم بھی علی بن ابی حمزہ کے متعلق وہی جواب دے سکتے ہیں جو آپ نے زرارہ کے متعلق دیا کہ شیعہ محدثین نے اس کے متعلق جو کچھ کہا وہ اس کو عیب دار بنانے کے لیے کہا۔اگر آپ پوچھو گے کہ علی بن ابی حمزہ کے لیے خطرہ کا ثبوت پیش کریں۔تو ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں کہ زرارہ کے خطرہ کے متعلق ثبوت پیش کریں۔

اس روایت کی سند میں چھٹا راوی ابو بصیر ہے اور ابو بصیر سے مراد یہاں پر ابو محمد یحیٰ بن القاسم الاسدی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

(أبو بصير)يطلق غالبا على يحيى بن القاسم أو ليث بن البختری قال شيخنا صاحب المستدرک فی طريق الصدوق إلى ابی بصيروالمراد بأبی بصير أبو محمد يحيى بن القاسم الاسدی بقرينة قائده على الذی صرحوا بانه يروی كتابه وهو ثقةفی رجال النجاشی. ❷

ہمارے شیخ صاحب مستدرک نے کہا ہے کہ شیخ صدوق کی ابو بصیر سے مراد ابو محمد یحیٰ بن القاسم الاسدی ہوتی ہے۔اور رجال النجاشی میں اس کو ثقہ لکھا ہے۔

---

❶ حقیقت فقہ حنفیہ لغلام حسین نجفی ص: ۴۰ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الكنى والالقاب للشيخ العباس القمی (المتوفی ۱۳۵۹) ج۱ ص۵٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعه لجماعة المدرسين بقم المشرفة

یحیی بن القاسم أبو بصیر الاسدی،وقیل:أبومحمد،ثقة،وجیه. ❶

یحییٰ بن ابی القاسم ابوبصیر ثقہ اور وجیہ ہے۔

۷۔جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

عن یزید بن خلیفة قال:کنت عند ابی عبد الله علیه السلام فسأله رجل من القمیین فقال:یا أبا عبد الله تصلی النساء علی الجنائز ؟ قال: فقال أبو عبد الله علیهاالسلام:...... وان زینب بنت النبی صلی الله علیه و آله توفیت وان فاطمة علیها السلام خرجت فی نسائها فصلت علی اختها. ❷

فیه یزید بن خلیفة قال المامقانی هو رجل واقفی لم یثبت توثیقه فعدم ثبوت وثاقته کاف فی رد خبره لانه علی الوقف ضعیف وعلی عدمه المجهول الحال. ❸

لکن وثق روایته المجلسی فی حیاة القلوب ج۴ ص:۱۵۰۷ ناشر کتابخانه ملی ایران قم بلفظ سند معتبر.

یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں جعفر صادق کے پاس موجود تھا قمیین میں سے کسی شخص نے جعفر صادق سے پوچھا کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟تو جعفر صادق نے فرمایا جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو سیدہ فاطمہ نے عورتوں کے ساتھ اپنی بہن پر نماز جنازہ پڑھی۔

---

❶رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠) ص:٤٤١ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج ٣ص:٣٣٤ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران ❸تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ١٣٥١)ج٣ ص: ٣٦٦ ناشردار المجتبی ایران

٨-موسیٰ کاظم (متوفی ۱۸۳) سے:

محمد بن یعقوب عن علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن محبوب عن علی بن رئاب عن عبد صالح علیه السلام قال،ادع بهذا الدعاء فی شهر رمضان...... اللهم صل علی فاطمة بنت نبیک محمد علیه و آله السلام والعن من آذی نبیک فیها...... اللهم صل علی رقیةبنت نبیک والعن من آذی نبیک فیهااللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها. ❶

عبدصالح (موسیٰ کاظم) نے فرمایا رمضان کے مہینے میں یہ دعا کیا کر اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی فاطمہ پر رحمت نازل فرما اور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کو ایذا یا اس پر لعنت فرما، اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمت نازل فرما اور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کو ایذا یا اس پر لعنت فرما، اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر رحمت نازل فرما اور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کو ایذا دینا اس پر لعنت فرما۔

فائدہ: امام کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بنات رسول کو ایذا نا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نا ہے اور اس سے بڑھ کر بنات رسول کو کیا ایذا نا ہوگا کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی نسبت ہی ختم کر دی جائے۔شیعہ کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے بچیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بیٹیوں کے بارے میں ایذا دینا یہ اللہ پاک کی لعنت کو دعوت دینا ہے۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: لغت اور معاشرہ میں نواسی کو بھی بیٹی کہتے ہیں اور نبی پاک کی

❶تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن طوسی (متوفی ٤٦٠)ج٣ ص:٦-١٢٠ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

دونواسیاں رقیہ اورام کلثوم تھیں۔رقیہ نواسی نہیں تھی علی کی بیٹی تھی اور نبی کی بھتیجی تھی......بھتیجی بھی بیٹی ہوتی ہے؟ ❶

جواب:بات چل رہی ہے بنات نبی کی،کہ امام نے فرمایا پہلے فاطمہ بنت نبی کے لیے رحمت کی دعا کرواورایذادینے والے پراللہ سے لعنت کی دعا کروپھردوبارہ فرمایا رقیہ بنت نبی کے لیے رحمت کی دعا کرواورایذادینے والے پراللہ سے لعنت کی دعا کروپھرفرمایاام کلثوم بنت نبی کے لیے،رحمت کی دعا کرواورایذادینے والے پراللہ سے لعنت کی دعا کرو۔نجفی صاحب کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے اتنی دشمنی ہے کہ ان کوکسی بھی مکان ومرتبہ پر برداشت نہیں کرسکتابات چل رہی تھی بنات نبی کی اورنجفی صاحب نے یہاں پرزور سے داخل کیابنات علی کوایسے انصاف کوہم صرف ردہی کرسکتے ہیں اوربس۔نیزحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ہے چچازاد بھائی کی بیٹی شرعابیٹی کے حکم میں نہیں ہوتی ہے یہی تو وجہ ہے کہ اپنی بیٹی سے نکاح حرام ہوتا ہے جبکہ چچازاد بھائی کی بیٹی سے نکاح حلال ہوتا ہےتو اب بتاؤ رسول کی بیٹی سے علی کی بیٹی کیسے مراد ہوسکتی ہے؟نیزفضلیت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے برابرنہیں ہوسکتیں کیونکہ علی علی ہے رسول رسول ہے۔تو بنت نبی سے بنت علی کیسے مرادلیا جائے؟عرف میں جب کسی کی بیٹی کا ذکرہوتا ہےتو اس سے ہرگز ہرگز اس کے چچازاد بھائی کی بیٹی کسی بھی صورت میں مرادنہیں لی جاتی ہے۔مثلاًنجفی صاحب کی ایک بیٹی ہےرقیہ کے نام سے جبکہ اس رقیہ کے نام سے اس کے ایک چچازاد بھائی کی بیٹی بھی ہے اب اگرکوئی نجفی صاحب کا رشتہ دار کہےرقیہ بنت نجفی صاحب تو کیا دنیااس سےنجفی صاحب کی صلبی بیٹی مرادلے گی یا نجفی صاحب کے چچازاد کی بیٹی؟نیز اگرکوئی نجفی صاحب کی بیٹی کا وکیل بالنکاح کہے کہ میں نے رقیہ بنت نجفی صاحب کوفلاں کے نکاح میں دے دیا تو اس

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۶۴۳ ناشرادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

شخص کے نکاح میں نجفی صاحب کی صلبی بیٹی جائے گی یا نجفی صاحب کے چچا زاد بھائی کی بیٹی؟ کاش کہ کوئی حق کا متلاشی ہو، حق تو بلاشبہ واضح ہے کوئی قبول کرنے والا ہو۔

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں...... آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہیں

دنیا میں تو اس طرح کے جوابات دے کر اپنی جماعت کو خوش کرو گے لیکن قیامت کے دن قہار کے سامنے کیسے سر اٹھاؤ گے؟

نیز اس روایت میں خود سیدہ فاطمہ پر بھی صلاۃ کا ذکر ہے تو کیا فاطمہ سے مراد بھی بنت علی ہوگی؟ جب فاطمہ سے مراد بنت علی نہیں تو رقیہ وام کلثوم سے مراد بنت علی کیوں؟

نیز شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی جہاں ام کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہا ہے تو وہاں اس کے بارے میں یہ روایت نقل کر کے ام کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ویمکن استفادة منزلتها وفضلها وجلالتها ورود ذكرها فى دعاء شهر رمضان بقوله عليه السلام اللهم صلى على ام كلثوم بنت نبيک والعن من آذى نبيک فيها. [1]

رمضان کی دعا میں ذکر کی وجہ سے ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور جلیل القدر ہونے پر استدلال کرنا ممکن ہے۔

تنبیہ؛ اس روایت کی سند پر غلام حسین نجفی نے کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

۹۔ جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

أحمد بن محمد عن ابن ابى عمير عن حماد عن الحلبى عن ابى عبد الله عليه السلام ان أباه حدثه ان امامة بنت ابى العاص بن الربيع وامها

---

[1] تنقيح المقال للشيخ عبد الله بن محمدحسن المامقانى (المتوفى ١٣٥١) ج٣ ص :٧٤ من فصل النساء ناشر دار المجتبى ايران

زینب بنت رسول الله صلی الله علیه و آله فتزوجها بعدعلی علیه السلام المغیرة بن نوفل. ❶

جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محمد باقر نے بتایا کہ امامہ بنت ابی العاص اس کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں پہلے اس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی اس کے بعد اس کے ساتھ مغیرہ بن نوفل نے شادی کی۔الخ

اس روایت سے بھی روافض کے قول معصوم سے زینب بنت رسول اللہ ثابت ہوگئیں۔

فائدہ: غلام حسین نجفی نے اپنی سہولت کے لیےاس روایت کو[**من لا یحضره الفقیه**] سے نقل کیا کیونکہ وہاں سند میں جعفر صادق کا ذکر نہیں تھا تا کہ اس روایت کا جواب دینا آسان ہو جائے کہ یہ قول معصوم نہیں ہے۔وہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

وروی محمد بن احمد الاشعری، عن السندی بن محمد، عن یونس بن یعقوب، عن أبی مریم ذکره عن ابیه "أن امامة بنت أبی العاص و امها زینب بنت رسول الله (صلی الله علیه) واله کانت تحت علی بن أبی طالب (علیه السلام) بعد فاطمة (علیهما السلام) فخلف علیها بعد علی (علیه السلام) المغیرة بن النوفل. ❷

غلام حسین اہل سنت کی طرف سے یہ روایت نقل کرکے جواب میں لکھتا ہے:

مذکورہ روایت کا سلسلہ سند نہ ہی ہمارے نبی پاک تک پہنچتا ہے اور نہ ہی حضرت علی سے لے کر امام مہدی تک ہمارے کسی امام تک پہنچتا ہے۔پس جب مذکورہ روایت ہمارے

---

❶تھذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج٨ ص:٢٥٨ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران ❷من لا یحضره الفقیه للشیخ الصدوق (متوفی ٣٨١)ج٤ ص:١٩٨ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

کسی امام کا فرمان ہی نہیں ہے تو ہم جواب کس بات کا دیں؟ ❶

جواب: ہم نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس کی سند میں جعفر صادق سے لے کر محمد باقر تک سلسلہ سند موجود ہے لہٰذا ہمارا قرضہ بدستور آپ کے ذمہ ہے۔

۱۰-حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائي وقد استسفروني بينك وبينهم ووالله ما أدري ما أقول لک؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلک على أمر لا تعرفه .إنک لتعلم ما نعلم .ما سبقناک إلى شيء فنخبرک عنه،ولا خلونا بشئ فنبلغکه .وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا،وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا وما ابن أبى قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منک،وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا. ❷

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۷۶ تا ۲۷۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ نهج البلاغة لشريف رضا (المتوفى ٤٠٤) ص: ٢٣٥ ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهره

خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابوبکر وعمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر وعمر سے رشتہ داری میں زیادہ قریب ہو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے جو ابوبکر و عمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

شیعہ کے ہاں نہج البلاغہ کی اہمیت:

شیعہ کا امام خمینی لکھتا ہے:

ما مفتخریم که کتاب نهج البلاغه که بعد از قرآن بزرگترین دستور زندگی مادی و معنوی و بالاترین کتاب رهایی بخش بشر است و دستورات معنوی و حکومتی آن بالاترین راه نجات است از امام معصوم ما است. ❶

ترجمہ از محمد عسکری شیعی: ہمیں فخر ہے کہ نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی ومعنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور انسانوں کو آزادی بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے اور اس کے حکومتی اور معنوی احکام وفرامین بہترین راہ نجات ہیں ہمارے معصوم امام سے تعلق رکھتی ہے۔ ❷

ایک اشکال اور اس کا جواب:

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ خطبہ اس وقت فرمایا جب کوفہ وبصرہ ومصر کے آئے ہوئے وفود نے بار بار حضرت عثمان سے احتجاج کے بعد اور مروان بن حکم کے بارے

---

❶ وصیت نامہ سیاسی للخمینی ص: ۵

❷ صحیفہ انقلاب للخمینی اردو ترجمہ وصیت نامہ سیاسی للخمینی ص: ۱۱ ناشر انتشارات اسوہ

میں حضرت عثمان کے وعدوں اور وعدہ خلافیوں سے تنگ آ کر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو اپنا سفیر بنا کر اتمام حجت کے لیے حضرت عثمان کے پاس بھیجا ہے چنانچہ آپ نے عثمان کے پاس جا کر ان کا پیغام ان الفاظ میں پہنچایا ہے لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے یعنی وہ کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کا کلام نہیں بلکہ ان لوگوں کا پیغام تھا جسے آپ نے عثمان کے سامنے نقل فرمایا ہے اس لیے اس کلام کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی ؟ [1]

جواب: بعد والا کلام لوگوں کا نہیں بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے چنانچہ حضرت نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں۔ حضرت کے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کا اپنا کلام ہے کیونکہ حضرت فرماتے ہیں میں نہیں جانتا اگر یہ کلام لوگوں کا ہوتا تو حضرت فرماتے ہم نہیں جانتے تو یہاں لا ادری واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع متکلم کا نہیں لہٰذا ایسی واہی باتوں سے حق پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اور بالفرض اگر یہ کلام لوگوں کا ہوتا اور غلط ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی غلط بات کی ترجمانی نہ کرتے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف غلط بات کی ترجمانی کی نسبت کرنا پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

دوسرا اشکال اور اس کا جواب:

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے:

مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام جناب امیر علیہ السلام ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے نہج البلاغہ اس کا نام ہے۔...... اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں ؟ پورا داماد کہاں؟ حضرت کی اولاد کہاں؟ اس میں تو لفظ [من] موجود ہے جو تبعیض کا حرف ہے یعنی تو نے تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو شیخین نے نہیں پائی۔ من

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

تبعیض کا ہے جس کی معنی بعض کے ہیں۔اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ [من] یوں آتا؟ اور داماد پورا تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔بیٹیاں ربیبہ ،نسبت کمزور ،جیسی بیٹیاں ویسا داماد نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب لفظ من کے بغیر حضرت عثمان کے لیے لفظ صھر دکھلایئے تاکہ پورا داماد ثابت ہو؟ [1]

جواب: اولاً: تو یہاں پر من تبعیض کے لیے نہیں ہوسکتی کیونکہ من تبعیضیہ وہاں ہوتی ہے جہاں بعض کا لفظ رکھنا درست ہو یہاں پر بعض کا لفظ رکھنا عرفاً کسی بھی صورت میں درست نہیں اس لیے کہ عرب اور عجم میں اسماعیل صاحب سے پہلے یہ بات کہیں نہیں سنی گئی کہ دامادی بھی بعض یعنی آدھی ہوتی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بھتیجی اور بھانجی کا شوہر بھی داماد کہلاتا ہے لیکن عرب وعجم کے عرف میں وہ بعض داماد نہیں کہلاتا اس لیے یہاں من کو تبعیض پر حمل کرنا ہٹ دھرمی ہوگی۔ہاں اگر اسماعیل صاحب کو لفظ من کو تبعیض پر حمل کرنے کا شوق ہے تو اس آیت کریمہ [**قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا**] میں بھی من کو تبعیض پر حمل کرے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بیشک آپ ہوجائیں گے معذور میری آدھی ذات کی طرف سے۔تو جس طرح یہاں من کو تبعیض پر حمل کرنا مضحکہ خیز ہے اسی طرح [**نلت من صھرہ**] میں بھی من کو تبعیض پر حمل کرنا مضحکہ خیز ہے۔

ثانیاً: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی بغیر من کے لفظ کے بھی ثابت ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں [**وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ**] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی۔پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۳ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

عُـرْوَـةُ بْـنُ الزُّبَيْرِ،أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ : أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ.[1]

بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اسماعیل صاحب کا یہ مطالبہ (لفظ مــن کے بغیر حضرت عثمان کے لیے لفظ صھر دکھلایئے تاکہ پورا دامادثابت ہو؟) پورا کر دیا لیکن شاعر کہتا ہے:

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں — آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہیں

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی بھی [مــــن] کے ساتھ بیان کی گئی جیسے کہ مروی ہے کہ ربیعۃ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا[فَوَاللَّهِ مَا نَفِسْنَا عَلَيْكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ أَعْظَمَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ صِهْرِهِ وَصُحْبَتِهِ] اللہ کی قسم ہم نے تو آپ کے ساتھ باوجود آپ کے دامادی رسول ملنے کے کوئی رشک نہیں کی۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حَـدَّثَـنَـا أَزْهَـرُ بْـنُ مَـرْوَانَ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى، نا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ،عَنِ الـزُّهْـرِيِّ، عَـنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْـحَارِثِ، قَالَ:اجْتَـمَـعَ رَبِيـعَةُ بْـنُ الْحَارِثِ ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَعَ الْـعَبَّـاسِ ابْنُهُ الْفَضْلُ، وَأَنَا مَعَ أَبِي فَقَالَ، أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ :مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَبْعَثَ هَـذَيْنِ الْفَتَيَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْتَعْمِلَهُمَا عَلَى بَعْضِ هَـذِهِ الْأَعْـمَـالِ الَّتِي اسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا النَّاسَ ،فَقَالَ الْآخَرُ :لَا شَيْءَ .فَبَيْنَمَا هُمْ

[1] صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶)ج۵ ص:٦٦ ناشر دار طوق النجاة

عَلَی ذَلِکَ إِذْ جَاءَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا يُرِيدُ الشَّيْخَانِ؟ فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِی أَرَادَا فَقَالَ: لَا تَفْعَلَا، وَاللَّهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَقَالَا: لِمَ تَقُلْ هَذَا يَا عَلِیُّ، تَنْفِسُ عَلَيْنَا أَنْ نُصِيبَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرُوفًا وَخَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَفِسْنَا عَلَيْکَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا هُوَ أَعْظَمَ مِنْ ذَلِکَ مِنْ صِهْرِهِ وَصُحْبَتِهِ وَمَكَانِکَ مِنْهُ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا ذَاکَ بِی وَلَكِنْ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ غَيْرُ فَاعِلٍ فَأَرْسِلَا وَجَرِّبَا. ❶

تو کیا یہاں پر بھی یہ ترجمہ کیا جائے جو اسماعیل صاحب کر رہا ہے کہ آپ کو بعض دامادی حاصل ہے پھر تو مطلب یہ ہو جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض داماد ہیں۔

تیسرا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

اگر وہابی اہل حدیث دوستوں نے لفظ صہر کا ہی رٹ لگانا ہے تو ہم ان کی کتابوں سے ان کی تسلی کرا دیتے ہیں۔ کتاب اہل حدیث [الاصابة فی تمییز الصحابة] ج ۴ ص: ۳۰۹ حرف الزا میں لکھا ہے: [قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: من یتزوّج زینب بنت حنظلة وأنا صهره] کہ جو شخص زینب بنت حنظلہ سے شادی کرے گا میں اس کا خسر ہوں۔

ارباب انصاف دیکھا آپ نے کہ زینب کے ساتھ اس کے باپ کا نام بھی ذکر کیا گیا اور یقین ہو گیا کہ زینب نبی کریم کی حقیقی لڑکی نہیں ہے پس جس طرح نبی کریم نے ان کے شوہر کے لیے فرمایا کہ [انا صهره] اسی طرح نہج البلاغہ میں جناب امیر نے بھی لفظ صہر استعمال کیا ہے۔ اور جس طرح اس لفظ کی مدد سے مذکورہ زینب نبی کی حقیقی بیٹی نہیں بن سکتی

---

❶ الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷) ج۱ ص: ۳۱۶ ناشر دار الرأیة

اوراس کا شوہر نبی کا حقیقی داماد نہیں بن سکتا اسی طرح عثمان صاحب کی کوئی بیوی بھی اس لفظ کی مدد سے نبی کی حقیقی بیٹی نہیں بن سکتی اور عثمان صاحب حقیقی داماد نہیں بن سکتے۔ ❶

جواب: اولاً: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہ روایت [الاصابة فی تمییز الصحابة] میں بغیر سند کے منقول ہے البتہ الطبقات الکبری میں اس کی سند اس طرح ہے:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا یعقوب بن عمر عن نافع العدوی عَنْ أَبِی بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی جَهْمٍ. ❷

اس سند میں محمد بن عمر الواقدی ضعیف ہے۔ اس کے بارے میں حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ محدثین کے مختلف اقوال نقل کر کے بالآخر اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ بنِ وَاقِدٍ الأَسْلَمِیُّ...... حَدَّثَ عَنْهُ: مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ...... وَقَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الوَاقِدِیَّ ضَعِیْفٌ، یُحْتَاجُ إِلَیْهِ فِی الغَزَوَاتِ وَالتَّارِیْخِ، وَنُوْرِدُ آثَارَهُ مِنْ غَیْرِ احْتِجَاجٍ، أَمَّا فِی الفَرَائِضِ، فَلاَ یَنْبَغِی أَنْ یُذْکَرَ، فَهَذِهِ الکُتُبُ السِّتَّةُ، وَ (مُسْنَدُ أَحْمَدَ) وَعَامَّةُ مَنْ جَمَعَ فِی الأَحْکَامِ، نَرَاهُم یَتَرَخَّصُوْنَ فِی إِخْرَاجِ أَحَادِیْثِ أُنَاسٍ ضُعَفَاءَ، بَلْ وَمَتْرُوْکِیْنَ، وَمَعَ هَذَا لاَ یُخَرِّجُوْنَ لِمُحَمَّدِ بنِ عُمَرَ شَیْئاً، مَعَ أَنَّ وَزنَهُ عِنْدِی أَنَّهُ مَعَ ضَعْفِهِ یُکْتَبُ حَدِیْثُهُ وَیُرْوَى؛ لأَنِّی لاَ أَتَّهِمُهُ بِالوَضْعِ وَقَوْلُ مَنْ أَهدَرَهُ، فِیْهِ مُجَازَفَةٌ مِنْ بَعْضِ الوُجُوْهِ، کَمَا أَنَّهُ لاَ عِبْرَةَ بتَوْثِیقِ مَنْ وَثَّقَهُ: کَیَزِیْدَ، وَأَبِی عُبَیْدٍ، وَالصَّاغَانِیِّ، وَالحَرْبِیِّ، وَمَعْنٍ، وَتَمَّامِ عَشْرَةِ مُحَدِّثِیْنَ، إِذْ قَدِ انْعَقَدَ الإِجْمَاعُ الیَوْمَ عَلَى أَنَّهُ لَیْسَ بِحُجَّةٍ، وَأَنَّ حَدِیْثَهُ فِی عِدَادِ الوَاهِی. ❸

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۴۶۴ تا ۴۶۵ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الطبقات الکبری لمحمد بن سعد (متوفی ۲۳۰) ج ۴ ص: ۵۳ ناشر دار الکتب العلمیة

❸ سیر اعلام النبلاء للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۹ ص: ۴۵۴ – ۴۶۹ ناشر مؤسسة الرسالة

عبارت کا خلاصہ: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ واقدی ضعیف ہے تاریخی باتوں میں اگر چہ اس کی روایت کی طرف احتیاج ہوتا ہے لیکن احکام میں اس کی روایت ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ بحر حال اس بات پر محدثین کا اجماع ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی حدیث بلاشبہ واہی اور کمزور شمار کی جاتی ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں:

محمد ابن عمر ابن واقد الأسلمي الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعة علمه. ❶

محمد بن عمر واقدی باوجود وسعت علم کے متروک ہے۔

ثانیاً: جہاں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق صہر کا لفظ آتا ہے تو شیعہ بھی وہاں حقیقی داماد مراد لیتے ہیں مثلاً ایک روایت میں وارد ہوا ہے:

فقال ربیعة :هذاأمرک،نلت صهر رسول الله صلی الله علیه و آله فلم نحسدک علیه. ❷

ربیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے۔

اب شیعہ یہاں کیا کہیں گے؟ کہ یہاں صہر، داماد سے مراد حقیقی داماد نہیں ہے؟ حیرت کی بات یہ ہے کہ جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے صہر رسول اللہ تو وہاں حقیقی داماد مراد لیتے ہیں اور اگر حضرت عثمان کے متعلق صہر یعنی داماد کا لفظ آتا ہے تو وہاں مجازی داماد مراد لیتے ہیں۔ ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

ثالثاً: عربی میں [صهـــر] اور اردو میں داماد کا اطلاق عرفاً حقیقی داماد پر ہوتا ہے یہی تو

❶ تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲)ص:۴۹۸ ناشر دار الرشید سوریا

❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۴۱ ص:۱۱۱ ناشر دار احیاء التراث العربی

وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میرے داماد کی یہ بات تو جب تک وہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہوتب تک ہر شخص اس داماد سے حقیقی داماد سمجھتا ہے۔لہذا نہج البلاغہ کی عبارت میں چونکہ لفظ [صہر] داماد وارد ہوا ہے اور اس عبارت میں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں ہے اس لیے یہاں حقیقی معنی یعنی حقیقی داماد مراد لینا واجب ہوگا۔بخلاف مذکورہ حدیث کے ،اس حدیث میں [صھـــــر] داماد سے حقیقی داماد مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ اس عبارت میں قرینہ صارفہ موجود ہے جو حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہے۔وہ قرینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص زینب بنت حنظلہ سے نکاح کرے گا تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہاں زینب سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی زینب مراد نہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح کرنے والے شخص کے حقیقی سسر نہیں کہلائیں گے۔ہاں اگر یہاں قرینہ صارفہ نہ ہوتا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نہ ہوتے کہ زینب بنت حنظلہ تو یہاں پر بھی اصولاً حقیقی معنی مراد لینا واجب ہوتی یعنی زینب سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی زینب ہوتی اور سسر سے مراد بھی حقیقی سسر ہوتا۔لہذا نہج البلاغہ کی عبارت جس میں قرینہ صارفہ موجود نہیں ہے اس کو اس عبارت پر قیاس کرنا جس میں قرینہ صارفہ موجود ہے یہ قیاس مع الفارق ہے جو اہل انصاف کے ہاں مردود ہے۔

چوتھا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

مذکورہ کلام میں لفظ صہر ہے اور اس کے چار معنی ہیں:

۱-القرابۃ ۲-القبر ۳-زوج الابنۃ یعنی داماد ۴-زوج الاخت (سالہ) کتاب المنجد ملاحظہ فرمائیں۔

اگر نہج البلاغہ میں لفظ صہر کا پہلا معنی مراد لیا جائے کہ جس کا مطلب ہے رشتہ داری تو جناب عثمان کو کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ خاندان امیہ سے رشتہ داری سے بحث نہیں ہے بلکہ ان

کے کردار سے بحث ہے۔

اگر لفظ صہر کا معنی داماد لیا جائے تو مطلب یہ نکلا کہ تو نے اے عثمان داماد نبی کریم کے داماد حضرت علی سے وہ فیض حاصل کیا جو ابو بکر و عمر کو نہ ملا۔ اس معنی کے روشنی میں بھی جناب عثمان داماد نبی ہونے کی فضیلت سے محروم ہو گئے۔

اگر صہر کا معنی زوج الاخت لیا جائے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ تو نے نبی کریم کے سالے معاویہ سے وہ فائدہ حاصل کیا جو شیخین نے نہیں کیا۔

لفظ صہر کا معنی دامادی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ یہ معنی تو تب درست تھا کہ ابو بکر و عمر کے گھر نبی کریم کی ایک لڑکی ہوتی لیکن شیخین داماد نبی تو نہ تھے پس آپ کا معنی اس کلام کے مشابہ ہو گیا کہ کسی سائنس دان کو کہا جائے کہ تو نے سائنس میں وہ کمال حاصل کیا ہے جو فلاں چرواہے کو حاصل نہیں تھا۔

میں نے چار معنی پیش کیے ہیں اور قانون ہے [**اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**]...... پس جناب عثمان کی فضیلت کا ثابت کرنا نہج البلاغہ سے باطل ہو گیا؟ ❶

جواب: المنجد میں چار معانی اس طرح لکھی ہیں: قرابت، قبر داماد یا بہنوئی۔ دیکھیے: ❷

تنبیہ: نجفی صاحب نے عربی میں لکھا بھی ہے [زوج الاخت] لیکن اردو میں ترجمہ کیا ہے (سالہ) حالانکہ المنجد میں اردو میں صاف لکھا ہے بہنوئی اور زوج الاخت کا معنی ہے بہن کا شوہر تو بہن کا شوہر بھنوئی ہوتا ہے یا سالہ؟ پس نجفی صاحب نے آل نبی کی دشمنی میں آ کر اپنا ہوش بھی کھو دیا اور ترجمہ کیا ''سالہ'' کیونکہ اگر ترجمہ کرتا بہنوئی تو اس کا الوسیدھا نہ ہوتا اپنے الوسیدھا کرنے کے لیے ترجمہ غلط کیا۔ یہ غلط ترجمہ کیوں کیا؟ اس لیے کہ آگے چل کر نہج البلاغہ کی عبارت کا ترجمہ کیا کہ آپ نے رسول کے سالہ معاویہ کے فائدے کو

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۴۶۲ تا ۴۶۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ المنجد ص: ۵۸۰ ناشر دار الاشاعت کراچی

حاصل کیا ہے۔اس کا جواب ترتیب سے آئے گا۔

جہاں تک تعلق ہے پہلی شق کا تو مذکورہ کلام میں صہر کے لفظ سے عام رشتہ داری مراد لینا باطل ہے کیونکہ یہاں بات چل رہی ہے اس صہر کی جو حاصل کی جاتی ہے جبکہ عام رشتہ داری تو خالص اللہ پاک کی طرف سے حاصل ہوتی ہے جس میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً دو بندوں کا ایک ہی باپ سے پیدا ہونا یا دو بندوں کا ایک ہی دادا کی اولاد ہونا تو اس میں کسی شخص کو کوئی دخل حاصل نہیں لیکن دامادی حاصل کرنے میں من وجہ بندے کا بھی دخل ہوتا ہے تو یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے صہر کو حاصل کیا تو حاصل کرنا تو تب ہی متحقق ہو سکتا ہے جب مراد دامادی ہو کیونکہ دامادی ہی ایسی رشتہ داری ہے جو حاصل کی جاتی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری شق کا تو داماد سے مراد (نبی کریم کے داماد سے فیض حاصل کرنا) مراد لینا بھی باطل ہے کیونکہ الفاظ یہ ہیں [**وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا**] آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر و عمر سے زیادہ قریب ہو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے (نہ کہ نبی کریم کے داماد سے فیض حاصل کیا ہے) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سے فیض حاصل کرنا) مراد لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کو بگاڑنا ہے جو کہ مؤمن کے شان کے لائق نہیں ہے۔

اور اگر آپ کو اس بات پر اصرار ہے تو ہمت کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو گذشتہ عبارت میں ربیعہ کا قول گذرا[**نلت صهر رسول الله صلى الله عليه وآله**]اس میں بھی یہ ترجمہ کرو کہ اے علی آپ نے نبی کریم کے داماد عثمان سے فیض حاصل کیا۔ پھر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دامادی بھی باطل ہو جائے گی۔

اور صہر سے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سالہ سے فائدہ اٹھانا) مراد لینا بھی باطل ہے کیونکہ صہر کا معنی المنجد میں بہنوئی لکھا ہے نہ کہ سالہ اب تو نجفی کے قول کے مطابق یہ ترجمہ ہونا چاہیے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہنوئی سے وہ فائدہ حاصل کیا جو شیخین نے نہیں کیا۔ اب دنیا میں کونسا عاقل شخص ہے جو اس مطلب کو صحیح قرار دے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بہن یا بہنوئی بھی تھا؟

باقی صہر سے دامادی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں بات چل رہی ہے نفس قرابت کی نہ کہ ایک ہی قسم کے قرابت کی کہ حضرت ابوبکر اور عمر کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ہو۔ یہاں تقابل نفس قرابت میں ہے نہ کہ نوع قرابت میں کہ یوں ہوتا کہ آپ کو ابوبکر وعمر سے زیادہ دامادی حاصل ہے۔ فافہم۔ مطلب یہ ہے کہ ابوبکر وعمر کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریشی ہونے کی وجہ سے ایک طرح کی رشتہ داری حاصل ہے لیکن آپ کو ان سے زیادہ رشتہ داری حاصل ہوگئی ہے کیونکہ آپ کے پاس قریشی ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس عبارت کو اس عبارت (کہ کسی سائنس دان کو کہا جائے کہ تو نے سائنس میں وہ کمال حاصل کیا ہے جو فلاں چرواہے کو حاصل نہیں تھا۔) پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں چرواہے کو کوئی کمال حاصل نہیں ہوا کہ اس کا تقابل سائنس دان کے ساتھ کیا جائے۔ بخلاف ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری حاصل ہے۔ اور حضرت عثمان کو بھی رشتہ داری حاصل ہے اب کہا جا رہا ہے کہ آپ کو ابوبکر وعمر کے بنسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ قرابتداری حاصل ہے لہٰذا اس کلام میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

رہی بات احتمال کی وجہ سے استدلال کا باطل ہونا تو معلوم ہونا چاہیے کہ احتمال وہاں ہوتا ہے جہاں مشترک لفظ سے قرائن کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی معنی کو متعین کرنا دشوار ہو جائے جبکہ یہاں پر دامادی کے معنی کا قرینہ موجود ہے۔ وہ قرینہ ہے [أنت أقرب إلى

رسـول الـلـه صلی الله علیه و آله]یعنی رشتہ داری اورقرب کا بیان اوررشتہ داری اور قرب ،رشتہ حاصل کرنے سے ہوگا نہ کہ علی سے فیض حاصل کرنے سے لہٰذا اس قانون کو یہاں بیان کرنا بے محل ہے۔ یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص دعوی کرے کہ اسکندرذ والقرنین کے واقعہ میں چشمہ کا ذکر ہے تو نجفی جیسے شخص نے دلیل پوچھی تو اس مدعی نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں:[حَتَّـی إِذَا بَـلَـغَ مَـغْـرِبَ الشَّـمْـسِ وَجَـدَهَـا تَـغْـرُبُ فِـی عَیْنٍ حَـمِئَةٍ]سورج غائب ہورہاتھا سیاہ چشمہ میں ۔تو یہاں نجفی صاحب نے کہا نہیں اصلاح المنطق نامی کتاب میں عین کی متعدد معانی لکھیں ہیں :[والعَیْن:التـی یُبـصـر بها الناظر والعَیْن:أن تـصیب الإنسان بعَیْن ,والعَیْنُ: عَیْنُ الرکبة والعَیْن:التی یخرج منها الماء ,والعَیْن :الدنانیر ,والعَیْن:مطر أیام لا یُقلع والعَیْن:ما عن یَمَین القِبلة قِبلة العراق، یُقال:نَشَأت السماءُ من قِبـل العَیْن ویقال فی المیزان:عَیْنٌ,إذا رجـحت إحدی کفتیه علی الأخری والعَیْن:عَیْن الشمس والعَیْن:أَهْل الدار]مثلاعین کا ایک معنی ہے آنکھ دوسرا معنی ہے کوئی چیز،تیسرا معنی ہے چشمہ،چوتھا معنی ہے دنانیر وغیرہ میں نے چار معنی پیش کیے ہیں اور قانون ہے[اذا جـاء الاحتـمال بطل الاستدلال]لہٰذا آپ کا استدلال باطل ہے تو یقیناً یہاں پر انصاف پسند لوگ ضرور کہیں گے کہ یہاں پر یہ قانون پیش کرنا بے محل ہے لہٰذا نجفی صاحب کا بھی نہج البلاغہ کی عبارت کے سلسلہ میں یہ قانون پیش کرنا بے محل ہے۔

باب سادس

بنات رسول کا ثبوت شیعہ محدثین ومؤرخین سے

۱-محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸) سے:

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة،فولدله منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم، ورقية، وزينب،وام كلثوم،وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام وروى أيضا أنه لم يولد بعد المبعث إلا فاطمة عليها السلام وأن الطيب والطاهر ولدا قبل مبعثه. ❶

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس یا اس سے کچھ زائد تھی تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قاسم رقیہ زینب ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے اور یہ بھی مروی ہے کہ بعثت کے بعد صرف فاطمہ پیدا ہوئیں اور طیب اور طاہر بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اصول کافی فن حدیث کی کتاب ہے اس میں احادیث ہی احادیث درج کیے گئے ہیں۔صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح اس میں تاریخ درج نہیں ہے۔مگر جس مقام پر بنات رسول کا ذکر ہے اس سے قبل جلی سرخی سے باب تاریخ لکھا گیا ہے۔ ❷

جواب: یوسف حسین کا یہ کہنا کہ (اصول کافی فن حدیث کی کتاب ہے اس میں

---

❶ اصول من الكافی لمحمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۲۲۸) ج ۱ ص: ۴۳۹ ناشر دار الکتب الاسلامیة تهران

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۰ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

احادیث ہی احادیث درج کیے گئے ہیں)غلط ہے اصول کافی میں ان کے ائمہ کی احادیث کے علاوہ، ان کے مولویوں کے اقوال بھی موجود ہیں جیسے کہ کلینی ایک مقام پر نقل کرتا ہے:

علـی بـن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرار وغيره، عن يونس قال: كل زنا سفاح وليس كل سفاح زنا. ❶

عبارت کا حاصل: کلینی نے یہاں کافی میں یونس نامی ایک شخص کا قول نقل کیا ہے۔

نیز کافی کلینی میں بنی اسرائیل کے واقعات کا بھی ذکر ہے۔ کیا گذشتہ قوموں کے واقعات تاریخ کا حصہ نہیں ہیں؟ مثلاً: [**كـان رجـل مـن بـنـی إسرائيل ولم يكن له ولـد فـولـد لـه غلام الخ**] بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی کوئی اولاد نہیں تھی اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ (فروع کافی ج ۴ ص: ۷) حیرت کی بات ہے کہ یوسف صاحب اصول کافی میں اسرائیلی کی ولادت تو برداشت کرتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو تاریخی بات کہہ کر رد کرتا ہے۔ نیز لکھا ہے [**إن رجـلا من بني إسرائيل كان يعبد الله فـی جـزيـرة من جزائر البحر**] بنی اسرائیل میں سے ایک شخص جزیروں میں سے ایک جزیرے پر عبادت کرتا تھا (اصول کافی ج ۱ ص: ۱۲) جب قرآن کریم میں تاریخی باتیں آئی ہیں [**كـمـا لا يـخـفـی عـلـی العاقل**] تو کتب حدیث میں تاریخ کی باتیں کیوں نہیں آسکتیں؟ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کافی میں تاریخ وغیرہ بھی آجاتی ہے۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح اس میں تاریخ درج نہیں ہے) یہ بھی غلط ہے کیونکہ صحیح بخاری میں تاریخ تو کیا بلکہ تاریخ کا باب بھی درج ہے چنانچہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ ایک مقام پر باب قائم کرتے ہیں: [**بَـابُ التَّـارِيـخِ، مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ**] ❷

---

❶ فـروع مـن الكافی لمحمد بن يعقوب كلينی (المتوفی ۲۲۸) ج ۵ ص: ۵۷۰ ناشر دار الكتب الاسلامية مرتضی آخوندی تهران -بازار سلطانی

❷ صحيح بخاری لمحمد بن اسماعيل (متوفی ۲۵٦) ج ۵: ٦٨ ناشر دار طوق النجاة

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اس کے ذیل میں بنات رسول کے ذکر سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات بھی درج ہے اور ولادت اور وفات کی ربیع الاول کی وہی تاریخیں درج ہیں جو اہل سنت کے عقیدے کے مطابق ہیں ورنہ ملت شیعہ کی نظر میں آپ کی تاریخ ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول اور تاریخ وفات ۲۸ صفر ہے اس باب تاریخ میں جو کچھ درج ہے سب اہل سنت کے عقیدے کے مطابق ہے جسے کوئی شیعہ تسلیم نہیں کرتا

جواب: دراصل کلینی کے زمانے تک تاریخ ولادت رسول اور تاریخ وفات رسول میں اہل تشیع کا اہل سنت کے ساتھ اتفاق تھا اگر شروع ہی سے اختلاف ہوتا تو کلینی کبھی بھی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات اہل سنت کے مطابق نہ لکھتا کیونکہ اس نے اس کتاب میں کہیں بھی تقیہ سے کام نہیں لیا اگر اس کو تقیہ کرنا ہوتا تو کافی میں یوں ہرگز نہیں لکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے تین کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی جعفرعلیه السلام قال :کان الناس أهل ردة بعد النبی صلی الله علیه وسلم إلاثلاثة فقلت :ومن الثلاثة؟ فقال :المقداد بن الاسودوابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی. [1]

پتہ چل گیا کہ جس طرح تاریخ ولادت اور تاریخ وفات میں تقیہ نہیں کیا ہے اسی طرح بنات اربعہ لکھنے میں بھی تقیہ نہیں کیا ہے کیونکہ تقیہ کا مقام صحابہ کرام کو مرتد لکھنے کا تھا کیونکہ ایسی بات لکھنے میں اس کو خطرہ بھی تھا نبی علیہ السلام کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات شیعہ مذہب کے مطابق لکھنے میں کونسا خطرہ تھا کہ اس میں تقیہ سے کام لیا؟

---

[1] الروضة من الکافی لمحمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۲۲۸)ج ۱ ص :۴۳۹ ناشر دار الکتب الاسلامیة مرتضی آخوندی تهران -بازار سلطانی

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

لہٰذا عین ممکن ہے کہ حکومت کے زور سے اس میں باب التاریخ کا اضافہ کرکے ان کے مسلمات درج کردیے گئے ہوں یا خود مؤلف نے حکومت کی تسکین کے لیے اہل سنت کے عقائد الگ باب کے ذیل میں درج کردیے ہوں کہ حکومت بھی مخالفت نہ کرے اور آنے والی نسلیں بھی یہ سمجھ لیں کہ یہ اہل سنت کے عقائد ہیں جنہیں الگ باب میں درج کردیا گیا ہے اس لیے اس کی الگ سرخی دے کر حدیث سے الگ کرکے اس پر باب التاریخ لکھ دیا گیا ہے۔ ❶

جواب: حکومت کے زور کی بات سفید جھوٹ ہے اگر سچ ہے تو یوسف صاحب کو چاہیے تھا کہ اس بات پر کوئی حوالہ پیش کرتا کہ اس دور کا فلاں شخص بادشاہ تھا اور اس نے کلینی پر زور چلایا۔ نیز مصنف نے ابواب التاریخ کے تحت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نہیں بلکہ اپنے بارہ اماموں کی ولادت کا بھی ذکر کیا تو کیا وقت کی حکومت نے بارہ اماموں کی ولادت کے باب قائم کرنے پر بھی کلینی پر زور چلایا؟

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں ...... آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہیں

نیز یہ کہنا کہ (یا خود مؤلف نے حکومت کی تسکین کے لیے اہل سنت کے عقائد الگ باب کے ذیل میں درج کردیے ہوں الخ) یہ بھی غلط ہے کیونکہ کلینی نے اس باب کے تحت اپنے بارہ اماموں کے بارے میں بھی عجیب خرافات نقل کیے ہیں تو یہ خرافات کس کی تسکین کے لیے لکھے ہیں؟ کیا کلینی نے ان تاریخ کے ابواب کے تحت اپنے بارہ اماموں کے متعلق جو کچھ نقل کیا وہ اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے بہانے دنیا میں تو شاید کچھ کام آجائیں لیکن آخرت میں ایسے بے کار بہانے نہیں چلیں گے۔

---

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۰ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

۲-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

و إنما ولد له منها ابنان و أربع بنات: زینب،ورقیة،وام کلثوم وفاطمة. ❶

صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۳-مولیٰ محمد صالح (متوفی ۱۰۸۱) سے:

(قال القرطبی)...... واجتمع أهل النقل أنها ولدت له أربع بنات وکلهن أدرکن الإسلام وهاجرن:زینب وفاطمة ورقیة وأم کلثوم. ❷

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اوران سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

۴-ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

در قرب الاسنادبه سند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است که از برای رسول خدا صلی الله علیه وسلم از خدیجه متولد شدند طاهر وقاسم وفاطمه وام کلثوم ورقیه وزینب. ❸

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم رقیہ، زینب ہیں۔ ❹

---

❶اعلام الوری لفضل بن حسن الطبرسی (متوفی ۷٤۸)ص:۱٥۳ ناشرمؤسسة الاعلمی للمطبوعات ❷شرح اصول الکافی لمحمد صالح المازندانی(المتوفی ۱۰۸۱)ج ۷ص: ۱٤۳ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت ❸حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج٤ ص:۱٥۰۳ ناشر انتشارات سرور—قم

❹حیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج ۲ص:۸٦۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

اشکال اور اس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

حیاۃ القلوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس ترتیب سے درج کی گئی ہے۔ طاہر- قاسم- فاطمہ- ام کلثوم رقیہ۔ زینب۔ اس ترتیب ہی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت ہے اس لیے کہ اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب۔ بلکہ بعض مؤرخین نے زینب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ابو ہالہ کی دختر بیان کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ہالہ بھی تھا جس کی وجہ سے باپ کی کنیت ابو ہالہ ہوگئی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کنیت فرزند اکبر کے نام سے ہوتی ہے۔ مگر اس روایت میں قاسم سے پہلے بلکہ سب سے پہلے طاہر کا نام ہے۔ حالانکہ متعدد راویوں نے ان کی ولادت بعثت کے بعد بتلائی ہے۔ ❶

جواب: جہاں تک تعلق ہے ترتیب کا تو درحقیقت باقر مجلسی نے اپنی اس عبارت میں قرب الاسناد کی روایت کا ترجمہ کیا ہے جو اس طرح ہے: [القاسم والطاہر وأم کلثوم، ورقیۃ، وفاطمۃ، وزینب] تو اس عبارت میں سب سے پہلے قاسم ہی کا ذکر ہے لہٰذا یوسف صاحب کا یہ کہنا کہ [اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب۔][اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کنیت فرزند اکبر کے نام سے ہوتی ہے۔ مگر اس روایت میں قاسم سے پہلے بلکہ سب سے پہلے طاہر کا نام ہے۔ حالانکہ متعدد راویوں نے ان کی ولادت بعثت کے بعد بتلائی ہے] یہ سب کچھ فضول ہے کیونکہ یہاں پر بھی اصلی روایت میں سب سے پہلے قاسم کا ہی ذکر ہے۔

---

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۳ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

نیز اس روایت بیان کرنے سے راوی کا غرض صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا عدد اور نام بتانا ہے نہ کہ ان کے پیدائش کی ترتیب لہٰذا ایسی بات صرف دل بہلانے کے لیے تو کافی ہوسکتی ہے لیکن کسی حق کے متلاشی کے نزدیک یہ بات محض ہذیان سمجھی جائے گی۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اور اسی کتاب کے اسی باب میں یہ بھی درج ہے کہ طیب و طاہر عبد اللہ کا لقب ہے کیونکہ وہ بعثت کے بعد متولد ہوئے تھے۔ (۱)

جواب: معلوم نہیں کہ یوسف صاحب کو اس سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟ کیونکہ ہماری حیاۃ القلوب سے پیش کی ہوئی عبارت میں پیدائش کا وقت مذکور نہیں ہے اور اس روایت میں ان کے پیدائش کا وقت مذکور ہے تو یہ دوسری روایت پہلی روایت کے لیے زیادہ سے زیادہ تشریح کرنے والی ہوگی ان دونوں میں کوئی تعارض تو نہیں ہوگا کہ یوسف صاحب کا الو سیدھا ہو؟

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اور اسی کتاب میں ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ قاسم عبد اللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی ہے کہ عبد اللہ قاسم سے پہلے پیدا ہوئے اور یہ بھی ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دونوں کمسنی میں مکہ معظّمہ میں انتقال کر گئے اور اسی باب میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ قاسم۔ عبد اللہ۔ طیب۔ طاہر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ (۲)

جواب: محل نزاع یعنی محل اختلاف قاسم اور عبد اللہ کا پہلے پیدا ہونا وغیرہ نہیں بلکہ محل اختلاف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحب زادیاں ہیں اور اس سلسلے میں یہ تمام

(۱) البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۳ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

(۲) البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۳ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

روایات متفق ہیں اگر نہیں تو جس طرح ہم نے آپ کے امام سے صحیح سند کے ساتھ چار صاحبزادیوں کی روایت پیش کی ہے آپ بھی اپنے کسی امام سے صحیح تو کیا بلکہ کسی ضعیف روایت سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ثابت کریں یعنی ایسی روایت پیش کریں جس میں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سید خدیجہ سے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی پھر دیدہ باید محض شیطان کی طرح وسوسہ ڈالنے سے مسئلہ ثابت نہیں ہوگا۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

پہلی روایت میں یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ترتیب سے درج کی گئی ہے۔ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ زہرا۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب۔ حالانکہ اس پر تمام مؤرخین کا تقریبا اتفاق ہے کہ زینب اکبر بنات تھیں جنہیں آخر میں درج کیا گیا ہے اور اکثر راویوں نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو اصغر بنات لکھا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بعثت کے بعد پیدا ہوئیں مگر راوی نے ان کا نام سب لڑکیوں سے پہلے لکھا ہے۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ راوی کو خود حقیقت کی خبر نہیں ہے اس نے صرف سرکاری دختران کی فہرست پوری کردی ظاہر ہے کہ مشہور اس روایت کو کہا جاتا ہے جو اس جماعت میں مشہور ہو جو اکثریت میں ہے اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ روایت اہل سنت سے مأخوذ ہے۔ (1)

جواب: ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اس روایت بیان کرنے سے راوی کا غرض صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا عدد اور نام بتانا ہے نہ کہ ان کے پیدائش کی ترتیب۔ لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ راوی کو خود حقیقت کی خبر نہیں فاسد در فاسد ہے۔ اس لیے کہ راوی کا غرض یہاں ترتیب ہے ہی نہیں تو ترتیب سے کیوں بیان کرے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آپ کے مجتہد ملا باقر مجلسی نے بھی قرب الاسناد کی اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت ترتیب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ روایت میں سب سے پہلے قاسم کا ذکر ہے لیکن مجلسی نے طاہر کا ذکر کیا۔ نیز روایت

(1) البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۳-۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

میں پہلے رقیہ وام کلثوم کا ذکر ہے حضرت فاطمہ کا ذکر بعد میں ہے لیکن مجلسی نے ترجمہ کرتے وقت پہلے حضرت فاطمہ کا ذکر کیا اور رقیہ وزینب کا ذکر بعد میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب نہ راوی کا مقصود ہے اور نہ ہی آپ کے مجتہد مجلسی کا مقصود ہے۔

مزید آپ سے سوال ہے کہ کیا کسی بھی شخص کی اولاد کا تذکرہ کرنے کے لیے اس کی اولاد کو ترتیب کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو اس پر اپنے اصول کے مطابق حدیث پیش کریں ورنہ اللہ سے ڈریں۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

افسوس یہ ہے کہ کسی روایت میں راویوں کے نام درج نہیں ہیں ورنہ ہم فن رجال کی کسوٹی پر کس کر بتلا دیتے کہ کن کن راویوں کا کیا کیا مذہب تھا اور وہ کس گھر سے آئی ہیں۔ [1]

جواب: مجلسی نے یہ روایت قرب الاسناد سے نقل کی ہے اور قرب الاسناد میں اس روایت کی سند یوں موجود ہے: [**حدثني مسعدة بن صدقة قال: حدثني جعفر بن محمد، عن أبيه**] اگر آپ میں ہمت ہوتی تو سند پر کلام کرتے یقیناً آپ کو معلوم تھا کہ روایت کی سند صحیح ہے اس لیے آپ نے سند پر کلام نہیں کیا باقی یہ عذر پیش کرنا کہ [افسوس یہ ہے کہ کسی روایت میں راویوں کے نام درج نہیں ہیں ورنہ ہم فن رجال کی کسوٹی پر کس کر بتلا دیتے کہ کن کن راویوں کا کیا کیا مذہب تھا اور وہ کس گھر سے آئی ہیں۔] محض جان چھڑانے والی بات ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

.اسی باب میں عامہ وخاصہ یعنی سنی اور شیعہ علماء کا یہ اعتقاد بھی درج ہے کہ رقیہ وام کلثوم دونوں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نہ تھیں البتہ آپ نے ان کی تربیت کی تھی۔ اور یہ قول بھی درج ہے کہ یہ ہالہ خواہر حضرت

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لڑکیاں تھیں وہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد انہیں لے کر خدیجہ کے پاس آ گئیں اور وہیں پرورش پائی۔

جواب: ملا باقر مجلسی نے یہ دونوں قول نقل کر کے ان دونوں قولوں کو رد کر دیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

وجمعی از علمای خاصه وعامه را اعتقاد آن است که رقیه وام کلثوم دختران خدیجه بودند از شوهر دیگر که پیش از رسول خدا داشته وحضرت ایشیان را تربیت کرده بود و دختر حقیقی آن جناب نبودند و بعضی گفتند که دختران هاله خواهر خدیجه بوده اند وبر نفی این دو قول روایت معتبره دلالت می کند. ❶

عبارت کا خلاصہ: لیکن (ائمہ کی) معتبر روایات ان دونوں قولوں کی نفی کرتی ہیں (یعنی یہ بتاتی ہیں کہ یہ دونوں قول غلط ہیں۔) لہٰذا غلط قول یوسف صاحب کو مبارک ہو۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

مؤرخین کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان عقد کے بعد اپنی زوجہ کو ہجرت حبشہ کے موقع پر ہمراہ لے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے انتقال کیا اس کے بعد دوسری دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ مگر مندرجہ بالا باب میں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی اگر یہ درست ہے تو تیرہ چودہ سال بعد دوسری دختر سے عقد ہونا اور اتنے عرصہ تک اس گھر میں بیٹھا رہنا کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ ❷

جواب: حیاۃ القلوب میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ (حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی) بلکہ حیاۃ القلوب میں تو لکھا ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی بیوی رقیہ

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص: ۱۵۰۶ ناشر انتشارات سرور۔قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

سے عبداللہ کے نام سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جو بچپن میں انتقال کر گیا تھا۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ورقیہ و گویند ......وعبداللہ از او بوجود آمد و در کودکی مرد۔ ❶

رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور اس سے عبداللہ وجود میں آئے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ (مگر مندرجہ بالا باب میں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی اگر یہ درست ہے تو تیرہ چودہ سال بعد دوسری دختر سے عقد ہونا اور اتنے عرصہ تک اس گھر میں بیٹھا رہنا کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔) محض جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حیاۃ القلوب کے اس باب میں غور و فکر اور تحقیق کے بغیر سنی سنائی روایات درج کر دی گئی ہیں۔ ❷

جواب: اولاً عرض ہے کہ ملا باقر مجلسی شیعہ کا وہ مجتہد ہے جس کے بارے میں خمینی نے لکھا ہے: ملا باقر مجلسی مرحوم نے وہ کتابیں جو فارسی زبان میں لکھی ہیں ان کو پڑھو تا کہ تم گمراہ اور رسوا نہ ہوں۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

کتابهای فارسی را که مرحوم مجلسی برای مردم پارسی زبان نوشته بخوانید تا خود را مبتلا بیک همچو رسوائی بیخردانه نکنید. ❸

وہ کتابیں جو مرحوم مجلسی نے فارسی لوگوں کے لئے فارسی زبان میں لکھی ہیں پڑھو تا کہ

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۴ ص: ۱۵۰۵ ناشر انتشارات سرور۔قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❸ کشف اسرار للخمینی ص: ۱۲۱ ناشر

اپنے آپ کو بے عقل لوگوں کی رُسوائی میں مبتلا نہ کرو۔

اوراس کے متعلق اس کا شاگرد المولی الاردبیلی اپنی کتاب " **جامع الرواۃ**" کے جلد نمبر۲، صفحہ نمبر۷۸ پر لکھتا ہے:

استاذنا و شیخنا شیخ الاسلام و المسلمین خاتم المجتهدین الامام العلامة المحقق المدقق جلیل القدر عظیم الشان رفیع المنزلة وحید عصره فرید دهره ثقة ثبت عین کثیر العلم جید التصانیف. ❶

جامع الرواۃ کے عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اُستاذ و شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین تھے خاتم المجتہدین تھے امام تھے علامہ محقق مدقق بڑی عزّ ت والا، بڑے شان والا، بڑے مرتبے والا اپنے زمانے کا یکتا موتی تھا، بڑے علم والا معتمد عمدہ تصانیف والا تھا۔

اوراس کے متعلق محمد بن حسن الحر العاملی "**امل الامل**" کے صفحہ نمبر۶۰ پر لکھتا ہے:

عالم فاضل ماهر محقق مدقق علامة فهامة فقیه متکلم محدث ثقة ثقة جامع للمحاسن و الفضائل جلیل القدر عظیم الشان اطال الله بقائه له مؤلفات کثیرة مفیدة. ❷

عالم، فاضل ماہر محقق باریک بین بڑے علم والا بڑا سمجھدار فقیہ متکلم محدث قابل اِعتماد ہے تمام خوبیوں اور فضیلتوں کو جمع کرنے والا ہے بڑی عزت بڑے شان والا ہے اوراس کی بہت ساری فائدہ مند تألیفات ہیں۔

اوراس کے متعلق علامہ الطباطبائی بحر العلوم الفیض القدسی صفحہ نمبر۵ پر لکھتا ہے:

خاتم المحدثین الجلة. ❸

---

❶ مدخل بحار الانوار: ص۳۷ناشر دار احیاء التراث العربی

❷ مدخل بحار الانوار: ص۳۷–۳۸ناشر دار احیاء التراث العربی

❸ مدخل بحار الانوار: ص۳۸ناشر دار احیاء التراث العربی

توجب شیعہ کا اتنا بڑا محدث ہر سنی سنائی روایت نقل کر دیتا ہے پھر تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جھوٹا اور کذاب ہوا جیسے کہ ارشاد ہے:

یا أبا ذر، کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمعه. ❶

نیز جب باقر مجلسی ایسی بے دلیل باتیں لکھ دیتا ہے تو آپ اس سے بڑھ کر محقق ہو؟ آپ تو اس سے بڑھ کر غلط باتیں کہہ دیتے ہو اس لیے آپ کی باتیں بھی محض ہوائی فائرنگ ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اگر اس کتاب کے ص:۷۱۸ تا ص:۷۲۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو یہ سب تفصیلات نظر آجائیں گی اور یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ مؤلف کو جو روایات جس گھر سے ملتی رہیں وہ جمع کرتے رہے اس میں ان کی رائے یا عقیدہ کا تعلق نہیں ہے ان کا عقیدہ تو خصوصاً حضرت عثمان کے متعلق وہ ہے جسے ہم نقل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ ان روایات کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا فیصلہ ناقد وبصیر کا کام ہے۔ ❷

جواب: ملا باقر مجلسی کا حیاۃ القلوب سے یہ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر چہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان سے انکار کرتا ہے لیکن حضرت عثمان کے داماد رسول ہونے کو حق مانتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

جواب سوم که جواب حق است...... پس اگر دختر به عثمان داده باشد بنا بر آنکه در ظاهر مسلمان بوده است دلالت نمی کند بر آنکه در باطن کافر نبوده است. ❸

عبارت کا حاصل:

تیسرا جواب جو برحق ہے وہ یہ ہے کہ اگر چہ اللہ کے رسول نے حضرت عثمان کو اپنی بیٹی

---

❶ امالی شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰) ص:۵۳۵ ناشر دار الثقافۃ ۔ قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۵ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❸ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص:۱۵۰۶-۱۵۰۷ ناشر انتشارات سرور ۔ قم

سے شادی کراوادی لیکن اپنی بیٹی سے شادی کروانا یہ حضرت عثمان کے ایمان کی دلیل نہیں ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

رہا یہ کہ اس مسئلہ میں علامہ مجلسی کا فیصلہ اور عقیدہ کیا تھا۔ وہ ہم سابق میں ان کی معتبر ترین کتاب مرأۃ العقول سے بیان کر چکے ہیں۔ جو لوگ دور از عقل روایات مندرجہ کے باوجود آنکھیں بند کر کے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جلاء العیون میں چار بیٹیاں ہیں علامہ مجلسی کا یہ عقیدہ ہے انہیں چاہیے کہ مرأۃ العقول میں علامہ مجلسی کا عقیدہ اور آخری فیصلہ پڑھ کر اپنی عقلوں کا علاج کر لیں۔ ❶

جواب: باقر مجلسی کا بنات رسول کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ابھی ابھی ہم نے اس کی کتاب حیاۃ القلوب سے نقل کیا البتہ جہاں تک تعلق ہے مرأۃ العقول کا تو مرأۃ العقول میں بنات رسول کا انکار نہیں بلکہ اقرار ہے: چنانچہ باقر مجلسی لکھتا ہے:

فقال القرطبی: اجتمع أهل النقل علی أنها ولدت له أربع بنات کلهن أدرکن الإسلام و هاجرن، زینب و رقیة و أم کلثوم و فاطمة. ❷

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اور ان سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے مرأۃ العقول کی اس عبارت کا جو یوسف صاحب نے اپنی اسی کتاب البتول ص: ۹۸ میں پیش کی ہے کہ: (**[یؤکد ذلک ما ذکر فی کتابی الانوار والبدع ان رقیةوزینب کانتا ابنتی هالة اخت خدیجة]** اس کی تاکید کرتا ہے وہ جس کا ذکر کتاب الانوار والبدع میں ہے کہ رقیہ وام کلثوم دونوں ہالہ خواہر خدیجہ کی

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۵-۱۱۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❷ مرأة العقول لباقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۵ ص: ۱۸۰ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

لڑکیاں تھیں۔) تو اس عبارت میں ملا باقر مجلسی نے اپنا عقیدہ نہیں بلکہ ابن شہر آشوب کا عقیدہ نقل کیا ہے۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن شهر آشوب رحمه الله فی المناقب :تزوج أولا بمكة خديجة بنت خويلد قالوا:و كانت عند عتيق بن عائذ المخزومی ثم عند أبی هالة، وروی أحمد البلاذری وأبو القاسم الكوفی فی كتابيهما و المرتضى فی الشافی أن النبی صلى الله عليه و آله و سلم تزوج بها و كانت عذراء ،و يؤكد ذلک ما ذكر فی كتابی الأنوار و البدع أن رقية و زينب كانتا ابنتی هالة أخت خديجة، انتهی[1]

باقر مجلسی کا اپنا عقیدہ جس پر اس نے حیاۃ القلوب میں حق اور صحیح ہونے کی مہر لگائی ہے وہ وہی ہے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں (یعنی تیسرا جواب جو برحق ہے وہ یہ ہے کہ اگر چہ اللہ کے رسول نے حضرت عثمان کو اپنی بیٹی سے شادی کرا دی لیکن اپنی بیٹی سے شادی کروانا یہ حضرت عثمان کے ایمان کی دلیل نہیں ہے۔)

۵-نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے:

اما ازواجه صلى الله عليه وسلم فاول امرأة تزوجها خديجة بنت خويلد وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومی فولدت له جارية ثم تزوجها ابو هالة الاسدی فولدت له هند بن ابی هالة ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم وربی ابنها هندا فاول ما حملت وولدت عبد الله بن محمد وهو الطيب والطاهر وولدت له القاسم وقيل ان القاسم اكبر ولده وكان يكنی به والناس يغلطون فيقولون ولد له منها اربع بنين القاسم وعبد الله

[1] مرأة العقول لباقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۵ ص:۱۷۹ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

والطیب الطاھر وانما ولدت له ابنین واربع بنات زینب ورقیة وام کلثوم وفاطمة[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ عتیق بن عائذ المخزومی کے پاس تھیں اور ان کے پاس اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اس کے ساتھ ابوھالۃ الاسدی نے شادی کی ان کے پاس اس سے ھند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔ پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اس کے بیٹے ھند بن ابی ھالہ کی بھی پرورش کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس بچے کے ساتھ حاملہ ہوئیں وہ عبداللہ بن محمد تھے اور وہی طیب اور طاہر ہے اور دوسرا بیٹا قاسم پیدا کیا۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنیہ ابوالقاسم تھا۔ اور لوگ یہ غلطی کرتے ہیں وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے قاسم، عبداللہ، طیب، طاہر۔ جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو بیٹے اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

جزائری کی اس عبارت پر تبصرہ:

جزائری نے اپنی اس عبارت میں اس بات کو تو غلط قرار دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے لیکن سیدہ خدیجہ سے چار بیٹیاں پیدا ہونے کو غلط نہیں کہا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت مسلمہ امور میں سے ہے۔

---

[1] الانوار النعمانیة لنعمة الله الجزائری (متوفی ١١١٢) ج١ ص: ٣٤٠ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

٦-عبداللہ مامقانی (متوفی ١٣٥١) سے:

وللسید ابی القاسم العلوی الکوفی فی الاستغاثة فی بدع الثلاثة کلام طویل اصر فیه علی ان زینب التی کانت تحت ابی العاص بن ربیع و رقیة التی کانت تحت عثمان لیستا بنتیه بل ربیبتیه ولم یأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل کون رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل البعثة علی دین الجاهلیة بل کان فی زمن الجاهلیة علی دین یرتضیه الله تعالیٰ من غیر دین الجاهلیة وحینئذ فیکون محالا ان یزوج ابنته من کافر من غیر ضرورة دعت الیٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم یأت بما یغنی عن تکلف النظر والثبوت وانه کبیت العنکبوت اما اولاً فلانه یشبه الاجتهاد فی قبال النصوص من الفریقین عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن ائمتنا علیهم السلام واما ثانیاً ولانا وان کنا نسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن فی زمن الجاهلیة علی دین الجاهلیة بل علی دین یرتضیه الله تعالیٰ ولکن رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس مشرعا بل کل حکم کان ینزل علیه کان یلتزم به تمام الالتزام ولم یکن یخترع من قبل نفسه حکما والاحکام کانت تنزل تدریجا وعند تزویج زینب ورقیة لم یکن الکفائة فی الایمان شرطا شرعا فزوج بنتیه من الرجلین تزویجا صحیحا شرعاً فی ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالیٰ قوله :وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا فرق بین ابی العاص وبین زینب ولو کانت الکفائة فی الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآیة فما ذکره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة فی کون زینب ورقیة اللتین تحت ابی العاص و عثمان مسلمتین کما لا شبهة فی کون تزویجهما من رسول الله صلی الله

علیه وسلم وباذنه واجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکار فما ذکره ساقط بلا شبهة ...... وانما الجأنا ...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ ھٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه[1]

سید ابو القاسم علوی کوفی کی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ میں بنات رسول کے بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔اس نے اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاھلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو تھکا یا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکا جو تسلی بخش ہو۔اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگر چہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت

---

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص : ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

ایمان میں کفائت کا شرط شرعاً نہیں لگایا گیا تھا اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں]تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابو القاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

ثالثاً: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ زینب اور رقیہ جو ابو العاص اور عثمان کے پاس تھیں وہ مسلمان تھیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا تو اب کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہوں یا ربیبہ ہوں یا خدیجہ کی ماں شریک بہن کی بیٹیاں ہوں ہوں اس لیے کہ جس علت کی بنیاد پر اس نے انکار کیا اس علت میں یہ سب شریک ہیں (مامقانی کہنا یہ چاہتا ہے کہ اگر کافروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیوں کا نکاح نہیں ہوسکتا تو پھر ربیبہ بیٹیوں کا بھی نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بھی تو مسلمان تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح کو کافروں کے ساتھ کیسے برداشت کرتے) لہٰذا یہ جو ابو القاسم نے ذکر کیا وہ سب کچھ ساقط الاعتبار ہے اور ہم نے اس کے کلام کو یہاں مجبوراً نقل کیا تاکہ آپ کو اس کلام سے دھوکہ نہ ہو۔

۷-ابن شہر آشوب (متوفی ۵۸۸) سے:

أولاده: ولد من خديجة القاسم و عبد الله وهما :الطاهر والطيب وأربع بنات: زينب، ورقية، وام كلثوم وهي آمنة، وفاطمة وهي ام أبيها (1)

سیدہ خدیجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد قاسم، عبد اللہ وہی طیب اور طاہر

(1) مناقب آل ابی طالب لابن شهر آشوب (متوفی ۵۸۸) ج۱ ص:ص:۱۳۷ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

ہیں اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم جس کو آمنہ کہا جاتا ہے اور فاطمہ جو کہ آپ کے والد کی ماں تھی۔

۸-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے:

درقرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایتشدہ است کہ از برای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ ❶

قرب الاسناد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے طاہر، قاسم فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

۹-محمد ہاشم خراسانی (۱۳۵۲) سے:

از اصول کافی مستفاد میشود که آن بزرگوار از کـہ خدیجه کبری سه پسر داشت وچهار دختر جناب قاسم وزینب ورقیه وام کلثوم که قبل از بعثت متولد شدند وجناب الطیب والطاهو وفاطمه زهراء که بعد از بعثت متولد شدند. ❷

اصول کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں جناب قاسم، زین، رقیہ ام کلثوم یہ لوگ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور جناب طیب، طاہر اور فاطمہ بعثت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

۱۰-علی خان شیرازی سے:

واولاده ستة ذكران وهما القاسم وابراهيم واربع بنات وهن فاطمة

---

❶ منتہی الامال للشیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) ص: ۱۴۸ ناشر انتشارات علویون

❷ منتخب التواریخ لمحمد هاشم خراسانی (متوفی ۱۳۵۲) ص: ۲۷ ناشر کتابفروشی محمد حسن علمی تهران

علیها السلام وزینب ورقیة وام کلهم من خدیجة علیها السلام الا ابراهیم ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد چھ عدد تھیں۔ دو بیٹے قاسم اور ابراہیم اور چار بیٹیاں فاطمہ، زینب رقیہ اور ام کلثوم اور یہ ساری کی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے تھیں سوائے ابراہیم کے۔

۱۱-روافض کے شہیدِ محراب عبدالحسین سے:

چوبیس سال اور ایک ماہ آپ نے حضور کے ساتھ زندگی گزاری اور حضور سے آپ کی نرینہ اولاد قاسم وعبداللہ تھے جو طیب وطاہر سے ملقب تھے اور ام کلثوم اور زینب اور رقیہ اور فاطمہ آپ کی بیٹیاں تھیں۔ ❷

۱۲-جعفر الھادی سے:

تزوج محمدخدیجة بنت خویلد...... ولقد رزق منها محمد بولدین توفیا فی الصغر واربع بنات باسم زینب ورقیة وام کلثوم و فاطمة ❸

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ شادی کی اور اس سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں دیے گئے۔ان دونوں بیٹوں کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ تھیں۔

۱۳-مرتضی عسکری سے:

عثمان از آن دسته مردانی است که در قبول اسلام سبقت جسته اند.رقیه دختر رسول خدا را بزنی گرفت...... وچون رقیه بدرود حیات گفت ام کلثوم دختر دیگر پیغبران را به عقد خود در آورد. ❹

---

❶ ریاض السالکین لعلی خان الشیرازی (متوفی ۱۱۲۰)ج۱ص:۴۳۲ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ زندگانی صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا مترجم لاحمد علی ص:۴۴۲ ناشر ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جھنگ پاکستان

❸ دروس من الثقافة الاسلامیة لجعفر الھادی ج۲ ص:۱۴۶ ناشر مؤسسة انصاریان ۔قم

❹ نقش عائشه در تاریخ اسلام لمرتضی عسکری فارسی مترجم ناشر مجمع علمی اسلامی

عثمان ان مردوں کی جماعت میں سے ہے جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ سے شادی کی اس کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثوم کے ساتھ شادی کی۔

۱۴-جعفر کاشف الغطا سے:

وکان له من الاولاد ثمانية ولد :له من الخديجة قبل البعث القاسم،ورقية وزينب،وام كلثوم❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے نبوت سے پہلے قاسم، رقیہ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

۱۵-ڈاکٹر علی شریعتی سے:

سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی زینب......دوسری اولاد بھی لڑکی ہے رقیہ......تیسری پھر لڑکی پیدا ہوئی ام کلثوم......اس کے بعد دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ...... ماں (یعنی خدیجہ ضعیف ہو چکی ہے......کیا خدیجہ جو اپنی آخری عمر کی منزلوں سے نزدیک ہیں کسی اور بچے کی ماں بن سکے گی؟......مگر اس بار پھر بیٹی پیدا ہوتی ہے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے۔❷

۱٦-مولوی نقی علی سے:

جس وقت جناب رسول خدا نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا اس وقت اس جناب کا سن شریف درمیان بیس اور تیس کے تھا اور حضرت خدیجہ کا سن چالیس برس کا تھا پس پیدا ہوئے قبل نبوت کے قاسم ورقیہ وام کلثوم اور بعد نبوت کے طیب اور طاہر و جناب فاطمہ پیدا ہوئیں۔❸

---

❶ العقائد الجعفرية لجعفر كاشف الغطا ص:٢٥ ناشر مؤسسة انصاريان

❷ فاطمہ فاطمہ ہے لعلی شریعتی ص:۱٦۱-۱٦۲

❸ تذکرۃ المعصومین لمولوی علی نقی ص:۴ ناشر ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

باب سابع

حضرت عثمان اور داماد رسول

حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائی وقد استسفرونی بينک وبينهم ووالله ما أدری ما أقول لک؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلک على أمر لا تعرفه .إنک لتعلم ما نعلم .ما سبقناک إلى شء فنخبرک عنه، ولا خلونا بشئ فنبلغکه.وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا .وما ابن أبی قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منک، وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا. (1)

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے

(1) نهج البلاغة لشريف رضا (المتوفى ٤٠٤)ص:٢٣٥ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهره

دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابو بکر و عمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ قریب ہو......اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل ہوئی ہے جو ابو بکر و عمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

۲-محمد باقر (متوفی ۱۰۰ و بضع عشر سے:

فتزوج علی علیه السلام فاطمة علیهاالسلام، وتزوج أبو العاص بن ربیعة وهو من بنی امیة زینب وتزوج عثمان بن عفان أم کلثوم ولم یدخل بها حتی هلکت، وزوجه رسول الله صلی الله علیه و آله مکانها رقیة .ثم ولد لرسول الله صلی الله علیه و آله من أم إبراهیم إبراهیم وهی ماریة القبطیة، أهداها إلیه صاحب الاسکندریة مع البغلة الشهباء وأشیاء معها❶

[محمد باقر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المؤمنین سے کیا اور زینب کو ابو العاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی اُمیہ سے تھا اور اُم کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحمت الٰہی سے واصل ہو گئیں ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا اور حضرت کے دوسرے بیٹے ابرہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا اور دوسرے ہدیے بھی تھے۔❷

تنبیہ: روایت پر وارد ہونے والے اعتراضات و جوابات باب اول میں گذر چکے ہیں۔

---

❶ قرب الاسنادللشیخ أبی العباس عبد الله الحمیری من اعلام القرن الثالث ص:۹ ناشر مؤسسة آل البیت (علیهم السلام) لاحیاء التراث -قم

❷ حیاۃ القلوب اردو ترجمہ بشارت حسین ج۲ ص:۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

۳۔جعفر صادق سے:

وتزوج علی ابن أبی طالب علیه السلام فاطمة علیها السلام، وتزوج أبو العاص بن الربیع وهو رجل من بنی امیة زینب،وتزوج عثمان بن عفان ام کلثوم فماتت ولم یدخل بها، فلما ساروا إلی بدر زوجه رسول الله صلی الله علیه و آله رقیة❶.

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت (یعنی جعفر صادق) سے روایت کی ہے کہ......
جناب فاطمہ کوآنحضرت نے امیر المؤمنین سے تزویج فرمایا زینب کوابوالعاص بن ربیعہ سے وہ بنی اُمیہ میں سے تھا اور ام کلثوم کوعثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے گئے تو رقیہ کوان سے تزویج فرمایا۔❷

تنبیہ: روایت پر وارد ہونے والے اعتراضات وجوابات باب اول میں گذر چکے ہیں۔

۴-ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

فاطمه را به حضرت امیر المؤمنین تزویج نمود وتزویج کردبه ابو العاص بن ربیعه که از بنی امیه بود زینب را ،وبه عثمان بن عفان ام کلثوم را وپیش ازآنکه به خانه او برود به رحمت الٰهی واصل شد وبعد از او حضرت رقیه را به او تزویج نمود.❸

([محمد باقر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) جناب فاطمہ کا

❶الخصال للشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ ج۲ ص: ٤٠٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ترجمہ ازحیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج۲ص:۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❸حیاة القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج٤ ص:۱۵۰۳ ناشر انتشارات سرور—قم

نکاح حضرت امیر المؤمنین سے کیا اور زینب کو ابو العاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی امیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحمت الٰہی سے واصل ہو گئیں ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا اور حضرت کے دوسرے بیٹے ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا اور دوسرے ہدیے بھی تھے۔ ❶

۵-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

وأما رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم...... وتزوجها...... بالمدينة عثمان بن عفان،فولدت له عبد الله...... واما ام كلثوم فتزوجها أيضا عثمان بعد أختها رقية وتوفيت عنده❷

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان نے شادی کی اور ام کلثوم کے ساتھ بھی رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان نے شادی کی۔

۶-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۱) سے:

وتزويج نمود فاطمه را بحضرت امير المؤمنين عليه السلام وزينب را بابى العاص بن ربيع كه از بنى اميه بود وام كلثوم را بعثمان بن عفان وپيش از آنكه بخانه عثمان برود برحمت الٰهى واصل شد وبعد از او رقيه باو تزويج نمود.❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے کیا جو کہ بنو امیہ میں سے تھے۔اور ام کلثوم کا نکاح حضرت

---

❶ حیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج۲ص:۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❷ اعلام الوری لفضل بن حسن الطبرسی(متوفی ۷۴۸)ص:۱۵۳ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

❸ منتهى الامال للشيخ عباس قمى (متوفى ۱۳۵۹)ص:۱۴۰ ناشر انتشارات علويون

عثمان سے کیا لیکن وہ حضرت عثمان کے گھر جانے سے پہلے ہی انتقال کر گئیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کا نکاح رقیہ کے ساتھ کیا۔

۷-محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰) سے:

روی أن أمیر المؤمنین (علیه السلام) دخل بفاطمة بعد وفات اختهارقیة زوجة عثمان بستة عشر یوما❶

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ اس کی بہن رقیہ زوجہ عثمان کی وفات کے سولہ ۱۶ دن بعد رخصتی فرمائی۔

۸-محمد بن حسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴) سے:

روی أن أمیر المؤمنین (علیه السلام) دخل بفاطمة بعد وفات اختهارقیة زوجة عثمان بسبعة عشر یوما❷

مروی ہے کہ امیر المؤ نین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ اس کی بھن رقیہ زوجہ عثمان کی وفات کے سترہ دن بعد رخصتی فرمائی۔

۹-نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے:

ومنها المصاهرة ولم یکن لاحد من الخلق مصاهرة مثل ما کانت له واما عثمان وان شارکه فی کونه ختنا لرسول الله صلی الله علیه وسلم الا ان اشرف اولاد رسول الله صلی الله علیه وسلم هی فاطمة❸

❶امالی للشیخ محمد بن حسن طوسی (متوفی ٤٦٠)ص:٤٢ناشر مکتبة داوری قم ایران

❷وسائل الشیعة لمحمد بن الحسن الحر العاملی (متوفی ١١٠٤)ج٧ ص؛١٧٨ ناشر دار احیاء التراث العربی ❸الانوار النعمانیة لنعمة الله الجزائری (متوفی ١١١٢)ج١ ص:٥٢ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ایک فضیلت ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دامادی کا شرف حاصل ہوا ہے جو مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں حاصل ہوا اور حضرت عثمان اگرچہ حضرت علی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی میں شریک ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے افضل فاطمہ ہے۔

جزائری کی عبارت پر تبصرہ:

اس عبارت میں جزائری نے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دامادی کو افضل قرار دیا یہ وجہ پیش کر کے، کہ سیدہ فاطمہ دیگر بنات رسول سے افضل ہیں لیکن باوجود اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو داماد رسول تسلیم کر لیا۔

۱۰- قاضی نور اللہ شوشتری (متوفی ۱۰۱۹) سے:

اگر نبی دختر به عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد❶

(نور اللہ شوستری کہتا ہے کہ جو جو حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے وہ وہ حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آئے یہاں تک کہ) اگر نبی نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تو حضرت علی نے بھی اپنی بیٹی عمر کو دے دی۔

۱۱- میرزا محمد تقی سپہر سے:

عثمان را درروزگار جاهلیت واسلام هشت زن بحباله نکاح در آمد ازیں جمله دو تن دختران رسول خدا صلی الله علیه وسلم بودند یکی رقیه وآن دیگر ام کلثوم❷

---

❶ مجالس المؤمنین لنور الله شوشتری (متوفی ۱۰۱۹) ج۱ ص:۲۰۴ ناشر کتابفروشی اسلامیه تهران

❷ ناسخ التواریخ لمیرزا محمد تقی سپهر ج۳ ص:۲۶۸ ناشر کتابفروشی اسلامیه تهران

حضرت عثمان کے نکاح میں زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کل آٹھ عورتیں آئیں جن میں سے دو بیویاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم تھیں۔

۱۲-محمد نقی المدرسی سے:

رقية...... تزوجها عثمان بن عفان...... ام كلثوم...... وتزوجها بعد فراق عتيبةعثمان بن عفان[1]

رقیہ کے ساتھ عثمان نے شادی کی اور ام کلثوم کے ساتھ بھی عتیبہ کے بعد عثمان نے شادی کی۔

---

[1] فاطمة الزهرا قدوة واسوة لمهد نقی المدرسی ص:۱۶ ناشر رابطة الاخوة الاسلامية

باب ثامن

منکرین کے کچھ شبہات اوران کے جوابات

شبہ:۱-

انٹرنیٹ پرایک شیعہ بنات رسول کاانکارکرتے ہوئے کہتا ہے:

جب نبی کی شادی ہوئی تو اس وقت نبی کی عمر مبارک کتنی تھی......شیعہ سنی تمام نے لکھا ،۲۵ سال کی عمر میں نبی کی شادی ہوئی......اب جنہوں نے چار بیٹیاں لکھی انہوں نے کہا نبی نبی بنے تھے ۴۰ سال کے بعد...... ۲۹ سال کی عمر تک نبی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ شیعوں نے بھی لکھااورسنی سیرت نگاروں نے بھی لکھا۔ پہلا بیٹا پیدا ہوا چار سال کے بعد عمر مبارک تھی ۲۹ سال، بیٹے کا نام تھا قاسم جس کی وجہ سے مشہور ہوئے ابو القاسم۔اب جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا،ابن خلدون سے شبلی نعمانی،شبلی نعمانی سے لیکر ڈاکٹر طاہرالقادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ،عتیبہ ،ابو العاص۔اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال سے پہلے ہی شادی کردی تھی۔اب ۲۵ سال کی عمر میں شادی اور چالیس سال کی عمر میں نبی۔ انہوں نے کہا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے شادیاں کردی تھیں ۲۵ اور ۴۰ سال کے درمیان بچتے ہیں ۱۵ سال چار سال تک کوئی اولاد نہیں ۱۵ میں سے چار نکالو ۱۱ سال بچ گئے ۵ سال پہلے شادیاں کردی تھیں ۱۱ میں سے ۵ نکال دو ۶ سال بچ گئے،کس بے غیرت مذہب میں ہے ۶ سال میں ۳ بیٹیاں پیدا بھی ہوگئیں جوان بھی ہوگئیں اور عقد بھی ہوگیا؟

جواب: قارئین کرام رافضی کا یہ کہنا (ابن خلدون سے شبلی نعمانی،شبلی نعمانی سے لیکر

ڈاکٹر طاہر القادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ، ابو العاص) سرتاپا جھوٹ ہے۔ میں نے [تاریخ ابن خلدون] میں بسیار جستجو کے باوجود یہ بات کہیں نہیں پائی کہ ان لڑکیوں کا نکاح اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے ہوا بلکہ پوری کتاب میں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح کا ذکر تک نہیں البتہ ایک جگہ عتبہ کا صرف اتنا ذکر آتا ہے:

و من عقب أبی لهب ابنه عتبة صحابی ❶

کہ ابولہب کے نسل میں سے اس کا بیٹا عتبہ صحابی ہے۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کے شادی کا تذکرہ [تاریخ ابن خلدون] میں بسیار تلاش کے باوجود کہیں نہیں ملا لہٰذا یہ رافضی کا جھوٹ نمبر ایک ہے۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ شبلی نعمانی نے بھی یہی بات لکھی ہے یہ جھوٹ نمبر دو ہے۔ میں نے شبلی نعمانی کی کتاب [سیرۃ النبی] میں جب اس حوالے کی تحقیق کی تو مجھے اس کے خلاف بات نظر آئی وہ یہ کہ شبلی نعمانی صرف اتنا بتا رہے ہیں کہ کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ابوجہل کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے نبوت سے پہلے ہوا لہٰذا اس میں پانچ سال کا لفظ شیعہ نے اپنی فیکٹری سے بنایا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

(حضرت رقیہ) مشہور روایت یہ ہے کہ حضرت زینب کے بعد ۳۳ سنہ قبل از نبوت پیدا ہوئیں۔ پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے شادی ہوئی۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ شادی قبل نبوت ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا اظہار کیا تو ابولہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا'' اگر تم محمد کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا سونا بیٹھنا حرام

❶ تاریخ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸) ج۲ ص:۳۹۳ ناشر دار الفکر بیروت

ہے''۔ دونوں فرزندوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ❶

رافضی اپنی اس تقریر (کس بے غیرت مذہب میں ہے ٦ سال میں ٣ بیٹیاں پیدا بھی ہوگئیں جوان بھی ہوگئیں اور عقد بھی ہوگیا؟) سے یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ سنیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان چھ سالہ عرصہ کے دوران یہ لڑکیاں جوان بھی ہوگئیں اور ان کی شادی بھی ہوگئی حالانکہ ان مذکورہ کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ وہ لڑکیاں جوان ہوگئیں اور ان کی جوانی کی حالت میں شادی ہوگئی اور رخصتی بھی ہوگئی یہ سراسر دھوکہ ہے۔

اگر بالفرض ان لڑکیوں کا نکاح نبوت سے پانچ سال پہلے بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں کیونکہ مطلب یہ ہوگا کہ ان ٦ سال کے دوران صغر کی حالت میں ان کی شادی یعنی نکاح ہوگیا تھا نہ کہ رخصتی۔ رخصتی نہ ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بنُ أَبِي لَهَبٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ كَذَا قَالَ، وَصَوَابُهُ: قَبْلَ الهِجْرَةِ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ[تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ]قَالَ أَبُوْهُ: رَأْسِي مِنْ رَأْسِكَ حَرَامٌ، إِن لَمْ تُطَلِّقْ بِنْتَهُ. فَفَارَقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ ❷.

ابن سعد کہتے ہیں کہ رقیہ کے ساتھ عتبہ بن ابی لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے شادی کی تھی۔ ذہبی فرماتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد اور ہجرت سے پہلے شادی کی تھی۔ جب[تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ] نازل ہوئی تو اس کو ان کے والد نے کہا اگر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق نہیں دے گا تو میرا رہنا آپ کے ساتھ نہیں ہوگا تو اس نے رقیہ کو رخصتی سے پہلے طلاق دے دی تھی۔

---

❶ سیرت النبی لشبلی نعمانی ص:٤٤٦ ناشر ادارہ اسلامیات پبلشرز

❷ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ٧٤٨) ج٣ ص:٤٩٧ ناشر دار الحدیث القاهره

وتزوج أم كلثوم ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم عتيبة بن عبد العزى أبي لهب فلم يبن بها حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم وكانت رقية ابنة النبي صلى الله عليه وسلم عند أخيه عتبة بن عبد العزى أبي لهب فلما أنزل الله تعالى تبت يدا أبي لهب قال أبو لهب لإبنيه عتيبة وعتبة رأسي من رأسيكما حرام إن لم تطلقا ابنتي محمد وسأل النبي صلى الله عليه وسلم عتبة طلاق رقية وسألته رقية ذلك فقال له أمه وهي حمالة الحطب طلقها يا بني فإنها قد صبت فطلقها وطلق عتيبة أم كلثوم❶

عبارت کا خلاصہ: ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عتیبہ بن ابی لہب نے شادی کی تھی اور رخصتی نہیں ہوئی تھی اپنے باپ کے مطالبے پر اس نے ام کلثوم کو طلاق دے دی۔

از کتب اہل تشیع

وام كلثوم تزوجها عتيبة بن أبي لهب وفارقها قبل الدخول، وتزوجها عثمان بعد رقية سنة ثلاث❷

ام کلثوم کے ساتھ عتیبہ بن ابی لہب نے شادی کی تھی اور اس کو قبل الدخول طلاق دے دی تھی اس کے بعد اس کے ساتھ سن ۳ ہجری میں عثمان نے شادی کی۔

رقیہ وگویند کہ او را عتبہ پسر ابولھب تزویج نمود در مکہ وپیش از دخول او را طلاق گفت۔❸

رقیہ کے ساتھ مکہ میں ابولہب کے بیٹے عتبہ نے شادی کی تھی اور دخول سے پہلے طلاق دی تھی۔

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر (متوفی ۵۷۱) ج۳۸ ص: ۳۰۳ ناشر دار الفکر

❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۲۲ ص: ۱۶۷ ناشر دار احیاء التراث العربی

❸ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص: ۱۵۰۵ ناشر انتشارات سرور۔قم

اب سوال یہ ہے کہ کیا ٦ سال کے دوران تین بچیوں کا پیدا ہونا محال ہے؟ ہر عاقل کہے گا ہرگز نہیں۔ کیا بچپن یعنی صغیرہ ہونے کی حالت میں صرف نکاح کا ہونا محال ہے؟ تو شیعہ سنی مذہب کو جاننے والا ہر شخص کہے گا کہ ہرگز محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ کیونکہ شیعہ سنی مذہب میں وضاحت موجود ہے کہ صغیرہ کا نکاح جائز ہے اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہے وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کے ساتھ ٦ سال کی عمر میں نکاح کیا جیسے کہ سنی وشیعہ کتب سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ا –عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ :تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا۔

فی هذه السنة تزوج رسول الله بعائشة وسوده، وكانت عائشة بنت ست سنين حينئذ ❷

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ اور سودہ کے ساتھ نکاح فرمایا اور عائشہ کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔

وعائشة بنت أبي بكر وهي ابنة سبع قبل الهجرة بسنتين ،ويقال كانت ابنة ست ودخل بها بالمدينة في شوال وهي ابنة تسع ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ایک زوجہ عائشہ بنت ابی بکر تھیں نکاح

❶ صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ٢٥٦) ج٥ ص:٥٥ ناشر دار طوق النجاة ❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ١١١١) جج١٩ ص:٢٣ ناشر دار احیاء التراث العربی ❸ مناقب آل ابی طالب لابن شهر آشوب (متوفی ٥٨٨) ج١ ص:١٣٥ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

کے وقت ان کی عمر ۷ سال بعضوں نے کہا ۶ سال تھی اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

۲–عن عبد الله بن الصلت قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الجارية الصغيرة يزوجها أبوها ألها أمر إذا بلغت؟ قال: لا ❶

عبداللہ بن صلت کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن یعنی موسی کاظم سے پوچھا کہ کیا اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کا نکاح صغیرہ ہونے کی حالت میں کردے تو کیا جب یہ بالغ ہوگی تو اس کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوگا؟ تو موسی کاظم نے کہا نہیں۔

۳–عن ابی عبیدة الحذاء قال: سألت ابا جعفر عليه السلام عن غلام وجارية زوجهما وليان لهما وهما غير مدركين فقال: النكاح جائز وأيهما ادرك كان له الخيار ❷

ابوعبیدہ الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے محمد باقر سے پوچھا کہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو ان کے ولیوں نے نکاح کرادیا جب کہ وہ نابالغ تھے تو محمد باقر نے کہا یہ نکاح جائز ہے البتہ ان دونوں میں سے جو بھی بالغ ہوگا تو اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

ان حوالجات سے معلوم ہوگیا کہ صغیرہ بچی کے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اگر اپنی بچیوں کا نکاح صغر کی حالت میں کرایا تو اس میں نہ کوئی اشکال کی بات ہے اور نہ کوئی بے غیرتی کی بات ہے۔ مزید آپ سے سوال ہے کہ کیا آپ کے ائمہ نے بھی صغیرہ کے نکاح کو جائز قرار دے کر بے غیرتی کی تعلیم دی ہے؟

رہی یہ بات کہ (اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال

---

❶ الاستبصار لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج۳ ص: ٣٣٦ ناشر دار الکتب الاسلامیه تهران بازار سلطانی ❷ تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج۷ ص: ٣٣٨ ناشر دار الکتب الاسلامیه تهران بازار سلطانی

سے پہلے ہی شادی کردی تھی) تو شیعہ کا مولوی کی طرف سے یہ کمزور جواب نقل کرنا محض اپنا الو سیدھا کرنا ہے ورنہ مولوی کو ایسے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں مولوی کا جواب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی بیٹیاں کافروں کے نکاح میں دی تھیں یہ اس لیے کہ اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل نہیں ہوا تھا [وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا] جس کا ترجمہ یہ ہے) [مشرکین سے نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں] ہاں اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے ہی ابولہب کے بیٹوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی (اس کا ثبوت آگے آئے گا) لیکن جب یہ حکم [وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا] آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیاں تفریق کردی تھی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ یہی بات تسلیم کرتے ہوئے شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی لکھتا ہے:

ولانا وان كنا نسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن في زمن الجاهلية على دين الجاهلية بل على دين يرتضيه الله تعالىٰ ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس مشرعا بل كل حكم كان ينزل عليه كان يلتزم به تمام الالتزام ولم يكن يخترع من قبل نفسه حكما والاحكام كانت تنزل تدريجا وعند تزويج زينب ورقية لم يكن الكفائة في الايمان شرطا شرعا فزوج بنتيه من الرجلين تزويجا صحيحا شرعاً في ذالك الزمان ثم لما انزل الله تعالىٰ قوله :وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا فرق بين ابى العاص وبين زينب ولو كانت الكفائة في الاسلام شرطا قبل ذالك لما انزل الله سبحانه الآية فما ذكره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة في كون زينب ورقية اللتين تحت ابى العاص و عثمان مسلمتين كما لا شبهة في كون تزويجهما من رسول الله صلى الله عليه

وسلم وباذنه واجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکار فما ذکره ساقط بلا شبهة...... وانما الجأنا...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه ❶

اگر چہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کی شرط شرعاً نہیں لگائی گئی تھی اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین سے نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں]تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابوالقاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا (جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا...... معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ ،ابوالعاص)تو یہ غلط بیانی ہے کیونکہ جس طرح سینوں نے یہ بات (نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا) لکھی ہے تو اسی طرح شیعہ نے

---

❶ تنقیح المقال شیخ عبد اللہ ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

بھی یہی بات لکھی جیسے کہ ابھی ابھی مامقانی کے حوالے سے گذرا۔اب اگر یہ بات کفر ہے تو سب سے پہلے آپ کو اپنے رجال کے امام عبداللہ مامقانی کو کافر کہنا پڑے گا۔اگر اس کو کافر نہیں کہہ سکتے ہو تو اہل سنت پر یہ الزام (نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا) کیوں لگاتے ہو۔

شبہ:۲-

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

رحمان نے پہلے قرآن پڑھایا پھر انسان کو خلق فرمایا اسے بیان سکھلایا تو پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حکم قرآن کے خلاف اپنی دختروں کا عقد کافروں سے کردیں جیسے کہ قرآن مجید کے دوسرے پارے میں ہے[وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ]تم اپنی بیٹیوں کا نکاح مشرکوں سے نہ کرنا اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو بعثت سے قبل آپ کا کوئی ایسا عمل دکھا دے جو آنے والے قرآن کے خلاف ہو؟ اگر آپ قبل سے عالم قرآن نہ تھے تو خداوند عالم کیوں فرماتا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ] قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک وحی پوری نہ ہو جایا کرے اس لیے کہ ابھی جبرائیل پوری وحی نہ کر پاتے تھے اس سے قبل آپ قرآن پڑھ جایا کرتے تھے؟ [1]

جواب: اولاً: تو مرزا نے اپنے جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کے ترجمہ کو بدل ڈالا وہ اس طرح کہ ترجمہ کیا (رحمان نے پہلے قرآن پڑھایا پھر انسان کو خلق فرمایا) یہ ترجمہ یہ تأثر دینے کے لیے کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بعد میں ہوئی ہے اور اللہ نے قرآن پہلے سکھایا ہے۔حالانکہ پہلے قرآن پڑھانے اور پھر انسان کو پیدا کرنے کا ترجمہ سنی تو کیا بلکہ کسی شیعہ مترجم نے بھی نہیں کیا۔شیعہ تراجم ملاحظہ فرمائیں:

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۶۰-۶۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

۱-ترجمہ: بڑامہربان (خدا) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی، اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ ❶

۲-ترجمہ: خدائے رحمٰن نے قرآن سکھایا اس نے انسان کو پیدا کیا ❷

۳-ترجمہ: (خدائے) رحمٰن نے قرآن (مجید) تعلیم فرمایا اسی لیے انسان کو پیدا کیا ❸

ان تراجم میں سے کسی بھی ترجمہ میں علم کا پہلے سکھانا اور پیدائش کا بعد میں ہونا معلوم نہیں ہورہا صرف مرزا نے اپنا الوسیدھا کرنے کے لیے ترجمہ بدل ڈالا۔

نیز اس ترجمہ سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اس آیت کریمہ میں انسان سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتا ہے جبکہ ان کے امام علی رضا کہتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

حدثنی ابی عن الحسین بن خالد عن ابی الحسن الرضا علیه السلام فی قوله :الرحمن علم القرآن قال علیه السلام :الله علم محمدا القرآن،قلت خلق الانسان ؟ قال ذلک امیر المؤمنین علیه السلام ❹

علی رضانے فرمایا کہ [**خلق الانسان**] سے مرادامیرالمؤمنین ہے۔

لہٰذا مرزا نے انسان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لے کر اپنے امام کی مخالفت کی ہے۔اور امام کی مخالفت رافضی مذہب میں کفر ہے۔

بحرحال مرزا کی اس تقریر سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے پہلے ہی احکام قرآنیہ سے واقف تھے اور جب قرآن میں مؤمنہ کے نکاح کو مشرک کے ساتھ ناجائز قرار دیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں ابولہب

---

❶ ترجمہ فرمان علی ص:۸۴۷ ناشر عمران کمپنی لاہور ❷ القرآن المبین لامداد حسین کاظمی ص:۶۹۰ ناشر حمایت اہل بیت لاہور ❸ ترجمہ مقبول لمقبول احمد دہلوی ص:۶۳۶ ناشر نظامی پریس بک ڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ❹ تفسیر القمی لعلی بن ابراهیم القمی (متوفی ۳۰۹)ج ۲ ص:۳۴۳ ناشر مؤسسة دار الکتاب للطباعة والنشر قم

کے لڑکوں کے نکاح میں کیسے دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی مخالف کیسے کی؟ جبکہ یہ بات (یعنی نزول قرآن سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام قرآنیہ جانتے تھے) قرآن کریم اور شیعہ کے ائمہ معصومین اور شیعہ مفسرین کی تشریح کے خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

[مَا كُنْتَ تَدْرِی مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ] (سورہ شوری آیت نمبر ۵۲)

۱-اسی طرح ہم نے اپنے حکم روح (قرآن) تمہاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی تم تو نہ کتاب ہی کو جانتے تھے کہ کیا ہے اور نہ ایمان کو۔ ❶

۲-اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے روح (الامین) کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا (جس کے پہلے) تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ (تعلیم) ایمان کیا چیز ہے۔ ❷

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے نزول سے پہلے تمام احکام قرآنیہ سے واقف نہ تھے لہٰذا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے پہلے ہی قرآن کے تمام احکام جانتے تھے یہ بات خود قرآنی ارشاد کے خلاف ہے۔

نیز یہ بات امام جعفر صادق کی بات کے بھی خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی حمزة قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن العلم، أهو علم يتعلمه العالم من أفواه الرجال أم فی الكتاب عندكم تقرؤنه. فتعلمون منه؟ قال: الامر أعظم من ذلك وأوجب، أما سمعت قول الله عزوجل ": وكذلك أوحينا إليك روحا من أمرنا ما كنت تدری ما الكتاب ولا

---

❶ ترجمہ فرمان علی ص: ۷۷۹ ناشر عمران کمپنی لاہور

❷ ترجمہ مقبول المقبول احمد دہلوی ص: ۵۸۵ ناشر نظامی پریس بک ڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

الایمان ثم قال:أی شئ یقول أصحابکم فی هذه الآیة أیقرون أنه کان فی حال لا یدری ما الکتاب و لا الایمان؟ فقلت :لا أدری جعلت فداک ما یقولون، فقال (لی):بلی قد کان فی حال لا یدری ماالکتاب و لا الایمان حتی بعث الله تعالی الروح التی ذکر فی الکتاب،فلما أوحاها إلیه علم بها العلم و الفهم وهی الروح التی یعطیهاالله تعالی من شاء فإذا أعطاها عبدا علمه الفهم[1]

عبارت کا خلاصہ: ابوحمزہ سے جعفر صادق نے کہا کہ لوگ اس آیت کریمہ [**ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان**] سے کیا مراد لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زمانہ گذرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان اور قرآن نہیں جانتے تھے؟ تو ابوحمزہ نے کہا حضرت مجھے معلوم نہیں کہ لوگ کیا مراد لیتے ہیں؟ تو جعفر صادق نے فرمایا جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زمانہ گذرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اور ایمان نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روح نازل فرمائی جس کا ذکر قرآن میں ہے تو جب اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی تو آپ نے قرآن کا علم وفہم جان لیا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے سے پہلے احکام قرآنی نہیں جانتے تھے۔

نیز یہ بات شیعہ مفسرین کی تشریح کے بھی خلاف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

۱-محمد حسین طباطبائی سے:

وقوله :(ما کنت تدری ما الکتاب و لاالایمان)قد تقدم أن الایة

---

[1] اصول من الکافی لابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی(متوفی ۳۲۹)ج۱ ص:۲۷٤ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

مسوقة لبيان ان ما عنده صلى الله عليه و آله وسلم الذى يدعو إليه إنما هو من عند الله سبحانه لا من قبله نفسه وإنما أوتى ما أوتى من ذلک بالوحى بعد النبوة فالمراد بعدم درايته بالكتاب عدم علمه بما فيه من تفاصيل المعارف الاعتقاديةوالشرائع العملية فإن ذلک هو الذى اوتى العلم به بعد النبوةو الوحى ❶

اللہ پاک کے اس فرمان[**ما كنت تدرى ما الكتاب و لاالايمان**]کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس بات کو بیان کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ دین اللہ پاک کی طرف سے نازل ہوا ہے اس نے یہ دین اپنی طرف سے نہیں بنایا ہے۔ جو بھی دینی احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے ہیں تو وہ وحی کے ذریعے نبوت کے بعد دیے گئے ہیں لہٰذا کتاب کو نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں بیان کئے ہوئے اعتقاد تفصیلیہ اور احکام شرعیہ نہیں جانتے تھے ان کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے بعد عطا کیا گیا۔

طباطبائی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا علم نبوت کے بعد عطا کیا گیا لہٰذا پیدائش سے پہلے احکام قرآنیہ سے واقف نہیں تھے۔

۲۔ فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

(ما كنت تدرى)يا محمد قبل الوحى (ماالكتاب و لا الإيمان)أى :ما القرآن و لاالشرائع،ومعالم الإيمان وقيل معناه و لا أهل الإيمان أى: من الذى يؤمن، و من الذى لا يؤمن.وهذا من باب حذف المضاف ❷

---

❶تفسير الميزان لمحمد حسين الطباطبائى ج ١٨ ص:٧٥ ناشر جماعة المدرسين فى الحوزة العلمية فى قم المقدسة ❷مجمع البيان لفضل بن الحسن الطبرسى (متوفى ٥٤٨)ج٥ ص:٤٨ ناشر احياء الكتب الاسلاميه ايران قم

عبارت کا خلاصہ: آیت کا مطلب یہ ہے اے محمد وحی سے پہلے آپ قرآن اور احکام شرعیہ اور تفاصیل ایمان نہیں جانتے تھے۔یا مطلب یہ ہے کہ آپ ایمان نہیں جانتے تھے یعنی ایمان والوں کو نہیں جانتے تھے۔

طبرسی کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے پہلے احکام قرآنیہ نہیں جانتے تھے۔

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ (اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو بعثت سے قبل آپ کا کوئی ایسا عمل دکھا دے جو آنے والے قرآن کے خلاف ہو؟) تو جواباً عرض ہے کہ ایسا عمل موجود ہے ملاحظہ فرمائیں: جب غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹے عذر پیش کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد میں نہ جانے کی اجازت دے دی تو اس موقع پر اللہ پاک نے قرآن نازل فرمایا[عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ أَذِنْتَ لَھُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِینَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْکَاذِبِینَ]اے نبی آپ نے ان کو کیوں اجازت دے دی؟ اگر آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو آپ کے لیے سچے اور جھوٹے ظاہر ہو جاتے (لیکن اب ظاہر نہیں ہوئے) بحر حال ہم نے ایک عمل کی مثال دے کر آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔

نیز نکاح کے جواز کے لیے جس طرح شوہر کا مؤمن ہونا ضروری ہے اسی طرح بیوی کا بھی مؤمن ہونا ضروری ہے اب آپ خود ہی غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اصل سے مؤمن ہیں لیکن سیدہ خدیجہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بعد مؤمنہ بنتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ساتھ اس کے اسلام لانے سے پہلے ہی نکاح کر دیا تھا اب اگر بقول آپ کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹیوں کا کفار کے ساتھ نکاح کروانا مخالفت قرآن ہے تو خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ خدیجہ سے نکاح کرنا بھی قرآن کی مخالفت ہوگی اور پھر ایسے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کا بھی کیا حکم ہوگا؟

اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا (اگر آپ قبل سے عالم قرآن نہ تھے تو خداوند عالم کیوں فرماتا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُه] ' قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک وحی پوری نہ ہو جایا کرے اس لیے کہ ابھی جبرائیل پوری وحی نہ کر پاتے تھے اس سے قبل آپ قرآن پڑھ جایا کرتے تھے؟) تو یہ مرزا کی سینہ زوری ہے ۔ یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کی وحی پوری کرنے سے پہلے یعنی جبرائیل کے پڑھنے سے پہلے ہی پڑھ لیتے تھے یہ غلط بیانی ہے کیونکہ بات دراصل اس طرح ہے کہ جب جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشے کے بنیاد پر کہ میں بعد میں بھول نہ جاؤں جبرائیل کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُه] آپ اس اندیشے کے بنیاد پر جلدی سے کام نہ لیں کیونکہ [إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ] اس قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ سے بیان کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ ،عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ)قَالَ:وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ :(لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) :يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ،(إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ)وَقُرْآنَهُ، أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ، أَنْ تَقْرَأَهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ)يَقُولُ:أُنْزِلَ عَلَيْهِ:(فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ)أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ[1]

عبارت کا مفہوم: ابن عباس فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن

[1] صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶)جج۶ ص:۱۶۳ ناشر دار طوق النجاة

نازل کیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ یہ قرآن کا حصہ نکل نہ جائے یعنی بھول نہ جائے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ اپنی زبان کو حرکت مت دیں اس قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ کی زبان سے بیان کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔

از کتب اہل تشیع

فصل :فأما قوله تعالى :(ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه)ففيه وجهان غير ما ذكره أبو جعفر وعول فيه على حديث شاذ:أحدهما :أن الله تعالى نهاه عن التسرع إلى تأويل القرآن قبل الوحى إليه به، وإن كان في الامكان من جهة اللغة ما قالوه على مذهب أهل اللسان والوجه الاخر أن جبرئيل على السلام كان يوحى إليه بالقرآن فيتلوه معه❶

اللہ پاک کے اس فرمان [ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه] کے تفسیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ جب تک آپ کو قرآنی آیت کے معنی وحی نہ کی جائے تو آپ اس آیت کے تفسیر بیان کرنے میں جلدی نہ کریں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جبرائیل علیہ السلام قرآن وحی کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پڑھتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا قرآن میں جلدی نہ کریں۔

[ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه]فيه وجوه أحدها :إن معناه لا تعجل بتلاوته قبل أن يفرغ جبرائيل عليه السلام من إبلاغه فإنه صلى الله عليه وآله وسلم، كان يقرأ معه،ويعجل بتلاوته مخافة

❶تصحيح اعتقادات الامامية للشيخ مفيد محمد بن محمد بن النعمان(متوفى ٤١٣)ص:١٢٥ ناشر

نسیـانه أی تفهم ما یوحی إلیک إلی أن یفرغ الملک من قراء ته،ولا تقرأ معه، ثم اقرأ بعد فراغه منه وهذاکقوله (لا تحرک به لسانک لتعجل به[1]

[**ولا تعجل بالقرآن من قبل أن یقضی إلیک وحیه**]اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے جب جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرقرآن نازل کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پڑھتے تھے اس اندیشے کی وجہ سے کہ آپ بھول نہ جائیں تو اللہ پاک نے فرمایا کہ آپ جبرائیل کے ساتھ نہ پڑھیں بلکہ اس کے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں۔

قارئین کرام بہرحال مرزا کا یہ اشکال (یعنی پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حکم قرآن کے خلاف اپنی دختروں کا عقد کافروں سے کردیں جیسے کہ قرآن مجید کے دوسرے پارے میں ہے[وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ]تم اپنی بیٹیوں کا نکاح مشرکوں سے نہ کرنا)بقول شیعہ محقق مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) کہتا ہے:

وللسید ابی القاسم العلوی الکوفی فی الاستغاثة فی بدع الثلاثة کلام طویل اصر فیه علی ان زینب التی کانت تحت ابی العاص بن ربیع و رقیة التی کانت تحت عثمان لیستا بنتیه بل ربیبتیه ولم یأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل کون رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل البعثة علی دین الجاهلیة بل کان فی زمن الجاهلیة علی دین یرتضیه الله تعالیٰ من غیر دین الجاهلیة وحینئذ فیکون محالا ان یزوج ابنته من کافر من غیر ضرورة دعت الیٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم یأت بما یغنی

[1] مجمع البیان لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ۵٤۸)ج٤ ص:٤٤ ناشر احیاء الکتب الاسلامیه ایران قم

عن تکلف النظر والثبوت وانه کبیت العنکبوت اما اولاً فلانه یشبه الاجتهاد فی قبال النصوص من الفریقین عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن ائمتنا علیهم السلام واما ثانیاً ولانا وان کنا نسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن فی زمن الجاهلیة علی دین الجاهلیة بل علی دین یرتضیه الله تعالیٰ ولکن رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس مشرعا بل کل حکم کان ینزل علیه کان یلتزم به تمام الالتزام ولم یکن یخترع من قبل نفسه حکما والاحکام کانت تنزل تدریجا وعند تزویج زینب ورقیة لم یکن الکفائة فی الایمان شرطا شرعا فزوج بنتیه من الرجلین تزویجا صحیحا شرعاً فی ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالیٰ قوله [وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا]فرق بین ابی العاص وبین زینب ولو کانت الکفائة فی الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآیة فما ذکره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة فی کون زینب ورقیة اللتین تحت ابی العاص و عثمان مسلمتین کما لا شبهة فی کون تزویجهما من رسول الله صلی الله علیه وسلم وباذنه واجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکار فما ذکره ساقط بلا شبهة ...... وانما الجأنا ...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه(1)

سید ابو القاسم علوی کوفی کی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ میں بنات رسول کے

(1) تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص : ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔ اس نے اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاہلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کرکے اپنے آپ کو تھکایا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکا جو تسلی بخش ہو۔ اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔ اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کی شرط شرعاً نہیں لگائی گئی تھی اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں]تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابوالقاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

نیز شیعہ مفسر محمد حسین طباطبائی بھی ابتدائے اسلام میں کفار کے ساتھ نکاح کو جائز بتاتے ہیں: ملاحظہ فرمائیں:

وأما كونهم كفارا وبناته مسلمات ولا يجوز إنكاح المسلمة من الكافر فليس من المعلوم أن ذلک من شريعة إبراهيم حتى يتبعه لوط عليهما السلام فمن الجائز أن يكون تزويج المؤمنة بالكافر جائزا فی شرعه كما أنه كان جائزا فی صدر الاسلام،وقد زوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم بنته من ابی العاص بن الربيع وهو كافر قبل الهجرة ثم نسخ ذلک[1].

رہا یہ سوال کہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مسلمان تھیں اور وہ لوگ کافر تھے اور مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتھ ناجائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں یہ نکاح جائز تھا یا نہیں کہ لوط علیہ السلام پر اس کی پیروی واجب ہو۔پس یہ ممکن ہے کہ یہ نکاح لوط علیہ لسلام کی شریعت میں جائز ہو جیسے کہ ابتداء اسلام میں بھی مؤمنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اس کی مثال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابوالعاص سے کرایا تھا حالانکہ وہ ہجرت سے پہلے کافر تھا بعد میں یہ منسوخ ہوگیا۔

شبہ:۳۰۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء اہل الجنۃ کا خطاب دیتے ہیں تو خاتون جنت کو،[بضعة منی]فرماتے ہیں تو خاتون جنت کوالخ (یوں سیدہ فاطمہ کے فضائل نقل کرتے کرتے لکھتا ہے) ہم نے خاتون جنت کی چند خصوصیات کی فہرست پیش کردی ہے......اگر واقعاً آنخضرت کی چار بیٹیاں تھیں زینب ،رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ زہرا علیہا السلام تو پھر کیا

[1] تفسير الميزان لمحمد حسين الطباطبائی ج۱۰ ص:۳۳۹ ناشر منشورات جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية فی قم المقدسة

وجہ ہے کہ سب سے چھوٹی شہزادی کے یہ خصوصیات یہ کمالات یہ کرامات یہ عظمت یہ عزت و احترام یہ انتہا یہ انجام کہ زنان عالم میں ان کی مثال نہیں ملتی حضرت مریم وآسیہ وحوا وخدیجہ بھی یہ منزلت حاصل نہ کرسکیں باقی تین بیٹیاں جوسن میں ان سے بزرگ بھی تھیں وہ یکسر ہر شرف اور فضیلت سے اس طرح محروم رہیں کہ نہ ان کی سیرت پر کسی نے قلم اٹھایا نہ ان کے مراتب ودرجات کسی کو معلوم نہ ان کے فضائل ومناقب کا کسی کتاب میں ذکر اور نہ قرآن مقدس میں ان کی عظمت وشان کا تذکرہ نہ رسول اسلام کی زبان پر ان کی مدح نہ کتب حدیث میں ان کے مدارج کا بیان......تو یہ فرق بلحاظ عمر یہ ترجیح مرجوح علی الراجح بلکہ ترجیح بلا مرجح کیوں روا رکھی گئی؟......تعجب ہے کہ وہ رسول جو اخلاق کا مجسمہ انصاف کا پیکر عدل کی جیتی جاگتی تصویر تھے وہ اپنی چھوٹی دختر کی شان میں تو احادیث کے اس طرح دریا بہا دیں کہ اگر آج کتب اہل اسلام سے منتخب کر کے جمع کرلیا جائے تو ان کا بار اونٹ نہ اٹھا سکے......کیا وہ رسول جو [وَإِنَّکَ لَعَلَی خُلُقٍ عَظِيمٍ] کا مصداق ہو کیا اس سے یہ نا انصافی اپنی اولاد کے حق میں ہوسکتی ہے اور جو اپنے گھر میں انصاف نہ کرسکے وہ کائنات کو عدل وانصاف کا کیا درس دے گا۔؟ (1)

جواب: اولاً: فضیلت کا جہاں تک تعلق ہے تو فضیلت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے جس کے لیے جتنی فضیلت چاہے اسے عطا کردے [ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ] بہرحال اللہ پاک نے سیدہ فاطمہ کو دیگر بنات رسول کے بنسبت زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اب یہ سوال اس سوال کی طرح ہوگا کہ کوئی کہے کہ اللہ پاک تو انصاف والے ہیں تمام کے تمام انبیاء اللہ پاک کے نبی ہیں تو اللہ نے انبیاء کے شان میں برابری کیوں نہیں فرمائی یہ تو اللہ پاک کے انصاف کے خلاف ہے؟ تو یقیناً یہ بے ہودہ سوال ہوگا جس کا جواب ہر عام وخاص

(1) البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۵۴-۵۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

یہی دیگا[ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ]

ثانیاً: فضیلت کا معدوم ہونا کسی کے عدم وجود کی دلیل نہیں جیسے کہ ابو طالب کے بیٹوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد فضیلت بیان فرمائی ہے جبکہ عقیل بن ابی طالب بھی ابو طالب کے بیٹے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مؤمن ہیں لیکن اس کی فضیلت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں فرمایا تو کیا اس سے یہ ثابت ہوگا کہ عقیل ابو طالب کا بیٹا نہیں؟ نیز یہاں بھی یہی اعتراض کرو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل ابی طالب میں انصاف نہیں کیا؟ تو یہاں پر بھی وہی جواب آئے گا[ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کی فضیلت کے بنسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے تو کیا کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل ابی طالب میں انصاف نہیں کیا؟ یا کیا کہو گے کہ جعفر بن ابی طالب ابو طالب کا بیٹا ہی نہیں تھا؟ ایسے بے ہودہ اعتراض کو ہمارا دور سے سلام۔

ثالثاً: سید زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

یا معشر الناس ألا أدلكم على خير الناس خالا و خالة؟قالوا:بلى يا رسول الله.قال:الحسن و الحسين،فإن خالهما القاسم بن رسول الله و خالتهما زينب بنت رسول الله[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو کیا میں آپ کو ایسا شخص نہ بتاؤں جس کا ماموں اور خالہ تمام لوگوں کے ماموں اور خالہ سے بہتر ہیں؟ لوگوں نے کہاں جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین یہ وہ لوگ ہیں جن کا ماموں تمام لوگوں کے

---

[1] امالی للشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱)ص:۵۲۳ ناشر۳۱۸ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

ماموں سے بہتر ہے اوران کی خالہ تمام لوگوں کی خالاؤں سے بہتر ہے۔اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کی خالہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شیعہ مصنف عبداللہ مامقانی اقرار کرتا ہے:

ویکفی فی جلالتها قول رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معاشر الناس الا اخبرکم بخیر الناس خالا وخالة قالو بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین خالهما القاسم وخالتهما زینب بنت رسول الله[1]

زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے جو آپ نے فرمایا: اے لوگو کیا میں آپ کو ایسا شخص نہ بتاؤں جس کا ماموں اور خالہ تمام لوگوں کے ماموں اور خالاؤں سے بہتر ہیں؟ لوگوں نے کہاں جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین یہ وہ لوگ ہیں جن کا ماموں تمام لوگوں کے ماموں سے بہتر ہے اوران کی خالہ تمام لوگوں کی خالاؤں سے بہتر ہے۔اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کی خالہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نیز حضرت رقیہ اورام کلثوم کی فضیلت ائمہ کے زبان پر جاری ہوئی ہے: ملاحظہ فرمائیں:

(عن عبد صالح علیه السلام)...... اللهم صل علی فاطمة بنت نبیک محمد علیه وآله السلام والعن من آذی نبیک فیها...... اللهم صل علی رقیة بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها،اللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها[2]

---

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران [2] تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج۳ ص: ۱۲۰ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

امام نے کہا کہ رمضان کی دعا میں یوں بھی کہو اے اللہ فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور جو کوئی ان بنات رسول کے بارے میں آپ کے نبی کو ایذا ئے تو اس پر لعنت فرما۔

اور شیعہ مصنف عبداللہ مامقانی بھی اقرار کرتا ہے:

ویمکن استفادة منزلتها وفضلها وجلالتها ورود ذكرها في دعاء شهر رمضان بقوله عليه السلام اللهم صلى على ام كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها ❶

رمضان کی دعا میں ذکر کی وجہ سے ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور جلیل القدر ہونے پر استدلال کرنا ممکن ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ ان کی کوئی فضیلت مروی نہیں یہ جہالت ہے۔

رہی یہ بات (نہ ان کی سیرت پر کسی نے قلم اٹھایا) تو یہ بھی غلط بات ہے کیونکہ حضرت مولانا محمد نافع جھنگوی رحمہ اللہ نے بنات اربعہ کی سیرت پر کتاب لکھی ہے [بنات اربعہ] نیز عبداللہ فارانی نامی مصنف نے کتاب لکھی ہے [امہات المؤمنین مع بنات اربعہ] تو یہ کہنا کہ کسی نے بھی ان کی سیرت پر قلم نہیں اٹھایا محض ناواقفیت ہے۔

رہی یہ بات (نہ ان کے مراتب و درجات کسی کو معلوم) تو یہ بھی غلط ہے ہمیں ان بنات رسول کے مراتب و درجات اور فضائل معلوم ہیں جو ہم نے اوپر نقل کیے ہیں۔

رہی یہ بات (نہ ان کے فضائل ومناقب کا کسی کتاب میں ذکر) تو جواباً عرض ہے کہ ابھی ابھی ہم کتب شیعہ سے ان کے فضائل لکھ چکے ہیں تو یہ کہنا کہ ان کے فضائل کا ذکر کسی کتاب میں نہیں یہ اندھاپن ہے۔

---

❶ تنقیح المقال للشیخ عبد الله بن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص :۷٤ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

رہی یہ بات (نہ قرآن مقدس میں ان کی عظمت وشان کا تذکرہ) تو جوابا آپ سے سوال ہے کہ کیا کسی بھی شخصیت کا وجود اس بات پر موقوف ہے کہ اس کی عظمت کا ذکر قرآن میں ہو؟ تو آپ بتائیے کہ جعفر بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب کی عظمت کا ذکر قرآن کی کس آیت میں ہے؟ جب ان حضرات کی عظمت کا بیان اگر چہ قرآن کی کسی آیت میں موجود نہیں ہے پھر بھی ان کا ابن ابی طالب ہونا برحق ہے اسی طرح اگر چہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم کی عظمت کا ذکر قرآن میں نہ ہو تو پھر بھی ان کا بنات رسول ہونا برحق ہے۔

شبہ:۴۰-

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

[وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ] ڈراؤ اپنے زیادہ قریبوں کو نازل ہوئی تو رسول اسلام نے فرمایا اے بنی عبد مناف میں تم کو خدا سے غنی نہیں کرسکتا اے عباس میں تم کو خدا سے بے پرواہ نہیں کرسکتا اے میری پھوپھی صفیہ میں آپ کو خدا سے مستغنی نہیں کرسکتا جو مال چاہے مجھ سے طلب کرلو مگر میں تم کو خدا سے غنی نہیں کرسکتا (صحیح البخاری ص:۲۰۷) ان آیات کا خصوصاً اقربین سے تعلق ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبوں سے اور بیٹیوں سے زیادہ قریبی کون ہوسکتا ہے؟ صفیہ پھوپھی اور عباس چچا ہیں ان کا نام بھی اقربین میں آ گیا مگر ان بنات کا کہیں ذکر نہیں جنہیں بنات رسول کہا جاتا ہے۔ [1]

جواب: اس موقع پر کسی رشتہ دار کو نہ بلانا اس کے رشتہ دار نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ حضرت حمزہ اور ابو طالب کے حقیقی چچا ہونے کا انکار لازم آئے گا۔ کیونکہ یہاں پر بھی آپ جیسا سائل سوال کرسکتا ہے کہ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو بلایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اور ابو طالب کو نہیں بلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ اور ابو طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہی نہیں ہیں یا حقیقی

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۶۱-۶۲ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

چچا نہیں۔تو یقیناً ایسے استدلال کو تو آپ بھی غلط کہو گے تو اسی طرح میں بھی آپ کے اس استدلال کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور دیگر بنات کو نہیں بلایا اس سے معلوم ہوا کہ وہ بنات رسول نہیں ہیں) باطل کہتا ہوں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ کو بلایا جبکہ اس کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ پھوپھیاں اور تھیں مجموعی طور پر چھ ہوئیں۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

وکانت عماته(صلی الله علیه و آله) ستا من امهات شتی، وهن امیمة وام حکیمة،وبرة، وعاتکة، وصفیة، وأروی [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔امیمۃ، وام حکیمۃ، وبرۃ، وعاتکۃ، وصفیۃ، وأروی۔

تو ان تما پھوپھیوں کا انکار لازم آئے گا کیونکہ یہاں پر بھی آپ جیسا سائل سوال کرسکتا ہے کہ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ کو بلایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاتکہ وغیرہ کو نہیں بلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عاتکہ وغیرہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھیاں نہیں تو یہاں جو جواب آپ کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔

مزید آپ سے سوال ہے کیا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی اقربین میں شامل تھے یا نہیں؟ اگر کہتے ہو کہ نہیں تو حضرت علی کی فضیلت کے منکر کہلاؤ گے اور اگر کہتے ہو جی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اقربین میں داخل تھے تو میں بھی یہی پوچھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام رشتہ داروں کو بلایا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہیں بلایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار نہیں تھے تو آپ اس اعتراض کے

[1] بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴۳ ص:۲۶۱ ناشر دار احیاء التراث العربی

بارے میں کیا کہو گے؟ یقیناً آپ بھی یہی کہو گے کہ اس موقع پر کسی کو نہ بلانا اس کے اقرب ہونے کو مانع نہیں ہے اسی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ بنات کو نہ بلانا ان کے بنات رسول ہونے کو مانع نہیں ہے۔

شبہ: ۵-

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے اور داماد بھی مجازی۔ ❶

کہنا یہ چاہتا ہے کہ یہ تین بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات تھیں جو سیدہ خدیجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شوہر ابو ھالہ تمیمی سے پیدا ہوئی تھیں لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں؟

جواب: شیعہ سنی اکثر کتب متفق ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو ابو ھالہ تمیمی سے کوئی لڑکی ہی پیدا نہیں ہوئی تھی صرف ایک لڑکا ھند کے نام سے پیدا ہوا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیب بنا تو جب رقیہ، زینب اور ام کلثوم ابو ھالہ سے پیدا ہی نہیں ہوئیں تو پھر بھی ان کو ربیبہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱ -وَتَزَوَّجَتْ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَبْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ، الأول منهم عتيق ابن عَائِدِ بْنِ مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ جَارِيَةً فَهِيَ أُمُّ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ بَعْدَ عَتِيقِ بْنِ عَائِدٍ، أَبُو هَالَةَ التَّمِيمِيُّ، وَهُوَ مِنْ بَنِي أُسَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ هِنْدَ بْنِ أَبِي هَالَةَ، وتُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ بِمَكَّةَ ❷

سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۳۴ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❷ دلائل النبوة لاحمد بن الحسين البيهقي (متوفى ٤٥٨) ج٧ ص: ٢٨٣ ناشر دار الكتب العلمية

اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ھالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ھالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ھند بن ابی ھالہ اور حضرت خدیجہ مکہ میں انتقال کر گئیں۔

۲-قَالَ الزُّهْرِیُّ: وَقَدْ کَانَتْ خَدِیجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ تَزَوَّجَتْ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلَیْنِ الْأَوَّلُ مِنْهُمَا عَتِیقُ بْنُ عَائِذِ بْنِ مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ مِنْهُ جَارِیَةً وَهِیَ أُمُّ .مُحَمَّدِ بْنِ صَیْفِیٍّ، وَالثَّانِی أَبُو هَالَةَ التَّمِیمِیُّ فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْد بن هِنْدٍ[1]

زہری کہتے ہیں سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ھالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ھالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ھند

۳-وتزوجت خديجة صلوات الله عليها قبل رسول الله صلى الله عليه وآله رجلين يقال لاحدهما عتيق بن عائذ بن عبد الله بن عمر بن مخزوم، وولدت له بنتا يقال لها هند .ثم توفى عنها .فخلف عليها أبوهالة بن النباش بن زرارة بن وقدان بن حبيب بن سلامة بن عدى بن حرزة بن أسيد بن عمرو بن تميم، فولدت له ؟ ؟ يقال له هند[2]

سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا

[1] السيرة النبوية لابن كثير (متوفى ٧٧٤)ج٤ ص:٥٨٢)ناشر دار المعرفة

[2] السقيفة وفدك لابى بكر أحمد بن عبد العزيز الجوهرى البصرى البغدادى(المتوفى ٣٢٣)ص:٣٠ناشر شركة الكتبى للطباعة والنشر بيروت -لبنان

تھااس کے بعدسیدہ خدیجہ نے ابوھالہ تمیمی سے نکاح کیااورابوھالہ تمیمی سےاس کوایک بیٹا پیداہوا جس کا نام تھاھند۔

۴-أول امرأة تزوجها رسول الله(صلى الله عليه و آله)خديجة بنت خويلد بن أسد ابن عبد العزى بن قصي، تزوجها وهو ابن خمس وعشرين سنة، وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومي، فولدت له جارية، ثم تزوجهاأبو هالة الاسدى فولدت له هند بن ابى هالة،ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وربى ابنها هندا❶.

سب سے پہلے جس عورت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی وہ خدیجہ ہےاوراس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی ۔سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوآدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کوایک لڑکی پیداہوئی جس کوام محمد کہاجاتا تھااس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابوھالہ تمیمی سے نکاح کیااورابوھالہ تمیمی سےاس کوایک بیٹا پیداہوا جس کا نام تھاھند بن ابی ھالہ پھراس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اوراس کے بیٹے ھند کواپنا ربیب بنایا۔

۵-أول امرأة تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم خديجة بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصي، تزوجها وهو ابن خمس وعشرين سنة، وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومي فولدت له جازية، ثم تزوج أبو هالةالأسدى فولدت له هند بن أبى هالة،ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم وربى ابنها هندا❷

❶بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج ۲۲ ص:۲۰۰ ناشر مؤسسة الوفاء بیروت -لبنان❷اعلام الوری لفضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵٤۸) ص:۲۷٤ ناشر مؤسسة ال البیت علیهم السلام لاحیاء التراث

سب سے پہلے جس عورت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی وہ خدیجہ ہے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی۔ سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ہالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ابی ہالہ پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اس کے بیٹے ھند کو اپنا ربیب بنایا۔

۶ –وكانت خديجة قبل النبی عند عتيق بن عامر المخزومی، وولدت لـه حـارثة، ومـات عـنهـا بـمـكة، وتـزوجهـا بـعده أبو هالةزرارة بن ساس الاسدی، ومات عنها بمكة وولدت له هند بن أبی هالة❶

سید خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عتیق بن عامر المخزومی کے پاس تھی اور سیدہ خدیجہ کو اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا حارثہ پھر اس کا مکہ میں انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے ساتھ ابو ہالہ نے شادی کی اور سیدہ خدیجہ کو اس سے ھند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔

۷ –كانت خديجة بنت خويلد قبل النبی صلی الله عليه و آله تحت أبی هـالة فـولـدت له هندا ثم تزوجها رسول الله صلی الله عليه و آله وهند بن أبی هالة غلام صغير فتبناه النبی صلی الله عليه و آله ، ثم ولدت خديجة من رسول الله صلی الله عليه و آله القاسم والطاهر وزينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة❷

سیدہ خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھی اس کو اس سے

❶ شـرح الأخبار فی فضائل الأئمة الأطهار للقاضی أبی حنيفة النعمان بن محمد التميمی الـمغربی(المتوفی ٣٦٣)ج٢ ص:١٥ مؤسسة النشر الاسلامی التابعه لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❷ شـرح نهـج البلاغه لابن ابی الحديد (متوفی ٦٥٦)ج٢ ص:١٣٢–١٣٣ ناشر دار احياء الكتب العربية

ھند پیدا ہوا پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اس حال میں کہ ھند چھوٹا بچہ تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ رخصتی فرمائی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قاسم، طاہر، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ کو پیدا کیا۔

شبہ:۶-

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے: (اسماعیل نے) تفسیر کبیر ج ۸ ص: ۴۲۷ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی: [وَرُوِیَ: أَنَّهَا نَزَلَتْ حِينَ صَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَلَدِ خَدِيجَةَ] کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑک) اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ کے پچھلے بچوں کو سخت آواز سے ڈانٹا تو آواز آئی اے میرے حبیب: ان یتیموں کو نہ جھڑک۔ مبلغ اعظم (یعنی اسماعیل) نے فرمایا جناب تونسوی صاحب جناب خدیجہ کے وہ کونسے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے ۔یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہوا گر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ کیسے؟ [1]

غلام حسین: نجفی لکھتا ہے: [فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلا تَقْهَرْ]وَرُوِیَ :أَنَّهَا نَزَلَتْ حِينَ صَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَلَدِ خَدِيجَةَ

ترجمہ یتیم پر قہر نہ کرو۔ روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم نے اولاد خدیجہ کو جھڑک دی اور بلند آواز سے بلایا۔......زینب و رقیہ اور ام کلثوم ہی مذکورہ روایت میں مراد ہیں ورنہ ان کے علاوہ اور کوئی اولاد خدیجہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اور مذکورہ لڑکیوں کو حضور نے جب جھڑک دی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یتیم پر قہر مت کریں۔ اگر یہ لڑکیاں حضور کی صلبی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ ان کو حضور کی زندگی میں یتیم نہ کہتا کیونکہ یتیم وہ ہے جس کا باپ مر جائے اور ان لڑکیوں کے باپ اگر خود رسول اللہ تھے تو وہ تو زندہ تھے پس یہ

[1] فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۳۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

لڑکیاں یتیم کیسے بن گئیں؟ ❶

جواب: اولاً یہ قول نقلا وعقلا ضعیف وکمزور ہے نقلا اس لیے کہ یہ قول بے سند ہے اور دین میں بے سند قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ دوسری بات یہ کہ روی صیغہ تمریض ہے یہ صیغہ خود اس قول کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے۔ جیسے کہ اسماعیل شیعہ ایک روایت کورد کرتے ہوئے لکھتا ہے: شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ❷

اور عقلا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ سے یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی یتیم کو جھڑک دیں۔ وہ ذات جو لوگوں کو یتیم پر شفقت کا درس دیں اور اپنے پاس پرورش پانے والی یتیم بچیوں کو جھڑک دیں یہ عقلا محال ہے۔

نیز ہم ماقبل میں شیعہ سنی کتب سے ثابت کر چکے ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو پہلے شوہر سے ایک لڑکی اور دوسرے شوہر سے ایک لڑکا ھند پیدا ہوا تھا اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیب بنا۔ ملاحظہ فرمائیں:

هــنــد بن أبی هالة ربیب رسول الله صلی الله علیه و آله و امه خدیجة رضی الله عنه زوج النبی و اخته لامه فاطمةصلوات الله علیها❸

ھند بن ابی ہالہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے اور سیدہ خدیجہ کے بیٹے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی ماں شریک بہن تھیں۔

تو اگر یہ روایت بالفرض صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اس روایت میں خدیجہ کی اولاد سے مراد یہی ھند بن ابی ہالہ ہوسکتا ہے۔ بنات اربعہ ہرگز نہیں۔ لہٰذا نجفی صاحب کا یہ قول

❶ قول مقبول فی اثبات وحدة بنت الرسول ص: ۲۰۸-۲۰۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۶۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❸ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۱۹ ص: ۵۸ ناشر دار احیاء التراث العربی

(.زینب ورقیہ اورام کلثوم ہی مذکورہ روایت میں مراد ہیں) باطل ہے۔

شبہ: ۷-

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے:

اس کے بعد مبلغ اعظم (مولوی اسماعیل) نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا چنانچہ اہل سنت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری علی حاشیہ تفسیر ابن جریر ص:۹ جلد پنجم [وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي] کے تحت [**كما تقول: بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة**] پڑھا کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبری سے تھیں۔ ❶

(یہی بات تفسیر کبیر میں بھی لکھی ہے)

اصلی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

أما اشتراط الدخول بأمها فلقوله :مِنْ نِسائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وهو متعلق بربائبكم كما تقول :بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة ❷

ثُمَّ يَقُولُ: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ بكلمة من هاهنا ابْتِدَاءَ الْغَايَةِ كَمَا يَقُولُ: بَنَاتُ الرَّسُولِ مِنْ خَدِيجَةَ ❸

---

❶ فتوحات الشیعہ لمولوی اسماعیل ص:۳۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❷ غرائب القرآن لحسن بن محمد النيسابوری (متوفى ٨٥٠)ج٢ ص:٣٨٧ ناشر دار الكتب العلمية ❸ التفسير الكبير لفخر الدين الرازی (متوفى ٦٠٦)ج١٠ ص:٢٨ ناشر دار احياء التراث العربی

جواب: اسماعیل کا ان مفسرین کی اس عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا[**توجیه القول بما لا یرضی به القائل**]کے قبیل میں سے ہے۔(یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر خود مصنف ہی راضی نہیں ہے) کا مصداق ہے۔کیونکہ یہ دونوں حضرات اپنی اپنی صریح عبارات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں بتاتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

وعن ابن عباس أن الآية نزلت فی الأنبياء وهب لشعيب ولوط أناثا ولإبراهيم عليه السلام ذكورا، ولمحمد صلى الله عليه وسلم ذكورا وهم القاسم والطاهر وعبد الله وإبراهيم، وإناثا هن فاطمة وزينب ورقية وأم كلثوم❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ [**لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ**]کے بارے میں مروی ہے کہ یہ آیت انبیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے شعیب اور لوط علیہما السلام کو بیٹیاں عطا کی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے عطا کیے گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے اور بیٹے قاسم و طاہر وعبداللہ اور ابراہیم اور بیٹیاں فاطمہ وزینب ورقیہ اور ام کلثوم عطا کی گئیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ إِناثاً يُرِيدُ لُوطًا وَشُعَيْبًا عَلَيْهِمَا السلام لم يكن لهما إلا النبات وَيَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ الذُّكُورَ يُرِيدُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا الذُّكُورُ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْراناً وَإِناثاً يُرِيدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنِينَ أَرْبَعَةٌ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَإِبْرَاهِيمُ، وَمِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعَةٌ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ❷

---

❶غرائب القرآن لحسن بن محمد النيسابوری (متوفی ۸۵۰)ج۶ ص:۸۱ ناشر دار الکتب العلمیة ❷الفسیر الکبیر لفخر الدین الرازی (متوفی ۶۰۶)ج۲۷ ص:۶۱۰ ناشر دار احیاء التراث العربی

ابن عباس کہتے ہیں[یَهَبُ لِمَنْ یَشاءُ إِناثاً] سے اللہ پاک کی مراد لوط اور شعیب علیہ السلام ہیں کیونکہ ان حضرات کی صرف بیٹیاں تھیں۔اور[وَیَهَبُ لِمَنْ یَشاءُ الذُّکُورَ] سے اللہ پاک کی مراد ابراہیم علیہ السلام ہے کیونکہ اس کے صرف بیٹے تھے ۔اور [أَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْراناً وَإِناثاً] سے اللہ پاک کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے قاسم وطاہر وعبداللہ اور ابراہیم تھے اور چار بیٹیاں تھیں زینب ورقیہ وام کلثوم اور فاطمہ۔

اور جہاں تک تعلق ہے ان عبارات کا تو ان دونوں مفسرین نے ربیبہ کی وضاحت کے لیے یہ مثال علی الفرض والتقدیر پیش کی ہے یہ مقصود نہیں ہے کہ واقعۃً حضرت خدیجہ کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات تھیں۔کیونکہ مثال کا واقع کے مطابق ہونا ضروری نہیں جیسے کہ مثلاً زید کی حقیقیت میں ایک ہی بیوی ہے لیکن کوئی شخص یہ مسئلہ سمجھانے کے لیے کہ اگر ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اس کی پہلی بیوی سے ایک بیٹا ہے اور دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے کیا یہ لڑکا اس کی دوسری بیوی کی اس لڑکی سے جو اس کو پہلے شوہر سے ہے ان کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ کر سکتا ہے۔جیسے کہ زید کی دو بیویاں ہیں پہلی بیوی سے اس کا ایک لڑکا ہے اور دوسری بیویٔ کی پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے تو زید کا یہ بیٹا اس کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

اب اس مثال سے کوئی اسماعیل جیسا مناظر استدلال کر کے کہے کہ معلوم ہو گیا کہ زید کی دو بیویاں ہیں تو یقیناً ایسے استدلال کو ہر عاقل شخص باطل ہی کہے گا چنانچہ یہ استدلال بھی ایسا ہی ہے۔

شبہ:۸-

مرزا یوسف لکھتا ہے:

وہ ہالہ خواہر خدیجہ کی لڑکیاں تھیں اور چونکہ اس گھر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر) میں پرورش پائی اس لیے وہ دختران رسول کہی گئیں؟

کہنا یہ چاہتا ہے کہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم یہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کی بیٹیاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔

جواب: شیعہ وسنی کتب متفق ہیں کہ سیدہ زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا تھا اور شیعہ وسنی کتب اس پر بھی متفق ہیں کہ ابوالعاص ہالہ بنت خویلد یعنی سیدہ خدیجہ کی بہن کا لڑکا تھا تو کیا ابوالعاص نے اپنی بہن سے نکاح کیا؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب...... شرم تم کو مگر نہیں آتی

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ اس کا ثبوت حاضر ہے:

ا -أم أبی العاص هالة بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ [1]

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

كَانَتْ أُمُّ أَبِي الْعَاصِ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتَ خَدِيجَةَ [2]

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جو سیدہ خدیجہ کی بہن تھی۔

وأم أبی العاص هالة بنت خويلد بن أسد أخت خديجة بينت خويلد لأبيها وأمها [3]

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جو سیدہ خدیجہ کی بہن تھی۔

ا -وأم أبی العاص هالة بنت خويلد، فخديجة خالته [4]

---

[1] الطبقات الکبری لمحمد بن سعد (متوفی ۲۳۰) ج۸ ص:۲۵ ناشر دار الکتب العلمیه

[2] معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی (متوفی ۴۳۰) ج٦ ص:۳۱۹٤ ناشر دار الوطن الریاض

[3] مختصر تاریخ دمشق لابن المنظور (متوفی ۷۱۱) ج۱۸ ص:۱۰۱ ناشر دار الفکر

[4] اعلام الوری باعلام الهدی لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ٥٤۸) ص:۲۷٦ ناشر مؤسسة ال البیت علیهم السلام لاحیاء التراث

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی جو حضرت خدیجہ ان کی خالہ تھیں۔

۲–(أبـو الـعـاص)ابـن الربيع القرشي اسمه لقيط أو مهشم أوهشيم زوج زيـنـب بـنـت الـنـبـي صـلـى الله عليه وآله امه هالة بنت خويلد اخت خديجة رضى الله عنها ❶

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی جو حضرت خدیجہ کی بہن تھی۔

۳–وام أبي العاص هالة بنت خويلد، فخديجة خالته ❷

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی پس خدیجہ اس کی خالہ ہوئی۔

شبہ:۹–

اسماعیل کہتا ہے: لیجیے حضور تو نسوی صاحب: مباہلہ میں صرف فاطمہ آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی وجہ بتلایئے؟ ❸

کہنا یہ چاہتا ہے کہ: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو ان کو نصاری کے ساتھ مباھلہ کے موقع پر بلاتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر سیدہ فاطمہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں بلایا تو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔

جواب: مباھلہ کا واقعہ سن ۹ ہجری میں پیش آیا ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

وفى اليوم الرابع والعشرين من ذى الحجة من سنة (تسع من الهجرة

---

❶ الكنى والالقاب لعباس قمى (متوفى ۱۳۵۹)ج۲ ص:۱۵٦ ناشر مؤسسة النشر الاسلامى التابعة لجماعة المدرسين بقم

❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسى (متوفى ۱۱۱۱)ج ۲۲ ص:۲۰۱ ناشر دار احياء التراث العربى

❸ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۸ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

باهل رسول الله صلی الله علیه و آله بعلی و الحسن و الحسین و فاطمة علیهم السلام نصاری نجران ❶

سن ۹ ہجری ۲۴ ذی الحجۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن وحسین کو لے کر نصاری کے ساتھ مباہلہ فرمایا۔

جبکہ ان بنات رسول کا سن ۹ ہجری سے پہلے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وتزوج رُقَيَّةُ بِنتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قبل المبعث فولدت له عبد الله، وبه كان يكنى، وبابنه عمرو فتوفيت بعد بدر بليال ❷

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال غزوہ بدر کے دوراتیں بعد یعنی سن ۲ ہجری ہوا۔

زَيْنَبُ هَذِهِ كَانَتْ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَكْبَرَ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ الهِجْرَةِ ❸

سیدہ زینب کا انتقال سن ۸ ہجری میں ہوا۔

أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت تحت عتبة بن أبى لهب، فمات قبل أن يدخل بها، وتزوجها عثمان بن عفان بعد رقية، وتوفيت لثمان سنين وشهر وعشرة أيام، بعد مقدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة ❹

سیدہ ام کلثوم کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ۸ سال ایک مہینہ دس دن بعد ہوا۔

---

❶ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۹۵ ص: ۱۹۷ ناشر مؤسسة الوفاء بیروت -لبنان ❷ سیراعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۲ ص: ۴۴۹ اشر دار الحدیث القاهره ❸ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۲۰۳ اشر دار الحدیث القاهره ❹ معرفة الصحابة لابن منده (المتوفی ۳۹۵) ص: ۹۳۰ ناشر مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة

جہاں تک تعلق ہے شیعہ کتب کا تو اختصاراً دو حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

۱-ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

زینب در مدینه در سال هفتم هجرت و به روایتی سال هشتم به رحمت ایزدی واصل شد...... رقیه در مدینه به رحمت ایزدی واصل شد در هنگامی که جنگ بدر رو داد...... ام کلثوم واورا نیز عثمان بعد از رقیه تزویج نمود وگویند که در سال هفتم هجرت برحمت ایزدی واصل شد. (1)

عبارت کا خلاصہ: حضرت زینب کا انتقال سن ۷ ہجری میں ہوا اور ایک روایت کے مطابق ۸ ہجری میں ہوا۔ اور رقیہ کا انتقال غزوہ بدر کے موقع پر (یعنی سن ۲ ہجری) میں ہوا اور ام کلثوم کا انتقال سن ۷ ہجری میں ہوا ہے۔

۲-مرزا یوسف حسین ایک مقام پر اپنا الوسیدھا کرنے کے لیے لکھتا ہے:

اور رقیہ نے سن ۲ ہجری میں انتقال کیا اور زینب نے سن ۷ ہجری میں وفات پائی اور ام کلثوم نے سن ۸ ہجری میں انتقال کیا۔ (2)

لیکن بالفرض اگر وہ زندہ بھی ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں بلایا تو زیادہ سے زیادہ اس میں سیدہ فاطمہ کی فضیلت معلوم ہوگی بقیہ بیٹیوں کا عدم وجود ثابت نہیں ہوگا۔ اگر عدم موجودگی سے مطلقاً عدم وجود پر استدلال کیا جائے تو ام کلثوم بنت علی وفاطمہ اور زینب بنت علی وفاطمہ کے وجود کا بھی انکار کرنا پڑے گا یعنی یہی اعتراض ہوگا کہ علی وفاطمہ کی اولاد میں سے حسن وحسین کو بلایا اور ام کلثوم بنت علی وفاطمہ اور زینب بنت علی وفاطمہ کو نہیں بلایا تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ام کلثوم اور زینب، علی وفاطمہ کی بیٹیاں نہیں

(1) حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ٤ ص:۱۵۰۵ ناشر کتابخانہ ملی ایران قم

(2) البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۲۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

ہیں۔تو جس طرح ام کلثوم بنت علی اور زینب بنت علی کے وجود کا انکار باطل ہے اسی طرح زینب رقیہ اور ام کلثوم کے وجود کا انکار بھی باطل ہے۔

شبہ:۱۰۔

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: چھ ماہ آیت تطہیر کی تلاوت بر دروازہ سیدہ فاطمۃ الزہرا

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ :حَـدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ :الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترمذی شریف ص:۱۷۵ جلد ۲ تسیر ابن کثیر ۴۸۵ جلد ۳ میں ۱۶ حدیثیں ہیں کہ ان کی اولاد اور ان کے شوہر اور اس کے سوا کوئی داخل نہ تھا۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پورے چھ مہینے جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو دروازہ فاطمۃ الزہرا پر گذرتے ہوئے فرماتے:[**الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ**]تو پورے چھ ماہ دروازہ سیدہ پر یہ آیت تلاوت ہوئی اور کسی بیٹی کے دروازہ پر نہ ہوئی؟ [1]

کہنا یہ چاہتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو ان کو آیت تطہیر کے موقع پر اپنی چادر میں داخل کرتے۔اور ان کے دروازہ پر یہ آیت پڑھتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں داخل نہیں کیا اور ان کے دروازہ پر یہ آیت نہیں پڑھی تو اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہیں تھی؟

---

[1] فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۷ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

جواب: چھ ماہ دروازہ پر پڑھنے والی روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی علی بن زید ہے اور یہ ضعیف وشیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ، وَأَبُو حَاتِمٍ :لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقَالَ البُخَارِيُّ، وَغَيْرُهُ :لاَ يُحْتَجُّ بِهِ .وَقَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ :لاَ أَحْتَجُّ بِهِ؛ لِسُوْءِ حِفْظِهِ .وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ : صَدُوْقٌ، وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يُلَيِّنُهُ...... وَقَالَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ :أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بنُ زَيْدٍ وَكَانَ يَقْلِبُ الأَحَادِيْثَ .وَقَالَ الفَلاَّسُ :كَانَ يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ يَتَّقِيْهِ .وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ :ضَعِيْفٌ .وَرَوَى: عَبَّاسٌ ،عَنْ يَحْيَى :لَيْسَ بِشَيْءٍ ...... وَقَالَ العِجْلِيُّ :كَانَ يَتَشَيَّعُ، لَيْسَ بِالقَوِيِّ .وَقَالَ الفَسَوِيُّ :اخْتُلِطَ فِي كِبَرِهِ .وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ :لاَ يَزَالُ عِنْدِي فِيْهِ لِيْنٌ .قُلْتُ :قَدِ اسْتَوْفَيْتُ أَخْبَارَهُ فِي (المِيْزَانِ)وَغَيْرِهِ، وَلَهُ عَجَائِبُ وَمَنَاكِيْرُ . ❶

ابوزرعہ اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے، امام بخاری اور دیگر حضرات کہتے ہیں اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، ابن خزیمہ کہتے ہیں میں اس سے اس کے حافظہ کے برے ہونے کی وجہ سے احتجاج نہیں کرتا، ترمذی نے کہا یہ سچا ہے، سفیان بن عیینہ اس کو لین الحدیث قرار دیتے تھے، حماد بن زید کہتے ہیں کہ یہ اسناد کو الٹا کرتے تھے اور یحیی بن سعید اس سے بچنے کی کوشش کرتے تھے، امام احمد بن حنبل نے کہا یہ ضعیف ہے اور ایک موقع پر فرمایا یہ کچھ بھی نہیں، اور امام عجلی نے کہا یہ شیعہ تھا اور قوی نہیں تھا اور فسوی نے کہا کہ یہ آخری عمر میں مختلط ہو گیا تھا اور دار قطنی نے کہا یہ ہمیشہ میرے نزدیک لین الحدیث رہا، ذہبی فرماتے ہیں میں نے میزان الاعتدال میں اس کی تمام روایات نقل کردی ہیں اس کی روایات عجیب اور منکر ہیں۔ نیز حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

علی ابن زید ابن عبد الله ابن زهير ابن عبد الله ابن جدعان التيمی

❶ سیر أعلام النبلاء للذهبی (المتوفى ۷۴۸هـ) ج۵ ص ۵۱۰، ناشر دار الحديث القاهرة

البصری أصله حجازی وهو المعروف بعلی ابن زید ابن جدعان ینسب أبوه إلی جد جده ضعیف من الرابعة❶

رہا آیت تطہیر کے موقع پر چادر میں داخل ہونا تو یہ ایک خاص فضیلت تھی اور یہ فضیلت فی علم اللہ بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سیدہ فاطمہ کو حاصل ہونی تھی اس لیے داخل نہیں فرمایا لہٰذا ان کا چادر میں داخل نہ ہونا ان کے عدم وجود کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چادر میں عدم وجود سے مطلقاً عدم وجود پر استدلال کیا جائے پھر تو زینب بنت علی اور ام کلثوم بنت علی کے وجود کا انکار کرنا پڑے گا کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد صرف حسن اور حسین تھی کیونکہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور اولاد موجود ہوتی تو اللہ کے رسول ان کو بھی چادر میں داخل کرتے تو یقیناً ایسے استدلال کو شیعہ بھی باطل کہیں گے اسی طرح ہم بھی شیعہ کے اس استدلال کو باطل کہتے ہیں۔

رہا یہ سوال: کیا ام کلثوم بنت علی اور زینب بنت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھیں تو اس کا جواب ہے جی ہاں۔ اس کا ثبوت کتب شیعہ سے حاضر ہے:

والذی یترجح عندنا هو ان ولادة زینب کانت فی الخامسة من الهجرة❷

ہمارے ہاں راجح یہی ہے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت سن ۵ ہجری میں ہوئی ہے۔

(ام کلثوم بنت علی رضی اللہ) آپ کی ولادت ۵ ہجری میں ہوئی۔❸

شبہ: ۱۱-

اسماعیل شیعہ لکھتا ہے:

❶ تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ص: ٤٠١ ناشر دار الرشید سوریا

❷ حیاة السیدة زینب للشیخ جعفر النقدی ص: ۲۲ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

❸ افسانہ عقد ام کلثوم لعبد الکریم مشتاق ص: ۵۷ ناشر رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

[قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى]اے میرے حبیب ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت ہے قریبوں میں ۔

أخرج أَحْمد وَالطَّبَرَانِيّ وَابْن أبي حَاتِم وَالْحَاكِم عَن ابْن عَبَّاس رَضِي اللـه عَـنْهُمَا أَن هَذِه الْآيَة لما نزلت قَالُوا يَا رَسُول الله من قرابتك هَؤُلَاءِ الَّذين وَجَبت علينا مَوَدَّتهمْ قَالَ عَليّ وَفَاطِمَة وابناهما (صواعق محرقہ ص:۱۰۰)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضور آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دو بیٹے ۔ [1]

کہنا یہ چاہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں میں سے صرف سیدہ فاطمہ کا ذکر فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بھی تذکرہ کرتے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر بیٹیوں کا تذکرہ نہیں فرمایا تو اس سے پتہ چل گیا کہ سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بیٹی نہیں تھی؟

جواب: یہ روایت ساقط الاعتبار ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا باطل ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے حسین الاشقر یہ غالی شیعہ اور کذاب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال البخاری :فیه نظر وقال أبو زرعة :منكر الحديث وقال أبو حاتم: ليس بقوی .وقال الجوزجانی :غال شتام للخيرة .وقال ابن عدی...... وذكر لـه مناكير ،قال فی أحدها :البـلاء عندی من الاشقر وقال أبو معمر الهذلی :

[1] فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۴۶ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

كذاب. وقال النسائی والدارقطنی :ليس بالقوی .وأما ابن حبان فذكره فی فی الثقات❶

۱-امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ رواى محل نظر ہے (امام بخاری کے ہاں یہ جرح سخت شمار کی جاتی ہے۔)۲-ابوزرعہ نے کہا یہ منکر الحدیث ہے۳-ابوحاتم نے کہا یہ مضبوط نہیں۔ ۴-جوزجانی نے کہا یہ غالی (شیعہ) ہے اور معزز لوگوں (یعنی صحابہ) کو گالیاں دینے والا ہے۵-ابن عدی نے ان کی منکر روایات نقل کی ہیں اور ایک روایت کے بارے میں کہا کہ یہ مصیبت اشقر کی وجہ سے آئی ہے۔٦-ابومعمر الحزلی نے کہا یہ جھوٹا اور کذاب ہے ۔۷-امام نسائی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے ۸-امام دارقطنی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے۔نیز صرف ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔(یہ قول جمہور محدثین کے خلاف ہے اس لیے قابل قبول نہیں)

نیز اس روایت کے متعلق علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَـذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ فِيهِ مُبْهَمٌ لَا يُعْرَفُ عن شيخ شيعي مخترق وَهُوَ حُسَيْنٌ الْأَشْـقَـرُ وَلَا يُقْبَلُ خَبَرُهُ فِي هذا المحل، وذكر نزول الْآيَةِ فِي الْمَدِينَةِ بَعِيدٌ فَإِنَّهَا مَكِّيَّةٌ وَلَمْ يكن إذ ذاک لفاطمة رضی الله عنها أولاد بالكلية فإنها لم تتزوج بعلی رضی الله عنه إِلَّا بَعْدَ بَدْرٍ مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الهجرة❷

عبارت کا مفہوم: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں حسین الاشقر شیعہ اور روایات گھڑنے والا ہے۔اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ مکرمہ میں سیدہ فاطمہ کی اولاد تو درکنار بلکہ شادی بھی نہیں ہوئی تھی تو اس سے اللہ کے رسول حسن اور حسین کیسے مراد لے سکتے ہیں۔

---

❶میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷٤۸)ج۱ ص:۵۳۱ ناشر دار المعرفة بیروت ❷تفسیر القرآن العظیم لابن كثير الدمشقی (متوفی ۷۷٤)ج۷ ص:۱۸٤ ناشر دار الكتب العلمية

اورحضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ سَاقِطٌ لِمُخَالَفَتِهِ هَذَا الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ...... وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ فِيهِ ضَعِيفٌ وَرَافِضِيٌّ. [1]

یہ سند ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے کیونکہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔اوراس کی سند واہی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف اور رافضی ہے۔

شیخ البانی اس روایت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لما نزلت: (قل لا أسألكم عليه أجراً إلا المودة فی القربی)قالوا:يا رسول الله! ومن قرابتک هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم؟ قال: علی، وفاطمة، وابناهما)باطل أخرجه الطبرانی والقطيعی فی زياداته علی "الفضائل عن حرب بن حسن الطحان:أخبرنا حسين الأشقر عن قيس بن الربيع عن الأعمش عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضی الله عنهما قال فذكره.قلت:وهذا إسناد مظلم، مسلسل بالعلل: الأولى :قيس بن الربيع ضعيف؛ لسوء حفظه الثانية :حسين الأشقر قال الحافظ :صدوق يهم؛ ويلغو فی التشيع .الثالثة:حرب بن حسن الطحان؛ قال فی "الميزان:"ليس حديثه بذاک .قاله الأزدی."وأما ابن حبان؛ فذكره فی "الثقات"؛ كما فی "اللسان!"قلت:فأحد هؤلاء الثلاثة هو العلة؛ فإن الحديث منكر ظاهر النكارة؛بل هو باطل وذلک من وجهين:الأول:أن الثابت عن ابن عباس فی تفسير الآية خلاف هذا، بل صح عنه إنكاره علی سعيد بن جبير ذلک؛ فقد روی شعبة:أنبأنی عبد الملک قال:سمعت طاوساً يقول:سأل رجل ابن عباس المعنی عن قوله عز وجل:(قل لا أسألكم عليه أجراً إلا

---

[1] فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) ج۸ ص۵۶۴، ناشر دار المعرفة بیروت

المودة فی القربی)فقال سعید بن جبیر:قرابة محمد صلی الله علیه وسلم قال ابن عباس :عجلت؛إن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن بطن من قریش إلا لرسول الله صلی الله علیه وسلم فیهم قرابة فنزلت:(قل لا أسألکم علیه أجراً إلا المودة فی القربی):إلا أن تصلوا قرابة ما بینی وبینکم...... والآخر:أن الآیة مکیة؛ کما جزم بذلک غیر واحد من الحفاظ، کابن کثیر وابن حجر وغیرهما. فکیف یأمر الله بمودة أبناء علی وفاطمة وهما لم یتزوجا بعد؟!ولهذا قال الحافظ فی "الفتح"بعد أن ساق حدیث الترجمة :-وإسناده واه، فیه ضعیف ورافضی.وهو ساقط لمخالفته هذا الحدیث الصحیح❶

یہ روایت باطل ہےاور یہ سند تاریک ہے جس میں کئی ساری علتیں ہیں۔۱-اس میں قیس بن ربیع حافظہ کے خراب ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۲-حسین الاشقر غالی شیعہ ہے۳-ازدی فرماتے ہیں:حرب بن حسین کی روایت اتنی مضبوط نہیں ہوتی ہے۔ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے نیز ان تین علتوں کےعلاوہ اس روایت کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری میں اس تفسیر کے خلاف ثابت ہے وہ روایت اس طرح ہے کہ: طاؤس کہتے ہیں ایک شخص نے ابن عباس سے اس آیت کریمہ [**قل لا أسألکم علیه أجراً إلا المودة فی القربی**]کے معنی کے بارے میں پوچھا تو سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس کے سامنے کہا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں تو ابن عباس نے فرمایا اے سعید تو نے جلدی سے کام لیا قریش کے تمام کے تمام قبیلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں لہٰذا یہ آیت کریمہ ان سب کی

---

❶سلسلة الاحادیث الضعیفة لناصر الدین البانی (متوفی ١٤٢٠)ج١٠ ص:٧٢٣ ناشر دار المعارف– الریاض

رشتہ داری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ بہت سارے حفاظ مثلاً ابن کثیر، ابن حجر وغیرہما نے اس بات پر یقین کا اظہار کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ (یعنی سورہ شوری) مکی ہے تو جب مکہ میں حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی تھی تو اللہ پاک ان کی اولاد کی محبت کا حکم کیسے فرمارہے ہیں؟ اسی وجہ سے حافظ نے فتح الباری میں کہا: یہ سند ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے کیونکہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اور اس کی سند واہی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف اور رافضی ہے۔

نیز حیرت کی بات یہ ہے کہ اسماعیل نے جس کتاب یعنی صواعق محرقہ سے یہ روایت پیش کی ہے تو مصنف ابن حجر ہیثمی نے اس روایت کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی غالی رافضی ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَفِی سَنَده شیعی غال لکنه صَدُوق [1]

اور محدثین کے ہاں اصح قول کے مطابق رافضی اور غالی شیعہ کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱ -الصَّوَابُ أَنَّهُ لا يَقْبَلُ رِوَايَةَ الرَّافِضَةِ وَسَابِّ السَّلَفِ [2]

صحیح قول یہ ہے کہ رافضی اور سلف کو گالی دینے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

فائدہ: شیعہ، شیعہ غالی، رافضی، رافضی غالی کسے کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

والتشیع محبَّة علی وتقدیمه علی الصحابة فَمن قدمه علی أبی بکر وَعمر فَهُوَ غال فِی تشیعه وَیُطلق عَلَیْهِ رَافِضِی وَإِلَّا فشیعی فَإِن انضاف إِلَی ذَلِک السب أَو التَّصْرِیح بالبغض فغال فِی الرَّفْض [3]

---

[1] الصواعق المحرقة لابن حجر الهیثمی (متوفی ٩٧٤)ج٢ ص:٤٨٧ ناشر مؤسسة الرسالة

[2] تدریب الراوی لجلال الدین السیوطی (متوفی ٩١١)ج١ ص:٣٨٦ ناشر دار طیبه

[3] فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢)ج١ ص:٤٥٩ ناشر دار المعرفة بیروت

علی کے ساتھ محبت کرنا اور اس کو دیگر صحابہ (یعنی عثمان) پر مقدم سمجھنا یہ تشیع ہے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پر مقدم کرے وہ غالی شیعہ ہے اور اس کو رافضی بھی کہا جاتا ہے اور جو صحابہ کرام کو برا بھلا بولے یا ان کے ساتھ بغض رکھے وہ غالی رافضی ہے۔

شبہ:۱۲:-

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹی خمس میں سے روز بدر عطا فرمائی جب میں فاطمہ بنت رسول کو اپنے گھر لانے کی تیاری کررہا تھا پس فاطمہ آیت خمس میں شامل...... دیکھو حضرات اس آیت میں صرف فاطمہ ہے تو نسوی کوئی دوسری بیٹی دکھلائے؟ ❶

شیعہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما کو سہم ذوی القربی یعنی مال غنیمت کے خمس میں سے دیا جاتا تھا لیکن دیگر بنات رسول کو خمس دیے جانے کا کوئی ذکر نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟

جواب: اولاً تو آپ سے سوال ہے کہ کیا خمس لینا فرض یا واجب تھا کہ لینا ضروری ہو؟ اور نہ لینا جرم ہو؟ جب لینا ضروری نہیں تھا تو اس لیے نہیں لیا اس میں اشکال کی کیا بات ہے؟

نیز خمس کا ملنا ضرورت پر موقوف تھا جیسے کہ مروی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے لیے خمس میں حصہ نکال کر دینا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سال ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہمیں نہ دیا جائے بلکہ ہمارا وہ حصہ دیگر ضرورتمند لوگوں پر تقسیم کیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ اوروں پر تقسیم کر دیا۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام، يَقُولُ:

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۳۹ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالْعَبَّاسُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هَذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَأَقْسِمْهُ حَيَاتَكَ كَيْ لَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ فَافْعَلْ؟ قَالَ :فَفَعَلَ ذَلِكَ، قَالَ :فَقَسَمْتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ:بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ[1]

تو جب ثابت ہو گیا کہ خمس کا ملنا ضرورت پر موقوف تھا تو بہت ممکن ہے کہ دیگر بنات رسول ضرورتمند نہ ہونے کی وجہ سے نہ لیتی ہوں جیسے کہ حضرت علی نے بھی بالآخر نہیں لیا۔لہذا خمس نہ لینے سے اعتراض کرنا بے جا ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بنات بھی لیتی ہوں لیکن اس کا ذکر ہم تک منقول نہ ہو سکا تو عدم ذکر عدم وجود کی دلیل نہیں۔

شبہ:۱۳-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی گواہی کے آخری نبی کی ایک ہی بیٹی پیدا ہو گی۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ج۴ص:۵۹ پ۱۳ سورہ رعد آیت ۲۹[الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ]وَأخرج ابْن أبي حَاتِم عَن فرقد السبخي - رَضِي الله عَنهُ -قَالَ :أوحى الله إِلَى عِيسَى ابْن مَرْيَم عَلَيْهِ السَّلَام فِي الإِنجيل......خذ الْكتاب بِقُوَّة قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام :أَي رب أَي كتاب آخذ بقوّة قَالَ:خُذ كتاب الإِنجيل بقوّة ففسره لأهل السريانية

[1] سنن ابی داؤد لسلیمان بن الاشعث (متوفی ۲۷۵)ج۳ ص:۱٤۷ ناشر المکتبة العصرية

وَأَخْبِرهُمْ إِنِّی أَنا الله لا إِلَه إِلَّا أَنا الْحَیّ القیوم البدیع الدَّائِم الَّذِی لا زَوَال لَهُ فآمنوا بِاللَّه وَرَسُوله النَّبِی الْأُمِّی الَّذِی یکون فِی آخر الزَّمَان فصدقوه واتبعوه...... الَّذِی إِنَّمَا نَسْله من الْمُبَارکَة یَعْنِی خَدِیجَة یَا عِیسَی لَهَا بَیت من لُؤْلُؤ من قصب موصل بِالذَّهَب لَا یسمع فِیهِ أَذًی وَلَا نصب لَهَا ابْنة یَعْنِی فَاطِمَة وَلها ابْنَانِ فیستشهدان یَعْنِی الْحسن وَالْحُسَیْن

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی......(اپنی امت سے کہہ دے) ایمان لائیں اللہ اوراس کے رسول پر وہ رسول جو نبی امی ہے جو آخری زمانے میں آئے گا اس کی تصدیق کرو اوراس کی پیروی کرو......اس کی نسل خدیجہ خاتون سے ہوگی جو برکت والی ہے۔اے عیسیٰ خدیجہ کے لیے جنت میں گھر ہے جو ایسے موتیوں سے بنا ہوا ہے جن میں سوراخ نہیں ہوگا اوراس میں سونے کی ملاوٹ ہوگی اس گھر میں تکلیف اور تھکاوٹ نہیں ہوگی اس خدیجہ کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہے اوراس فاطمہ کے دو بیٹے ہونگے ایک حسن اور دوسرا حسین اور وہ دونوں شہید ہوں گے۔...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اس بات کی تو گذرے ہوئے زمانہ کے نبیوں کو اللہ پاک خبر دے چکا تھا کہ آخری نبی کی جناب خدیجہ سے صرف ایک لڑکی ہوگی جس کا نام فاطمہ ہے اس فاطمہ کے دو بیٹے ہوں گے ایک حسن اور ایک حسین اور وہ دونوں شہید ہونگے۔ ①

جواب: اولاً تو نجفی صاحب نے [لها ابنة] کا ترجمہ غلط کیا کہ (س خدیجہ کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہے) جبکہ ترجمہ صرف اتنا ہے کہ اس کی بیٹی ہوگی جس کا نام فاطمہ ہوگا۔البتہ (ہی) کا لفظ اپنی فیکٹری سے بنایا۔اسی طرح آگے نتیجہ نکالا [آخری نبی کی جناب خدیجہ سے صرف ایک لڑکی ہوگی] تو عبارت میں (صرف) کا لفظ بھی نہیں ہے نجفی صاحب نے اپنی فیکٹری سے بنایا۔کیونکہ اگر [لها ابنة] کا ترجمہ صرف ایک بیٹی ہوجائے تا کہ بنات

① قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۱۲-۲۱۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

ثلاثہ کی نفی ہوجائے پھرتو [ولها ابنان] کا ترجمہ ہوجائے گا کہ سیدہ فاطمہ کے صرف دو بیٹے ہونگے بقیہ اولاد یعنی محسن، زینب اور ام کلثوم کی بھی نفی ہوجائے گی اور اس بقیہ اولاد کی نفی شیعہ مذہب کے مطابق باطل ہے تو بنات ثلاثہ کی نفی بھی باطل ہوگی۔

ثانیاً: یہ روایت غیر معتبر ہے کیونکہ ابن ابی حاتم اس روایت کو نقل کرتے ہیں فرقد السبخی سے، فرقد السبخی کا ۱۳۱ ہجری میں انتقال ہوا ہے جبکہ ابن ابی حاتم کی ولادت سن ۲۴۰ ہجری میں ہوئی ہے (سیر اعلام النبلاء) اس سے معلوم ہوا کہ ابن ابی حاتم کی فرقد السبخی سے ملاقات ہی ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت اس حیثیت سے منقطع ہوئی۔ نیز فرقد السبخی صغار تابعین میں سے ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی الخ تو ظاہر ہے کہ فرقد السبخی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیاں کم از کم چھ سو سال کا فاصلہ ہے تو اس نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیسی سنی؟

نیز فرقد السبخی غیر معتبر راوی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

فرقد السبخی...... قال أبو حاتم :ليس بقوى .وقال ابن معين :ثقة. وقال البخارى:فى حديثه مناكيروقال النسائى:ليس بثقة .وقال أيضا :هو والدارقطنى ضعيف...... وقال حماد بن يزيد:ذكر فرقد عند أيوب فقال:لم يكن بصاحب حديث .وقال يحيى القطان:ما يعجبنى الرواية عن فرقد[1]

ابن ابی حاتم کے والد ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے اور امام بخاری کہتے ہیں اس کی منکر احادیث ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ نہیں اور دارقطنی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور ایوب نے کہا یہ اصحاب حدیث میں سے نہیں تھا۔ یحیٰ القطان کہتے ہیں مجھے فرقد سے روایت لینا اچھا نہیں لگتا۔

لہٰذا جب جمہور محدثین کے نزدیک یہ راوی ضعیف و غیر معتبر ہے تو اس کی روایت کا

[1] میزان الاعتدال للذهبى (متوفى ٧٤٨) ج٣ ص:٣٤٥ ناشر دار المعرفة بيروت

حکم بھی یہی ہوا کہ اس کی روایت غیر معتبر ہے۔لہٰذا اس روایت سے شیعہ کا استدلال باطل ہوا۔ نیز جمہور محدثین کے مقابلے میں ابن معین کا قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

نیز اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی زیادہ سے زیادہ سیدہ فاطمہ کی فضیلت تو ثابت ہوگی لیکن بنات ثلاثہ کی نفی نہیں ہوگی کیونکہ اگر اس سے بنات ثلاثہ کی نفی پر استدلال کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ کے علاوہ تمام اولاد کی نفی ہوجائے گی جبکہ شیعہ سنی متفق ہیں کہ طیب طاہر قاسم ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے۔اگر سیدہ فاطمہ کے ذکر سے بیٹوں کی نفی نہیں ہوتی ہے تو بنات ثلاثہ کی نفی بھی نہیں ہوگی۔

نیز آپ سے سوال ہے: چونکہ اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف ایک زوجہ خدیجہ کا ذکر ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زوجات کی نفی ہوگئی؟ اگر سیدہ خدیجہ کے ذکر سے دیگر ازواج مطہرات کی نفی نہیں ہوتی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر سے دیگر بنات کی نفی کیوں؟

شبہ:۱۴-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

الریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

روی أبو سعید فی شرف النبوة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی: أوتیتَ ثلاثا لم یؤتهن أحد ولا أنا :أوتیت صهرًا مثلی ولم أؤت أنا مثلک وأوتیت زوجة صدیقة مثل ابنتی ولم أؤت مثلها زوجة,وأوتیت الحسن والحسین من صلبک، ولم أؤت من صلبی مثلهما، ولکنکم منی وأنا منکم.

نبی کریم نے جناب امیر سے فرمایا تھا کہ آپ کو تین فضیلتیں ایسی دی گئیں ہیں جو کسی

ایک کونصیب نہیں ہوئیں اور نہ ہی مجھے۔آپ کو میرے جیسا سسر ملا اور مجھے ایسا شرف نہ ملا آپ کو میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی لیکن مجھے اس کی مثل (صدیقہ) زوجہ نہیں ملی آپ کو حسن حسین جیسے اپنی صلب سے ملے اور مجھ کو اپنی صلب سے ان کی مثل بیٹے نہ ملے لیکن آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ داماد رسول ہونا یہ فضیلت صرف حضرت علی کی ہے کیونکہ [**لم یؤتھن أحد**] ایسا جملہ ہے جس میں احد نکرہ ہے اور سیاق نفی میں عموم کا فائدہ دے رہا ہے ہمارے نبی نے ایسا کلام فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے جیسا سسر کسی کا ہو یہ فضیلت صرف علی بن ابی طالب میں ہے؟ ❶

جواب: صاحب الریاض النضرہ محبّ الدین طبری (متوفی ۶۹۴) نے یہ روایت ابو سعید کی کتاب شرف النبوۃ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

روی أبو سعید فی شرف النبوۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی :أوتیتَ ثلاثا لم یؤتھن أحد ولا أنا :أوتیت صھرًا مثلی ولم أؤت أنا مثلک وأوتیت زوجۃ صدیقۃ مثل ابنتی ولم أؤت مثلھا زوجۃ ,وأوتیت الحسن والحسین من صلبک، ولم أؤت من صلبی مثلھما، ولکنکم منی وأنا منکم ❷

ابوسعید سے مراد ابوسعید عبدالملک بن محمد النیسابوری، الخرکوشی. (المتوفی ۴۰۶) ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے شرف المصطفی جس کا دوسرا نام ہے شرف النبوۃ جیسے کہ شرف المصفطفی پر تحقیق کرنے والے محقق نے وضاحت کر دی ہے ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص: ۲۰۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الدین الطبری (متوفی ٦٩٤) ج٣ ص: ١٧٢ ناشر دار الکتب العلمیہ

أن لـه مـن الـمصنفات: شرف المصطفى، وهو هذا الكتاب الذى بين أيدينا، والذى ربما عبر عنه من ترجم له بدلائل النبوة أو شرف النبوة❶

بلا شک ان کی تصنیفات میں سے ایک کتاب شرف المصطفیٰ ہے یہ وہی کتاب جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کو بسا اوقات اس مصنف کی حالات نقل کرنے والے دلائل النبوۃ یا شرف النبوۃ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور اس سے پہلے لکھتے ہیں:

بـقـى أن نشيـر إلـى بـعض من تعرض لذكر الكتاب أو أشار إليه بغير اسـمه: فـمـنهـم الـحـافـظ الـسـمـعـانى عند ترجمته للمؤلف فى الأنساب قـال: صـنف فـى عـلـوم الشـريـعة ودلائـل الـنبوة كذا وفـى سيـر العبـاد والزهاد. وقـال الحافظ الذهبى فى تاريخه، وفى سيره أيضا: له تفسير كبير وكتـاب دلائل النبوة، وكتاب الزهد والذى يظهر لى والله أعلم أنهما عنيا بـالـدلائـل هـذا الـكتـاب الـذى نحن بصدده، ذلك أنى لم أر أحدا جمع بينهمابأن قال مثلا: لـه شرف المصطفى ودلائل النبوة اللهم إلا ما كان من صـاحـب هدية العارفين الذى حكى أن له شرف المصطفى وشرف النبوة، ولا يخفى ما فى قوله من البعد إن أريد حقيقة الاسمين وأنهما له لا الإشارة بالثانى لمعنى ما تضمنه الأول❷

عبارت کا خلاصہ: اب ہم ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کا تذکرہ کیا یا اس کی طرف بغیر نام لیے اشارہ کیا۔ ان حضرات میں سے ایک حافظ سمعانی

❶شرف المصطفى لابى سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشى (متوفى ٤٠٦) ج١ ص: ٢٦ ناشر دار البشائر الاسلاميه ❷شرف المصطفى لابى سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشى (متوفى ٤٠٦) ج١ ص: ٢٥ ناشر دار البشائر الاسلاميه

رحمہ اللہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس مؤلف خرکوشی نے دلائل النبوۃ لکھی اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے دلائل النبوۃ لکھی۔ مجھے جو بات سمجھ میں آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں حضرات کی اس کتاب سے مراد یہی کتاب ہے جس کے ہم درپے ہیں یعنی شرف المصطفی کیونکہ میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ اس کی تصنیفات لکھتے وقت اس کی دو کتابوں کا اس طرح تذکرہ کرے کہ اس کی ایک کتاب شرف المصطفی ہے اور دوسری کتاب شرف النبوۃ ہے۔ ہاں صرف صاحب ہدیۃ العارفین نے ایسی بات کی ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اگر حقیقت میں ان کتابوں کو دو کتابیں مانا جائے تو یہ بات کوسوں دور ہے۔

بحرحال ثابت ہو گیا کہ شرف النبوۃ کتاب سے مراد شرف المصطفی ہے۔

اب جان لو کہ اس کتاب میں اکثر روایات بلا سند ذکر کی گئی ہیں اور یہ روایت بھی ان ہی روایات میں سے ہے یعنی بے سند ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وعنه صلى الله عليه وسلم أنه قال لعلى بن أبى طالب رضى الله عنه: أوتيت ثلاثا لم يؤتهن أحد ولا أنا–أوتيت صهرا مثلى ولم أوت أنا مثلى، وأوتيت صدّيقة مثل ابنتى ولم أوت مثلها زوجة، وأوتيت الحسن والحسين من صلبك ولم أوت من صلبى مثلهما،ولكنكم منى وأنا منكم[1]

قارئین کرام آپ نے پڑھ لیا کہ یہ روایت بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی جا رہی ہے جبکہ علامہ خرکوشی سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کا کوئی ذکر نہیں ہے اور بے سند روایت کی دینی امور کے اثبات میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسے کہ اہل سنت کے ایک عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ لکھتے ہیں:

قال عبد الفتاح واذا كان الحديث لا اسناد له فلا قيمة له ولا يلتفت

---

[1] شرف المصطفى لابى سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشى (متوفى ٤٠٦) ج١ ص:٢٥ ناشر دار البشائر الاسلاميه

الیـه اذا الاعتماد فی نقل کلام سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الینا انـمـا هـو علی الاسناد الصحیح الثابت او ما یقع موقعه وما لیس کذالک فلا قیمة له ❶

اور جب حدیث کی سند ہی نہ ہوتو وہ بے قیمت اور غیر قابل التفات ہے، کیونکہ ہماری طرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کونقل کرنے میں اعتماد صرف اسی سند پر ہوسکتا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو اور جو حدیث ایسی نہ ہو تو وہ بے قیمت ہے۔

اسی طرح غلام حسین نجفی خود بھی ایک روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: **مذکورہ روایت بلا سند ہے کیوں کہ ان راویوں کا نام مذکور نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ ❷**

اور وکیل اہل تشیع عبد الکریم مشتاق ایک روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: پانچویں روایت کی سند معلوم نہیں ہے۔

لہٰذا جب روایت بے سند ہوئی تو اس سے بنات اربعہ کے انکار پر استدلال باطل ہوا۔

اور اسماعیل صاحب ایک روایت کو رد کرتے ہوئے کہتا ہے:

یہ روایات مجہول السند ہیں، مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب کوئی صحیح روایت پیش کرو مجہول روایات پیش نہ کرو۔ ❸

مجہول السند تاریخی روایات پیش نہ کرو۔ ❹

شبہ: ۱۵-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

---

❶ المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع بتحقیق الشیخ ابی غده (المتوفی ١٤١٧) ص: ١٨ ناشر مؤسسة الرسالة

❷ سہم مسموم ص: ۳۶۸ ❸ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۰۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❹ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۰۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ص:۲۹۴ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۳۰۔اہل سنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ ج۱ ص:۶۷ ذکرالتزویج:

[لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ.]عن ابْن مرْدَوَيْه عَن أنس قَالَ :قَرَأَ رَسُول الله (لقد جَاءَكُم رَسُول من أَنفسكُم)فَقَالَ عَليّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ:يَا رَسُول الله مَا معنى (أَنفسكُم) فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنا أَنفسكُم نسبا وصهرا وحسبا لَيْسَ فيَّ وَلَا فِي آبَائِي من لدن آدم سفاح كلهَا نِكَاح

راوی کہتا ہے کہ حضور نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: کہ تحقیق تمہارے پاس آیا رسول [مِنْ أَنْفُسِكُم]حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کی یارسول اللہ[أَنْفُسِكُم] کا کیا معنی ہے؟ تو حضور پاک نے فرمایا کہ میں تم میں زیادہ نفیس ہوں از روئے نسب کے اور داماد کے اور حسب کے۔مجھ میں اور میرے آباؤ واجداد میں آدم سے لے کر مجھ تک سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں کوئی غلط نکاح نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ میرے داماد جیسا کسی کا داماد نہیں ہے اور فخر تب درست ہے جب وہ تین لڑکیاں جو کفار سے بیاہی گئی تھیں حضور پاک کی حقیقی لڑکیاں نہ ہوں اگر ان کو حقیقی مان لیا جائے تو ان کے نکاح تو کفار کے ساتھ بھی ہوئے ہیں اور کافر داماد ملنے پر تو ایک عام آدمی بھی فخر نہیں کرتا۔ [1]

جواب: اولاً تو یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح بے سند ہے لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی روایت کا تھا یعنی غیر مقبول ہے۔

ثانیاً: مذکورہ روایت میں کافر دامادوں پر فخر نہیں کیا جارہا کیونکہ کافر دامادوں عتبہ اور

[1] قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۱۵-۲۱۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

عتیبہ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچیوں کو نبوت ملنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی یہاں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دامادوں پر فخر فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب ابو العاص بھی مؤمن بن چکا تھا اور ظاہر ہے ایمان کے بعد وہ بھی قابل فخر بن گئے جیسے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کی اس طرح تعریف فرمائی:

لقدصاهرنا أبو العاص فأحمدنا صهره [1]

ابوالعاص نے ہماری دامادی اختیار کی اور اس کی یہ دامادی قابل تعریف ہے۔

شبہ:۱۶-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جناب فاطمہ کی بچپن کی خدمات: بخاری چہارم کی عبارت ملاحظہ ہو: **عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ :وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ، فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاَهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ...... قَالَ عَبْدُ اللَّهِ :فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى**

راوی کہتا ہے کہ نبی پاک کعبے کے سائے میں نماز پڑھتے تھے اور مکہ میں کسی جگہ کچھ اونٹ نحر کیے گئے تھے ابوجہل اور کچھ اور لوگوں نے کچھ آدمی بھیجے اور وہاں سے کچھ گندگی اور غلاظت منگوائی اور اس گندگی کو حضور پر ڈال دیا پس جناب فاطمہ آئیں اور اس گندگی کو حضور پاک سے ہٹایا حضور پاک نے بددعا فرمائی کہ خدایا قریش کو اپنی گرفت میں لے خصوصاً ابو جہل، عتبہ اور شیبہ نیز اور چند لوگوں کے نام لیے راوی کہتا ہے کہ میں نے ان تمام لوگو کو

---

[1] بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۱۹ ص:۳ ناشر دار احیاء التراث العربی

جنہیں حضور نے بددعا کی تھی دیکھا کہ ان کے مردے بدر کے کوئیں میں پڑے تھے۔......
اولاد کو اپنے باپ سے فطری ہمدردی ہے اگر اولاد کمسن بھی ہوتو بھی وقت مصیبت ان کی خدمت کرتی ہے۔ نبی کریم نے جب اعلان نبوت فرمایا کفار قریش نے حضور کو بہت اذیت پہنچائی اور جناب فاطمہ زہرا کا اپنے باپ کی مصیبت میں خدمت کرنا بخاری شریف سے ثابت ہے۔ اگر نبی کریم کی کوئی اور بھی لڑکی تھی تو وہ بھی نبی کریم کی خدمت کرتی۔ اس باب میں تاریخ اسلام کی خاموشی سے تعجب ہوتا ہے کہ ایک کا کمسنی کے باوجود اپنے باپ کی مصیبت میں شریک ہونا اور دوسروں کا باوجود بالغ ہونے کے باپ کی خبر نہ لینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ❶

جواب: اولاً تو غلام حسین نجفی سے سوال ہے کہ یہ اصول آپ کہاں سے لائے کہ اگر کسی مشکل وقت میں کسی باپ کو کوئی بچہ کام آئے اور دوسرا وہاں نہ پہنچ سکے تو وہ اس کا حقیقی بچہ نہیں اگر یہ اصول آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تو ہم آپ کی بات تسلیم کرتے یا کم از کم شیعہ اصول کے مطابق آپ کسی اپنے امام سے ثابت کرتے تو کم از کم آپ کی بات شیعہ مذہب میں تو وقعت رکھتی۔ اب تو یہ بات [هباء منثورا] کا مصداق بن گئی۔

نیز اس موقع پر بنات ثلاثہ کی غیر حاضری سے ان کے عدم اولاد ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں بہت ممکن ہے کہ اس وقت کعبہ میں سیدہ فاطمہ رسول اللہ کے ساتھ ہوں اور دیگر بنات گھر میں ہوں نیز [جائت] سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گھر سے آئی بہت ممکن ہے کہ وہاں کسی قریبی جگہ میں ہی کھڑی تھیں اس جگہ سے آئیں۔ نیز اگر غیر حاضری سے عدم وجود پر استدلال کیا جائے پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کے وجود کا بھی انکار کرنا پڑے گا کہ وہ کیوں نہیں آئی؟ لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہی نہیں تھی۔ تو

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول لغلام حسین نجفی ص: ۲۳۳ تا ۲۳۵ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

یقیناً ایسے معترض کو شیعہ بھی ضدی اور ہٹ دھرم کہے گا اسی طرح نجفی صاحب کو بھی ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہٹ دھرم اور ضدی ہے۔

شبہ: ۱۷-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: جناب فاطمہ زہرا کی جنگ احد میں نبی کریم سے ہمدردیاں صحیح بخاری چہارم کی عبارت ملاحظہ ہو: قال يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَهُشِمَتِ البَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ

راوی کہتا ہے کہ جنگ احد میں نبی کریم کا چہرہ زخمی ہو گیا اور ایک دانت ٹوٹ گیا اور حضور کے سر پر خود ٹوٹ گیا۔ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ حضور کے خون کو دھوتی اور حضرت علی ڈھال میں پانی بھر کر (ان کے زخم پر) ڈالتے تھے۔ جب بی بی نے دیکھا کہ خون نہیں رک رہا تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا جب وہ راکھ ہوگئی تو اس کو زخم پر لگایا پس خون رک گیا۔...... نبی کریم کے زخمی ہونے کی خبر جب مدینہ پاک میں حضور کی بیٹی فاطمہ زہرا نے سنی تو فوراً میدان احد میں پہنچی اور اپنے باپ کے غم میں شریک ہوئی اور مرہم پٹی کی۔ بقول وہابیوں کے عثمان کے گھر نبی کریم کی بیٹی ام کلثوم تھی اور اس وقت زندہ تھیں۔ ہم کہتے ہیں اگر بیٹی تھیں تو اس کو حضور کے زخمی ہونے کا صدمہ کیوں نہ ہوا اور وہ بھی جناب فاطمہ کے ساتھ نبی کریم کی احوال پرسی اور مرہم پٹی کی خاطر میدان احد میں کیوں نہ پہنچی؟ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ ام کلثوم زوجہ عثمان نبی پاک کی حقیقی بیٹی نہ تھی؟ [1]

---

[1] قول مقبول فی اثبات وحدة بنت الرسول لغلام حسین نجفی ص: ۲۳۶ تا ۲۳۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

جواب: چونکہ شبہ نمبر ۱۶ اور ۱۷ دونوں کی نوعیت ایک ہے تو شبہ نمبر ۱۷ کے جواب کو بھی شبہ نمبر ۱۶ کے جواب پر قیاس کریں۔

شبہ: ۱۸-

مرزا یوسف لکھتا ہے: محققین اہل سنت کا بنات رسول سے انکار..... مولوی محمد حیات خلیلی سنبھلی حاشیہ ابوداؤد: ص: ۱۵۷..... کتاب الجہاد سے اس باب میں جہاں جنگ بدر میں ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف کے گرفتار ہونے پر ان کی زوجہ زینب نے گردن بند فدیہ کے واسطے روانہ کیا تھا اس کے حاشیہ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں: [**قوله فی فداء ابی العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف زوج زینب امها هاله بنت خویلد اخت خدیجه من الاب**] ان کا قول العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف کے فدیہ میں جو زینب کے شوہر تھے ان کی ماں ھالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن یعنی صرف باپ کی جانب سے تھیں۔ ❶

سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص: ۲۹۳ جلد ۴ طبع مصر [**وَكَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ أَبِي هَالَةَ بْنِ مَالِكٍ، أَحَدِ بَنِي أُسَيِّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ، حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَزَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي هَالَةَ**] وہ اس سے قبل ابو ہالہ کے عقد میں تھیں۔ جو مالک بن احمد بن السید کا فرزند تھا۔ ابو ہالہ سے ہند اور زینب پیدا ہوئے۔ تاریخ خمیس جلد اول دیار بکری ص: ۳۹۷ طبع مصر [**ثم خلف علیها بعده أبو هالة فولدت له ولدا یقال له هند وبنتا یقال لها هاله وزینب وکانت تکنی ام هند وتدعی الطاهره**] ان کے بعد ان کا ابو ہالہ سے عقد ہوا ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسے ہند کہتے تھے اور لڑکی پیدا ہوئی جسے ہالہ اور زینب کہتے تھے اور ان کی کنیت ہند تھی اور طاہرہ کہہ کر بلائی جاتی

❶ [سیرۃ ابن ہشام حاشیہ زاد المعاد ابن قیم ص: ۳۴۴ طبع میمنہ مصر] آنحضرت سے قبل خدیجہ ابو ہالہ کے عقد میں تھیں جن سے ہند اور زینب پیدا ہوئے۔

تھی۔تاریخ خمیس دیار بکری ص:۲۹۸جلد اول طبع مصر و أمّا الجاریتان المذکورتان فی أولاد خدیجة قبل رسول الله فلم اجد من أخبارهما بشیء

لیکن وہ دولڑکیاں جن کا آنحضرت سے قبل اولاد خدیجہ سے ذکر کیا جاتا ہے پس مجھے ان کی خبروں کے متعلق کچھ نہیں ملا۔ ❶

جواب: قارئین کرام ان تمام کتب کے حوالے آپ بار بار پڑھیں عربی عبارات بھی پڑھیں اوران کا ترجمہ بھی پڑھیں اور دیکھیں کہ ان محولہ کتابوں میں سے کس کتاب میں کسی سنی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں نہیں ہیں؟ یا کس نے لکھا ہے کہ یہ چارلڑکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہیں ہیں؟ غلط بیانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے مرزا صاحب کے غلط بیانی کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔

جہاں تک تعلق ہے شرح سنن ابی داؤد کی عبارت کا وہ یہ([قوله فی فداء ابی العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف زوج زینب امها هاله بنت خویلد اخت خدیجه من الاب] ان کا قول العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمّس بن عبد مناف کے فدیہ میں جو زینب کے شوہر تھے ان کی ماں ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن یعنی صرف باپ کی جانب سے تھیں۔) تو یہاں مرزا صاحب نے جو عربی عبارت کا ترجمہ کیا ہے کہ ان کی ماں ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ کس کی ماں ہالہ ہے حضرت زینب کی یا ابو العاص کی اگر مرزا صاحب کی مراد ابو العاص کی ماں ہے پھر تو کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ عبارت کا مطلب یہ ہوگیا کہ زینب کے شوہر ابو العاص کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا جو حضرت خدیجہ کی بہن تھی تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے؟ یہی تو اہل سنت بھی کہتے ہیں کہ حضرت زینب کا شوہر ابو العاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ کا بیٹا ہے۔اور اگر مرزا

---

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف ص:۱۰۲تا۱۰۴ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

صاحب کی (ان کی ماں) سے مراد حضرت زینب کی ماں ہے تو پھر اشکال کی بات ہے کیونکہ اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت زینب حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹی تھی اور میں باب ثامن شبہ نمبر ۸ کے تحت کتب شیعہ اور کتب اہل سنت سے متعدد حوالے نقل کر چکا ہوں کہ ابوالعاص کی والدہ کا نام بھی ہالہ بنت خویلد خواہر خدیجہ ہے پھر تو العیاذ باللہ مطلب یہ ہوگا کہ ہالہ کی بیٹی زینب کا نکاح ہالہ کے بیٹے ابوالعاص سے ہوا العیاذ باللہ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ (ان کی ماں) سے ابوالعاص کی ماں مراد لی جائے تو عبارت کا مطلب صحیح بنتا ہے اور اگر (ان کی ماں) سے حضرت زینب کی ماں مراد لیا جائے تو عبارت کا مطلب غلط ہو جاتا ہے اس لیے (ان کی ماں) سے ابوالعاص کی ماں مراد لینا واجب ہوا۔

نیز جہاں تک تعلق ہے کتاب کی عبارت کا تو حق بات یہی ہے کہ یہاں کتابت کی غلطی ہوگئی ہے اصل میں عبارت تھی [زوج زینب امه هاله] لیکن کتابت کی غلطی کی وجہ سے ضمیر مؤنث بن گیا یعنی [زوج زینب امها هاله] لہٰذا اس عبارت میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے گڑبڑ آ گئی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے سیرۃ ابن ہشام کی روایت کا تو یہ روایت بے سند ہے اور بے سند روایت کی دین میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔ جیسے کہ یہ بات تفصیل سے باب سادس شبہ نمبر ۱۴ میں شیعہ سنی کتب کے حوالے سے گذر چکی ہے۔ نیز اس روایت میں صرف زینب کا ذکر ہے رقیہ اور ام کلثوم کو پہلے شوہر سے کیسے ثابت کرو گے؟ اسے منطقی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ یہاں تقریب تام نہیں ہے۔ نیز سیرۃ ابن ہشام میں اس کے خلاف بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

أَوْلَادُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ): قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ: فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَهُ كُلَّهُمْ إلَّا إبْرَاهِيمَ الْقَاسِمَ، وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالطَّاهِرَ وَالطَّيِّبَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ وَأُمَّ

كُلْثُومٍ،وَفَاطِمَةَ،عَلَيْهِمُ السَّلَامُ[1]

عبارت کا خلاصہ: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ ہے: قاسم، طاہر اور طیب اور زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

اور جہاں تک تعلق ہے تاریخ خمیس کی روایت کا تو اولاً: میرے سامنے جو تاریخ خمیس کا نسخہ ہے اس میں اس لڑکی کا نام زینب نہیں بلکہ ہالہ بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ثم خلف عليها بعده أبو هالة النباش التميمی وهو من بنی أسد بن عمرو فولدت له رجلا يقال له هند وامرأة يقال لها هالة من النباش بن زرارة ويكنی أبا هالة ويقال له هند[2]

ثانیاً: یہ روایت بے سند بھی ہے۔

ثالثاً: تاریخ خمیس میں اس کے خلاف بھی ثابت ہے: ملاحظہ فرمائی:

والاصح انهم ثلاثة ذكوروأربع بنات متفق عليهنّ وكلهم من خديجة بنت خويلد الا ابراهيم[3]

صحیح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے اور چار بیٹیاں تھیں جن پر اتفاق ہے۔ اور یہ ساری کی ساری اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی۔

اور جہاں تک تعلق ہے تاریخ خمیس کی دوسری عبارت کا وہ یہ کہ **(وأمّا الجاريتان المذكورتان فی أولاد خديجة قبل رسول الله فلم اجد من أخبارهما بشیء]** لیکن وہ دو لڑکیاں جن کا آنخضرت سے قبل اولاد خدیجہ سے ذکر کیا جاتا ہے پس

---

[1] سیرة ابن هشام لعبد الملك بن هشام (متوفی ۲۱۳) ج۱ ص: ۱۹۰ ناشر شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی [2] تاريخ الخميس لحسين بن محمد الديار البكری (متوفی ۹۶۶) ج۱ ص: ۲۶۳ ناشر دار صادر بيروت [3] تاريخ الخميس لحسين بن محمد الديار البكری (متوفی ۹۶۶) ج۱ ص: ۲۷۳ ناشر دار صادر بيروت

مجھے ان کی خبروں کے متعلق کچھ نہیں ملا۔) تو یہ بھی وہی بات ہے کہ حضرت خدیجہ کو پہلے شوہر یعنی عائذ بن عتیق سے بھی ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اور دوسرے شوہر ابو ہالہ سے بھی ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کو ہالہ کہا جاتا تھا ان کے حالات مجھے نہ مل سکے تو اس عبارت میں حضرت خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا ہونے والی زینب، رقیہ اور ام کلثوم کا انکار کہاں ہے؟

شبہ:۱۹-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبی حَقَّه-پ ۱۵ بنی اسرائیل :عَنْ أَبِی سعید قال:لما نـزلـت وَآتِ ذَا الْقُرْبـی حَقَّهُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَدَكَ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص:۳۶)

کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔ کیوں تو نسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو؟ (۱)

کہنا یہ چاہتا ہے: کہ اگر سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی فدک میں سے دیتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک سیدہ فاطمہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیا تو معلوم ہو گیا کہ سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہیں تھی؟

جواب: مولوی اسماعیل صاحب نے یہ روایت تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے نقل کی ہے اور تفسیر ابن کثیر میں اس روایت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روایت منکر وموضوع ہے۔ لیکن اسماعیل صاحب نے اپنی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کو چھپایا۔ ابن کثیر کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۴۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَزَّارُ :حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يعقوب،حدثنا أبو يحيى التميمی،حَدَّثَنَا فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِی سعيد قال:لما نزلت وَآتِ ذَا الْقُرْبى حَقَّهُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَدَکَ، ثُمَّ قَالَ:لا نَعْلَمُ حَدَّثَ بِهِ عَنْ فضيل بن مرزوق إلا أبو يحيى التميمی وَحُمَيْدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِی الْخُوَارِ، وَهَذَا الْحَدِيثُ مُشْكَلٌ لَوْ صَحَّ إِسْنَادُهُ، لَأَنَّ الْآيَةَ مكية، وفدک إِنَّمَا فُتِحَتْ مَعَ خَيْبَرَ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الهجرة، فكيف يلتئم هذا مع هذا؟ فهو إذا حديث منكر والأشبه أنه من وضع الرافضة

عبارت کا خلاصہ:اس روایت کوامام بزار نے (مسند ابی یعلی) میں نقل کیا ہے۔اگر اس حدیث کی سند صحیح ہوتی تو مشکل پیش آتی اس لیے کہ یہ آیت مکی ہے جبکہ خیبر سن ۷ ہجری میں فتح ہوا(آیت کے نزول کے وقت فدک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ہی نہیں تو دیا کیسے؟)لہٰذا یہ حدیث منکر ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس روایت کو روافض نے اپنی طرف سے بنایا ہے۔(ثبوت ملاحظہ فرمائیں:ازعلی اکبر)

قارئین کرام اولاً: تو اس روایت کی سند میں عطیہ عوفی ہے اور وہ دھوکہ باز شیعہ اور ضعیف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

عَطِيَّةُ بنُ سَعْدِ بنِ جُنَادَةَ العَوْفِيُّ ...... الكُوْفِيُّ...... ضَعِيْفُ الحَدِيْثِ...... وَكَانَ شِيْعِيّاً. (۱)

حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور شیعہ ہے۔

وكان يعد مع شيعة أهل الكوفة (۲)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۵ ص:۳۲۵ ناشر مؤسسة الرسالة (۲) تهذیب التهذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲)ج۷ ص:۲۲۵ ناشر دائرة المعارف النظامية

یہ کوفہ کے شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

نیز امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور یہ کلبی سے جا کر تفسیر لیتا تھا اور اس کا کنیہ ابوسعید رکھا تھا۔اور خود کلبی کہتا ہے کہ اس نے میرا کنیہ ابوسعید رکھا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا ابن حماد،حَدَّثني عَبد اللَّه بن أحمد،عن أبيه،قَال: كَانَ سفيان الثَّوْرِيّ يضعف حديثه عطية قَالَ وسمعتُ أَبِي وذكر عطية العوفي قَالَ هُوَ ضعيف الحديث .ثم قَالَ بلغني أن عطية كَانَ يأتي الكلبي فيأخذ عنه التفسير قَالَ وكان يكنيه بأبي سَعِيد فيقول قَالَ أَبُو سَعِيد...... حَدَّثَنَا ابن حماد، قَال:حَدَّثني عَبد اللَّهِ بْن أحمد حَدَّثني أبي،حَدَّثَنا أبو أحمد سمعت سفيان الثَّوْرِيّ يقول:سَمعتُ الكلبي يقول :قَالَ كناني عطية أبا سَعِيد[1].

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے کلبی کا کنیہ ابوسعید اس لیے رکھا تھا تا کہ لوگوں کو اس وہم میں ڈالیں کہ یہ صحابی رسول ابوسعید خدری ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

وقال أحمد:بلغني أن عطية كان يأتي الكلبي فيأخذ عنه التفسير وكان يكني بأبي سعيد فيقول:قال أبو سعيد.قلت: يعني يوهم أنه الخدري[2]

جب ثابت ہوگیا کہ عطیہ ضعیف اور شیعہ راوی ہے تو اس کی روایت مردود ہوگی۔ کیونکہ محدثین کے ہاں اصول ہے کہ اگر کوئی بدعتی راوی ایسی روایت نقل کرے جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو ایسی روایت مردود ہوگی۔ملاحظ فرمائیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال لاحمد بن عدى(متوفى ٣٦٥)ج٧ ص:٨٤ ناشر دار الكتب العلمية

[2] ميزان الاعتدال للذهبي (متوفى ٧٤٨)ج٣ ص:٨٠ ناشر دار المعرفة بيروت

ولایحتج بہ اذا کان داعیة وھٰذا ھو الاظھر الاعدل وقول کثیر او الاکثر. ❶

عبارت کا مفہوم: جب بدعتی راوی کی روایت اس کے بدعت کی طرف دعوت دے رہی ہوتو اس کی وہ روایت حجت نہیں ہوگی یہی قول اکثر علماء کا ہے اور یہی قول انصاف کے موافق ہے۔

نیز بریلویوں کا شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مقدمہ مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھتا ہے:

اہل بدعت کی روایات کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

ومختار آنست کہ اگر داعی باشد ببدعت خود ودر مقام ترویج وتزئین آں بود قبول نکنند واگر نہ ایں چنیں بود قبول کنند۔

صحیح بات یہ ہے کہ اہل بدعت کی روایت اگر اس کے مسلک کی تزئین وترویج میں ہو تو مقبول نہ ہوگی اور خلاف ہوتو قبول کی جائیگی۔ ❷

ثانیاً: جب محدثین نے تصریح فرمادی کہ جہاں کہیں ابوسعید سے عطیہ عوفی روایت نقل کرے تو وہاں ابوسعید سے مراد محمد بن سائب کلبی ہوتا ہے۔ اوراس سند میں بھی ابوسعید سے عطیہ ہی روایت نقل کررہا ہے تو پتہ چل گیا کہ یہاں روایت میں دوسرا راوی محمد بن سائب کلبی ہے اور جان لو کہ محمد بن سائب کلبی کذاب رافضی اور سبائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال الثوری: اتقوا الکلبی، فقیل: فإنک تروی عنه. قال: أنا أعرف صدقه من کذبه. وقال البخاری: أبو النضر الکلبی ترکه یحیی و ابن مھدی. ثم قال البخاری: قال علی: حدثنا یحیی، عن سفیان، قال لی

❶ التقریب والتیسیر لیحیٰ بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦) ص: ٥١ ناشر دار الکتاب العربی بیروت ❷ توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص: ٢١٠ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

الکلبی :کل ما حدثتک عن أبی صالح فهو کذب...... وقال یزید بن زریع :حدثنا الکلبی وکان سبائیا قال أبو معاویة،قال الأعمش:أتق هذه السبائیة، فإنی أدرکت الناس وإنما یسمونهم الکذابین...... وقال ابن حبان: کان الکلبی سبائیا من أولئک الذین یقولون إن علیا لم یمت، وإنه راجع إلی الدنیا ویملؤها عدلا کما ملئت جورا،وإن رأوا سحابة قالوا أمیر المؤمنین فیهاالتبوذکی سمعت هماما یقول:سمعت الکلبی یقول :أنا سبائی .الحسن بن یحیی الرازی الحافظ، حدثنا علی بن المدینی،حدثنا بشر بن المفضل،عن أبی عوانة، سمعت الکلبی یقول :کان جبرائیل یملی الوحی علی النبی صلی الله علیه وسلم، فلما دخل النبی صلی الله علیه وسلم الخلاء جعل یملی علی علی...... وقال أحمد بن زهیر:قلت لاحمد بن حنبل :یحل النظر فی تفسیر الکلبی؟قال :لا عن ابن معین، قال الکلبی: قال لیس بثقة .وقال الجوزجانی وغیره کذاب وقال الدارقطنی وجماعة :متروک.وقال ابن حبان :مذهبه فی الدین ووضوح الکذب فیه أظهر من أن یحتاج إلی الأغراق فی وصفه[1]

سفیان ثوری نے فرمایا کلبی سے روایات مت لو اس لیے کہ جھوٹا ہے۔امام بخاری فرماتے ہیں کہ یحی بن معین اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا تھا سفیان کہتے ہیں کہ مجھے کلبی نے بتایا کہ میں آپ کو جو روایات ابو صالح سے سناتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے۔یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ یہ سبائی تھا،امام اعمش نے فرمایا کہ ان سبائیوں سے بچو، میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ لوگ ان سبائیوں کو جھوٹا کہتے ہیں،ابن حبان کہتے ہیں کہ کلبی ان سبائیوں میں سے ہے جو کہتے ہیں کہ علی کا انتقال ہی نہیں ہوا ہے اور وہ دنیا میں

[1] میزان الاعتدال للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج۳ ص:۵۵۷ تا ۵۵۹ ناشر دار المعرفة بیروت

واپس آئیں گے اور زمین کو انصاف سے بھر دیں گے جیسے پہلے ظلم سے بھری ہوگی جب لوگ بادل دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ علی آ گیا۔ ہمام کہتے ہیں کہ میں نے خود کلبی سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں سبائی ہوں۔ ابوعوانہ کہتے ہیں کہ کلبی یوں بھی کہتا تھا کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی لکھوا رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو جبرائیل نے وہ وحی علی کو لکھوانا شروع کر دی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کلبی کے تفسیر کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ کلبی ثقہ نہیں ہے جوزجانی وغیرہ نے کہا کہ کلبی جھوٹا ہے اور دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ کلبی متروک راوی ہے، ابن حبان نے کہا کہ اس کا مذہب اور جھوٹا ہونا اتنا تو ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

اب جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک دینا ثابت ہی نہ ہوسکا تو اسماعیل صاحب کا اعتراض بھی پاش پاش ہوگیا۔

شبہ: ۲۰-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

[مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا] (پ۲۲ سورہ احزاب)

اورنہیں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شی کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے اور سوائے طیب طاہر قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا حسن اور حسین اولاد ررسول میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآب نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کرلیا تو لوگوں نے متبنیٰ بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی

بیٹا نہیں بلکہ متبنیٰ اور منہ بولا بیٹا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں اور اس آیت کا ایک لفظ جامع اور مانع ہے اپنوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے؟ ❶

جواب: قارئین کرام جب میں بچپن میں اسکول پڑھتا تھا تو لوگوں سے سنتا تھا کہ دنیا میں تین فرقے ہیں اہل سنت، وہابی اور اہل تشیع۔ اہل سنت اور وہابیوں میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور وہابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اس زمانے میں ہمارے گاؤں میں ابھی تک بریلوی دیوبندی کی پر چار نہیں تھی تو میں نے ایک وہابی یعنی اہل حدیث سے جو کہ اسکول ٹیچر تھا اس سے پوچھا کہ کیا قرآن میں کوئی ایسی بھی آیت ہے جس میں لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں تو اس نے جواب میں کہا جی ہاں ایسی آیت موجود ہے۔ میں نے کہا وہ سنایئے تو اس نے کہا قرآن کریم میں ہے: [قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ] اے نبی آپ کہیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ جب اللہ ایک ہے تو ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ میں نے جب اس سے یہ دلیل سنی تو میں نے اس کو اپنے دل ہی دل میں کہا کہ بات نہیں بنی۔ کہاں یہ بات کہ اللہ ایک ہے اور کہاں یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہوئے ان دونوں باتوں میں کوئی جوڑ ہی نہیں حالانکہ اس وقت میں خالی الذہن سیدھا سادا مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ بات سمجھنا چاہتا تھا لیکن اس جاہل ماسٹر صاحب کی برکت کی وجہ سے اس وقت نہیں سمجھ سکا بالآخر اللہ پاک نے بعد میں میرے استاذ مکرم حضرت علامہ عطاء اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے ذریعے بات سمجھا دی۔ بحرحال یہ تقریباً وہی بات ہے جو اسماعیل صاحب نے کی ہے دعوی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ہے چار نہیں اور دلیل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو معلوم ہوا کہ تین بیٹیوں کے باپ نہیں صرف ایک بیٹی کے باپ ہیں

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۴۱-۴۲ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

۔قرآن کہہ رہا ہے کہ مردوں کے باپ نہیں اور یہ کہہ رہا کہ تین بیٹیوں کے باپ نہیں؟ یہاں اگر میری جگہ کوئی اور نجفی جیسا مصنف ہوتا تو پتہ نہیں اسماعیل صاحب کو کہاں سے کہاں پہنچاتا لیکن الحمد اللہ میری طبیعت میں مذاق اڑانا نہیں ہے۔ پہلے اگر اپنا واقعہ لکھ دیا ہے تو وہ بھی محض تقریب فہم کے لیے لکھا ہے۔

پھر تعجب کی بات یہ کہ کہتا ہے (اس آیت میں اولا د محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے) حالانکہ آیت میں تو بظاہر اولا د کی نفی ہے تعیین کہاں سے آئی؟ یہاں تو مفسرین اس سوال کو حل کرنے کے درپے پڑ جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تو تھے اللہ پاک مردوں کے باپ ہونے کی نفی کیسے فرمار ہے ہیں؟ تو مفسرین جواب دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے چونکہ بچپن میں انتقال کر گئے تھے ابھی مرد یعنی بالغ نہیں ہوئے تھے اس لیے اس آیت سے ان کی نفی نہیں ہوگی۔اور مردوں کی نفی سے بیٹیوں کی نفی بھی نہیں ہوگی کیونکہ بیٹیاں مرد نہیں۔اب یہ کہاں ہے کہ ایک بیٹی کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف تین کی نفی ہے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔اور آگے مزید مضحکہ خیز بات کہ (اور سوائے طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن اور حسین اولا د رسول میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہوسکتا) اس آیت میں قاسم، ابراہیم، طیب، طاہر اور فاطمہ وحسن اور حسین کے داخل ہونے کا ذکر کہاں ہے؟ بلاشبہ مولوی اسماعیل صاحب اس آیت کریمہ سے بنات ثلاثہ کی نفی کرکے اس آیت کریمہ کا مصداق بنا ہے: [وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلا تَذَكَّرُونَ]۔

شبہ: ۲۱۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: صواعق محرقہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وَلما وصل إِلَيْهِ فَخر من مُعَاوِيَة قَالَ لغلامه اكْتُبْ إِلَيْهِ ثمَّ أَمْلى عَلَيْهِ محمد النبی اخی وصهری...... وحمزة سيد الشهداء عمی وجعفر

الذی یمسی ویضحی ...... یطیر مع الملائکة ابن أمی وبنت محمد سکنی وعرسی ...... مسوط لحمها بدمی ولحمی وسبطا أحمد ولدای منها ...... فأیکم له سهم کسهمی سبقتکم إلی الإسلام طرا ...... صغیرا ما بلغت اوان حلمی

جب حضرت علی کو معاویہ کا فخر یہ خط پہنچا تو جناب علی نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھو۔ پھر آنجناب نے یہ لکھوایا کہ محمد مصطفیٰ اللہ کے نبی ہیں اور میرے بھائی اور میرے خسر ہیں اور حمزہ شہیدوں کا سردار میرا چچا ہے اور جعفر جو صبح شام فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے میرا ماں جایا ہے اور محمد مصطفیٰ کی بیٹی میرے دل کا سکون اور میری زوجہ ہے اس کا خون اور گوشت میرے خون اور گوشت سے ملا ہوا ہے۔ احمد مصطفیٰ کے دو نواسے ان کی بیٹی سے میرے دو بیٹے ہیں پس تم میں سے کون ہے جس کو شرف میں سے ایسا شرف ملا ہو جیسا کہ مجھے ملا ہے میں تو تمام سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کر گیا اس وقت میں بچا تھا اور سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔......معاویہ جناب امیر کے سامنے اس پر خاموش ہو گئے اس خاموشی سے ثابت ہے کہ عثمان صاحب کا داماد رسول ہونا سفید جھوٹ ہے؟ (1)

جواب: اولاً: صواعق محرقہ میں یہ روایت بے سند ہے لیکن تحقیق کے بعد تاریخ دمشق میں یہ روایت سند کے ساتھ ملی ہے وہ سند ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو السعود أحمد بن علی بن المجلی أنا محمد بن محمد بن أحمد العکبری رأنا أبو الطیب محمد بن أحمد بن خاقان ح قال ونا القاضی أبو محمد عبد الله بن علی بن أیوب أنا أبو بکر أحمد بن محمد بن الجراح قالا أنا أبو بکر بن درید قال وأخبرنا عن دماد عن أبی عبیدة قال کتب معاویة إلی علی بن أبی طالب یا أبا الحسن إن لی فضائل کثیرة

(1) قول مقبول لغلام حسین ص: ۲۱۷ - ۲۱۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

وکان أبي سيدا في الجاهلية وصرت ملكا في الإسلام وأنا صهر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وخال المؤمنين وكاتب الوحی فقال علی أبا الفضائل يفخر علی ابن اكلة الأكباد ثم قال اكتب يا غلام:

محمد النبی اخی وصهری......وحمزة سيد الشهداء عمی وجعفر الذی يمسی و يضحی...... يطير مع الملائكة ابن أمي وبنت محمد سكني وعرسي......مسوط لحمها بدمي ولحمي وسبطا أحمد ولداي منها......فأيكم له سهم كسهمي سبقتكم إلى الإسلام طرا ...... صغيرا ما بلغت اوان حلمی ❶

قارئین کرام یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس روایت کا مدار سند ابوبکر بن درید ہے اور یہ متکلم فیہ اور نشہ کرنے والا یعنی شرابی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال الدارقطني :تكلموا فيه .وقال أبو منصور الأزهری اللغوی: دخلت على ابن دريد، فرأيته سكران ❷

دارقطنی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن درید کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور ابو منصوراز ہری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابن درید کے پاس گیا تو وہ نشہ کی حالت میں تھا۔

كتب إلى أبو ذر الهرويّ سمعت ابن شاهين يقول :كنا ندخل على ابن دريد ونستحی مما نری من العيدان المعلقة، والشراب المصفى موضوع، وقد كان جاوز التسعين سنة ❸

ابن شاہین کہتے ہیں کہ ہمیں ابن درید کی مجلس میں جانے سے حیا آتی تھی کیونکہ اس

---

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر (متوفى ٥٧١) ج٤٢ ص:٥٢١ ناشر دار الفكر بيروت

❷ ميزان الاعتدال للذهبی (متوفى ٧٤٨) ج٣ ص:٥٢٠ ناشر دار المعرفة

❸ تاريخ بغداد للخطيب البغدادی (متوفى ٤٦٣) ج٢ ص؛١٩١ ناشر دار الكتب العلمية

کی مجلس میں لکڑیاں لٹکی ہوتیں اور صاف شراب بھی رکھی ہوتی۔ جبکہ اس کی عمر ۹۰ سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔

قَالَ ابْنُ شَاهِينٍ: كُنَّا ندخلُ عَلَيْهِ فَنَسْتَحْيِي مِمَّا نَرَى مِنَ العِيدَانِ وَالشَّرَاب، وَقَدْ شَاخَ. وَقَالَ أَبُو مَنْصُورٍ الأَزْهَرِيُّ: دَخَلتُ فرَأَيْتُهُ سكرَانَ فَلَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ. وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: تكلّمُوا فِيْهِ قَالَ ابْنُ شَاهِينٍ: كُنَّا ندخلُ عَلَيْهِ فَنَسْتَحْيِي مِمَّا نَرَى مِنَ العِيدَانِ وَالشَّرَاب، وَقَدْ شَاخَ. وَقَالَ أَبُو مَنْصُورٍ الأَزْهَرِيُّ: دَخَلتُ فرَأَيْتُهُ سكرَانَ فَلَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ. وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: تكلّمُوا فِيْهِ[1]

اور اس سند میں دوسرا راوی دماد یعنی رفیع بن سلمہ ابو غسان ہے یہ گندی زبان والا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وقيل إن المازني مشى إلى أبي غسان يسمع منه الأخبار. وكان شاعرا هجّاء خبيث اللسان[2]

یہ مذمت کرنے والا اور گندی زبان والا تھا۔

اور اس کی سند میں تیسرا راوی ابی عبیدہ جو اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں اس ابی عبیدہ سے مراد ابو عبیدہ معمر بن المثنی ہے اس کی ولادت ۱۱۰ ہجری میں ہوئی اور وفات ۲۰۹ ہجری میں ہوئی دیکھیے (سیر اعلام النبلاء ج۹ ص:۴۴۵ ناشر موسسۃ الرسالۃ) جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سن ۴۰ ہجری میں ہو چکی ہے اس نے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا زمانہ ہی نہیں پایا تو یہ واقعہ کس سے سنا اس کا نام مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ روایت منقطع وضعیف ہے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تو بھی نجفی صاحب کا الوسیدھا نہیں ہوگا

---

[1] سير اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱۱ ص: ۳۹۸ ناشر دار الحديث القاهره

[2] معجم الادباء لياقوت بن عبد الله الحموی (متوفی ۶۲۶) جج۳ ص: ۱۳۰۷ ناشر دار الغرب الاسلامی

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں ہے (اے مخاطبو) کیا تم میں سے کسی کو یہ فضیلت حاصل ہے؟ تو پیارے علی نے الحمد للہ یہ بات بلکل صحیح فرمائی واقعتہ اس زمانے میں ایسی فضیلت مخاطبین میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخاطبین میں سے نہیں تھے کیونکہ وہ تو اس سے پہلے شہید ہو چکے تھے تو جب پیارے علی اس طرح کہنے میں برحق تھے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا رد کیوں کرتے۔

شبہ:۲۲۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جب حضرت عمر وفات پا گئے اور اپنے بعد چھ آدمی معین کر گئے کہ وہ آپس میں صلاح مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک آدمی کو خلیفہ بنالیں اور ان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام بھی تھے تو جناب امیر نے باقی پانچ سے جن میں جناب عثمان بھی شامل تھے فرمایا کہ نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے اور میں تمام لوگوں سے افضل ہوں پس خلافت میرا حق ہے۔ اگر جناب عثمان کے گھر بقول اہل سنت دولڑکیاں تھیں تو ان کا فرض تھا کہ وہ بھی بولتے کہ یا علی یہ شرف تو مجھ میں آپ سے زیادہ پایا جاتا ہے کہ میرے گھر تو نبی کی دولڑکیاں ہیں جناب عثمان کا ہمارے مولیٰ علی کے سامنے نہ بولنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دولڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم ہمارے نبی کی صلبی لڑکیاں نہ تھیں؟ [1]

جواب: اولاً تو یہ روایت ضعیف ہے۔ پہلے اس کی سند ومتن مع اختصار ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم أنا أبو الفضل أحمد بن عبد المنعم بن أحمد بن بندار أنا أبو الحسن العتيقى أنا أبو الحسن الدارقطنى نا أحمد بن محمد بن سعيد نا يحيى بن زكريا بن شيبان نا يعقوب بن معبد

[1] قول مقبول لغلام حسین ص: ۲۲۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

حدثنی مثنی أبو عبد الله عن سفيان الثوری عن أبی إسحاق السبيعی عن عاصم بن ضمرة وهبيرة وعن العلاء بن صالح عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدی وعن عمروبن واثلة قالوا قال علی بن أبی طالب يوم الشوری والله لأحتجن عليهم بما لا يستطيع قرشيهم ولا عربيهم ولا عجميهم رده ولا يقول خلافهثم قال لعثمان بن عفان ولعبد الرحمن بن عوف والزبير ولطلحة وسعد وهم أصحاب الشوری وكلهم من قريش...... نشدتكم بالله أفيكم اليوم أحد له زوجة مثل زوجتی فاطمة بنت رسول الله صلی الله عليه وسلم سيدة نساء عالمها قالوا اللهم لا[1]

اس روایت کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے۔اس سے مراد ابوالعباس احمد بن محمد بن عقدۃ بن عقدۃ الکوفی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عسا کرنے دوسری سند یوں لائی ہے: ملاحظہ فرمائیں:

ابو العباس أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة الكوفی نا يحيی بن زكريا بن شيبان[2]

اور یہ شیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة الحافظ أبو العباس، محدث الكوفة، شيعی متوسط[3]

اور باب سادس شبہ نمبر ۱۹ کے تحت با حوالہ گذر چکا ہے کہ جب کوئی بدعتی راوی اپنی تائید میں روایت نقل کرے تو وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

اوراس روایت کی سند میں دوسرا راوی یحی بن زکریا بن شیبان ہے کتب رجال میں

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر (متوفی ۵۷۱ ج۴۲ ص:۴۳۳ ناشر دار الفکر

[2] تاریخ دمشق لابن عساکر (متوفی ۵۷۱ ج۴۲ ص:۱۸۹ ناشر دار الفکر

[3] میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۱ ص:۱۳۶ ناشر دار المعرفة بیروت

اس کی توثیق ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔ہاں محمد بن حبان نے اگرچہ اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے لیکن کسی ایسے راوی کو جسے دیگر محدثین نے ثقہ نہ کہا ہو صرف ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہو تو محدثین کے ہاں ایسی توثیق کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا يفرح بذكر ابن حبان له في الثقات، فإن قاعدته معروفة من الاحتجاج بمن لا يعرف ❶

کسی راوی کو ابن حبان کے کتاب الثقات میں ذکر کرنے سے خوش نہیں ہونا چاہیے کہ وہ راوی ثقہ بن گیا کیونکہ اس کے ہاں قاعدہ مشہور ہے کہ وہ مجہول سے بھی استدلال کرتے ہیں (جبکہ جمہور محدثین مجہول سے استدلال نہیں کرتے ہیں۔)

اور اس روایت کی سند میں تیسرا راوی یعقوب بن معبد ہے اور یہ بھی مجہول ہے کیونکہ کتب رجال میں اس کی کسی محدث نے بھی توثیق نہیں کی ہے۔

ثانیاً: بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی نجفی صاحب کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ اس روایت میں صرف اتنے الفاظ ہیں کہ [**نشدتكم بالله أفيكم اليوم أحد له زوجة مثل زوجتي فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدة نساء عالمها قالوا اللهم لا**] میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ بنت رسول اللہ جیسی ہو جو کہ جہان کے عورتوں کی سردار ہے؟ سب نے کہا نہیں (یعنی آپ کی بات درست ہے بلاشبہ ہم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں صرف حضرت فاطمہ کے جیسی بیوی کی نفی کی ہے کہ کسی کے پاس فاطمہ جیسی فضیلت والی بیوی نہیں ہے یہ نہیں فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے

---

❶ میزان الاعتدال للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج۳ ص:۱۷۵ ناشر دار المعرفۃ

پاس رسول کی بیٹی ہو؟ اگر ایسا سوال کرتے تو یقیناً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جواب دیتے کہ جی ہاں میرے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں رہی ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا سوال نہیں کیا تو اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا جواب نہیں دیا۔

رہی نجفی کی یہ بات کہ (جناب امیر نے باقی پانچ سے جن میں جناب عثمان بھی شامل تھے فرمایا کہ نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے) تو یہ بات اس نے اپنی فیکٹری سے بنائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف یہ فرمایا (تم میں سے کون ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ بنت رسول اللہ جیسی ہو) یہ نہیں فرمایا کہ (نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے) یہ نجفی صاحب کا دھوکہ ہے۔

شبہ: ۲۳۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: پ۱۸ سورہ نور آیت ۳۶ -[فِـي بُيُـوتٍ أَذِنَ الـلَّـهُ أَنْ تُـرْفَـعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ] مذکورہ آیت حضرت علی اور جناب فاطمہ کے گھر کی تعظیم کے بارے میں اتری ہے۔ثبوت ملاحظہ ہو: اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ج۵ ص:۵۰ سورہ نور[عَـن أنس بن مَالک قَالَ: قَرَأَ رَسُول الـلـه صـلى الله عَلَيْهِ وَسلم هَذِه الْآيَة (فِي بيُوت أذن الله أَن ترفع) فَقَامَ إِلَيْهِ رجل فَقَالَ: أَي بيُوت هَذِه يَا رَسُول الله قَالَ: بيُوت الْأَنْبِيَاء فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بكر فَـقَـالَ: يَـا رَسُـول الـلـه هَـذَا الْبَيْـت مِـنْهَا الْبَيْت عَليّ وَفَاطِمَة قَالَ: نـعم من أفاضلها] نبی کریم نے مذکورہ آیت کو پڑھا انس کہتا ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ جن گھروں کی تعظیم کا حکم ہے وہ کونسے گھر ہیں؟ نبی کریم نے فرمایا وہ انبیاء کے گھر ہیں پھر ابو بکر کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا

یہ گھر بھی ان واجب التعظیم گھروں میں سے ہے؟علی وفاطمہ کا گھر تو نبی پاک نے فرمایا ہاں بلکہ یہ تو ان افضل گھروں میں سے ایک ہے؟

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کریم کی بیٹی فاطمہ زہرا اور نبی پاک کے داماد جناب علی کا گھر نبیوں کے گھر کی مانند ہے بلکہ فضیلت میں ان سے زیادہ ہے اور قرآن حدیث میں اس چیز کا ثبوت بلکل نہیں ملتا کہ جناب عثمان کا گھر بھی فضیلت میں نبیوں کے گھر کی مثل ہے۔اگر جناب عثمان بھی داماد رسول تھے تو ان کے گھر کی فضیلت کو قرآن پاک یا حدیث رسول میں بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ ❶

جواب: اولاً: تفسیر درمنثور میں یہ روایت ابن مردویہ کے تفسیر کے حوالے سے مروی ہے اور تفسیر ابن مردویہ دنیا میں مفقود ہے البتہ تحقیق کے بعد یہ روایت سند کے ساتھ تفسیر ثعلبی میں ملی ہے۔وہ روایت باسند ملاحظہ فرمائیں:

حدّثنا المنذر بن محمد القابوسی قال:حدّثنی الحسین بن سعید قال: حدّثنی أبی عن أبان بن تغلب عن نفیع بن الحرث عن أنس بن مالک وعن بریدة قالا:قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلّم هذه الآیة فِی بُیُوتٍ أَذِنَ اللَّـهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ إلی قوله وَالْأَبْصارُ فقام رجل فقال: أیّ بیوت هذه یا رسول الله؟ قال:بیوت الأنبیاء .قال:فقام إلیه أبو بکر فقال: یا رسول الله هذا البیت منهالبیت علیّ وفاطمة-؟قال:نعم من أفاضلها❷

یہ روایت ضعیف ومجہول ہے۔کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک راوی منذر بن محمد القابوسی ہے یہ مجہول ومتروک ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

المنذر بن محمد القابوسی قال الدارقطنی مجهول انتهی وذکر ابن

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۱۶۹تا۱۷۱ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❷تفسیر الکشف والبیان لاحمد بن محمد الثعلبی (متوفی ٤٢٧) ج٧ ص:١٠٧ ناشر دار احیاء التراث العربی

الـوراق ان البرقانی سأل الدارقطنی عنه فقال متروک الحدیث قلت وھو اخباری❶

امام دارقطنی نے کہا کہ منذر بن محمد القابوسی مجھول راوی ہے اور جب برقانی نے دارقطنی سے اس کے بارے میں پوچھا تو امام دارقطنی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے (جو کہ محدثین کے جرح شدید کہلاتی ہے) اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ راوی اخباری ہے۔اور اس کی سند میں دوسرا راوی ابان بن تغلب ہے اور وہ غالی شیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

أبـان بـن تـغلب بن رباح البكری الجريریّ بالولاء ، أبو سعيد :قارء لغویّ، من غلاة الشيعة❷

جبکہ میں باب ثامن شبہ نمبر ۱۹ کے تحت باحوالہ لکھ چکا ہوں کہ جب بدعتی راوی اپنی تائید میں کوئی روایت نقل کرے تو اس کی وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت بالفرض والمحال صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی نجفی کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر کو حضرت عثمان کے گھر پر فضیلت ہوگی نہ کہ اس سے حضرت عثمان کا عدم وجود ثابت ہوگا اور نہ ہی رقیہ اور ام کلثوم کا عدم وجود ثابت ہوگا۔

مزید آپ سے سوال ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کو یہ فضیلت بقول آپ کے حاصل تھی تو ان کے بھائی جعفر طیار کے گھر کی یہ فضیلت کیوں بیان نہیں کی گئی ؟ جبکہ یہ دونوں ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں ۔اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کی فضیلت بیان ہونے سے ان کے بھائی جعفر طیار کی نفی درست نہیں تو سیدہ فاطمہ کے گھر کی

---

❶لسان الميزان لابن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢)ج٦ ص: ٩٠ ناشردئرة المعارف النظامية

❷الاعلام لخير الدين الزركلی (متوفی ١٣٩٦ ناشر ج١ ص:٢٦ ناشر دار القلم

فضیلت کے بیان سے ان کی بہن رقیہ اور ام کلثوم کی نفی درست نہیں۔

شبہ:۲۴۔

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ۶ المائدہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیثوں میں ہے کہ میرے لیے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلی درجہ جس نے میرے لیے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔ **قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ يُسْكَنُ مَعَكَ؟ قَالَ: عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ** (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص:۵۳) صحابہ کرام نے عرض کیا حضور اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھرے گا اور ساکن ہوگا؟ فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ٹھہریں گے۔

ترمذی شریف ص:۶۱۹ میں ہے: **عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَن وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علی وفاطمہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجہ میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص:۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ باب مناقب علی [**عن سَعِيدِ الْخُدرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ**

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ: إِنِّی وَإِیَّاکِ وَهٰذَا النَّائِمُ یَعْنِی عَلِیًّا وَهُمَا یَعْنِی الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ لَفِی مَکَانٍ وَاحِدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو یہ جو سو رہا ہے یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسن اور حسین۔ البتہ قیامت کے دن ایک مقام میں ہونگے۔ تونسوی صاحب فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہ کے کوئی اور بیٹی ہوگی؟ ❶

جواب: اولاً تو یہ روایت بہت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک رواى ہے حارث الاعور یہ راوی کذاب اور غالی رافضی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن الشعبی: حدثنی الحارث الأعور وکان کذابا. وقال منصور، عن إبراهیم: إن الحارث اتهم. وروی أبو بکر بن عیاش، عن مغیرة، قال: لم یکن الحارث یصدق عن علی فی الحدیث وقال ابن المدینی: کذاب. وقال جریر بن عبد الحمید: کان زیفا. وقال ابن معین: ضعیف. وقال عباس، عن ابن معین: لیس به بأس وکذا قال النسائی، وعنه (قال): لیس بالقوی. وقال الدارقطنی: ضعیف. وقال ابن عدی: عامة ما یرویه غیر محفوظ...... وقال عثمان الدارمی: سألت یحیی بن معین عن الحارث الأعور، فقال: ثقة...... وقال أیوب: کان ابن سیرین یری أن عامة ما یروی عن علی باطل...... عن مغیرة (سمع الشعبی یقول: حدثنی الحارث وأشهد أنه أحد الکذابین. وروی محمد بن شیبة الضبی، عن أبی إسحاق، قال: زعم الحارث الأعور - وکان کذابا...... وقال ابن حبان: کان الحارث غالیا فی التشیع، واهیا فی الحدیث...... وحدیث الحارث فی السنن الاربعة والنسائی مع تعنته فی

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۴۶-۴۷ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

الرجال، فقد احتج به وقوى أمره، والجمهور على توهين أمره مع روايتهم لحديثه في الابواب[1]

امام شعبی نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی حارث الاعور نے اور وہ کذاب وجھوٹا تھا ،منصور کہتے ہیں وہ متہم تھا،مغیرہ کہتے ہیں کہ حارث حضرت علی سے حدیث بیان کرنے میں سچ نہیں بولتا تھا،علی بن مدینی نے کہا کہ یہ کذاب تھا،جریر بن عبدالحمید نے کہا کہ یہ کھوٹا تھا ،یحی بن معین نے کہا یہ ضعیف تھا اور اس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے،اوراسی طرح نسائی نے بھی کہا ہے لیکن نسائی سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ قوی نہیں تھا اور یحیٰ بن معین کا ایک قول یہ ہے کہ وہ ثقہ تھا،ابن سیرین کی یہ رائے تھی کہ یہ جو عام روایات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتا ہے یہ باطل ہیں ۔اور شعبی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حارث جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ابواسحاق نے کہا کہ حارث جھوٹا تھا اور ابن حبان نے کہا کہ حارث غالی شیعہ تھا اور حدیث میں واہی تھا۔اور حارث کی حدیث سنن اربعہ میں ہے نیز نسائی میں بھی ہے حالانکہ نسائی متشدد بھی ہیں پھر بھی اس سے استدلال کیا ہے جبکہ جمہور اس کی توہین پر قائم ہیں اگر چہ اس سے ابواب میں احادیث بھی لیتے ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے ترمذی شریف کی روایت کا تو وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ہے علی بن جعفر صادق یہ مجہول ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

علی بن جعفر بن محمد الصادق عن أبيه، وأخيه موسى، والثوری .وعنه عبد العزيز الاويسی، ونصر بن علی الجهضمی، وأحمد البزی، وجماعة ما هو من شرط كتابی، لانی ما رأيت أحدا لينه، نعم ولا من وثقه، ولكن حديثه منكر جدا، ما صححه الترمذی ولا حسنه[2]

---

[1] میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۱ ص:۴۳۷ ناشر دار المعرفة

[2] میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۳ ص:۱۱۷ ناشر دار المعرفة

جعفر صادق رحمہ اللہ کے بیٹے علی بن جعفر کی نہ کسی نے توثیق کی ہے اور نہ ہی کسی نے جرح کی ہے البتہ اس کی روایت منکر ہے یہی توجہ سے کہ اس کی روایت کو امام ترمذی نے نہ صحیح کہا اور نہ ہی حسن کہا۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ جس راوی کی توثیق نہ کی گئی ہو تو محدثین کے اصطلاح میں اس کو مجہول و مستور کہتے ہیں۔ اور مجہول راوی کی روایت ضعیف کہلاتی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے مستدرک حاکم کی روایت کا تو وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی کثیر بن یحی ہے اور یہ شیعہ و منکر الحدیث ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

كثير بن يحيى بن كثير، صاحب البصری .شيعی.نهی عباس العنبری الناس عن الأخذ عنه وقال الأزدی :عنده مناكير، ثم ساق له عن أبی عوانة عن خالد الحذاء، عن عبد الرحمن بن أبی بكرة،عن أبيه سمعت عليا يقول :ولی أبو بكر رضی الله عنه وكنت أحق الناس بالخلافة .قلت:هذا موضوع على أبی عوانة[1]

کثیر بن یحی شیعہ ہے عباس عنبری نے لوگوں کو اس سے روایت نقل کرنے سے منع کیا تھا اور امام ازدی نے کہا کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں پھر اس نے اس کی ایک یہ منکر روایت نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو بکر والی بن گئے جبکہ میں دیگر لوگوں کے بنسبت خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ ذہبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس کی یہ روایت موضوع ہے۔

نیز پہلے دلائل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ بدعتی راوی کی روایت جب اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو اس کی وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اسماعیل صاحب کی پیش کردہ تینوں روایات ضعیف ہیں لہٰذا ایسی

[1] میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج۳ ص: ۴۱۰ ناشر دار المعرفة

روایات سے استدلال کرنا باطل ہے۔

شبہ: ۲۵-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ. (پ۱۸ سورہ مؤمنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے نسب کی بنا پر سوال کرسکیں گے۔

عن ابن مخرمه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاطمة بضعة منی یغیظنی ما یغیظها وینشطنی ما ینشطها وان الانساب تنقطع الا نسبی وسببی وصهری وهذا الْحَدِيثُ لَهُ أَصْلٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ ❶

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو رنج کرے وہ مجھ کو رنج کرتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی رہے گی۔

فرمایئے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ تو نسوی صاحب ورنہ سنیوں کو لوٹنا چھوڑ دو۔ ❷

جواب: اسماعیل صاحب کا یہ سوال کہ (فرمایئے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا) تو یہ سوال درحقیقت اللہ پاک پر ہے کہ اللہ نے نبی صلی

---

❶ تفسیر ابن کثیر ص:۲۵۶ و مستدرک حاکم جلد سوم ص:۵۵۸

❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۱۴۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت فاطمہ سے کیوں جاری فرمایا؟ ظاہر ہے اس میں کیا حکمت تھی یہ تو اللہ پاک ہی جانتے ہیں ہمیں کیا معلوم؟ رہی یہ بات کہ کسی باپ کی بعض بچیوں سے اولاد کا سلسلہ جاری ہونا ان کے دیگر بچیوں کے وجود کے منافی نہیں ہے ایسے ہمارے عرف میں بھی ہوتا مثلاً اسماعیل صاحب کی پانچ بیٹیاں ہیں اگر صرف اسماعیل صاحب کی ایک بیٹی سے اولاد پیدا ہوتی ہے دیگر بیٹیوں سے نہیں تو کیا کسی کو یہ اعتراض کرنے کا حق ہوگا کہ اسماعیل صاحب کی صرف ایک ہی بیٹی ہے کیونکہ اگر اس کی دوسری بیٹیاں ہوتیں تو ان سے بھی اس کی نسل جاری ہوتی؟ تو یقیناً اسماعیل صاحب بھی یہاں کہے گا کہ یہ استدلال باطل ہے، ہم بھی کہتے کہ اسماعیل صاحب کا یہ استدلال باطل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے اسماعیل صاحب کی اس بات کا (فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصا نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ) تو یہ بات نہایت ہی مضحکہ خیز ہے یہ کہتا ہے کسی لڑکے کا نام بتلاؤ؟ قارئین کرام شیعہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طیب، طاہر قاسم پیدا ہوئے اور ماریہ قبطیہ سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو اب خود اسماعیل صاحب سے سوال ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا ہی نہیں تھا کیونکہ اس حدیث میں صرف ایک لڑکی کا نام ہے کسی دوسری لڑکی یا لڑکے کا نام ہی نہیں تو یقیناً اسماعیل صاحب کو بھی کہنا پڑے گا کہ یہ اعتراض باطل ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ اسماعیل صاحب کا یہ اعتراض باطل ہے۔

شبہ:۲۶-

غلام حسین نجفی اہل سنت کے پانچ کتابوں کے حوالے سے لکھتا ہے:

داماد رسول ہونے کو تمام علماء نے مولیٰ علی کے فضائل والقاب میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ، اہل سنت کی معتبر کتاب شذرات الذہب

،اہل سنت کی معتبر کتاب فصول المہمۃ ،اہل سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر اور اہل سنت کی معتبر کتاب المناقب للخوارزمی پھر ان تمام کتب کی عبارات پیش کی ہیں۔مثلاً تذکرۃ الحفاظ کی عبارت:

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه ابو الحسن الهاشمی قاضی الأمة وفارس الإسلام وختن المصطفی صلی الله علیه وسلم کان ممن سبق إلی الإسلام لم یتلعثم وجاهد فی الله حق جهاده ونهض بأعباء العلم والعمل وشهد له النبی صلی الله علیه وسلم بالجنة، وقال :من کنت مولاه فعلی مولاه وقال له أنت منی بمنزلة هارون من موسی إلا أنه لا نبی بعدی وقال:لا یحبک إلا مؤمن ولا یبغضک إلا منافق

شذرات الذہب کی عبارت:

ومناقبه لا تعدّ،من أکبرها تزویج البتول،ومؤاخاة الرسول (صلی الله علیه وسلم)ودخوله فی المباهلة والکساء

فصول المہمہ کی عبارت:

هٰذا بعض ما اوردناه فی مناقب ابی السبطین وفارس بدر وحنین زوج البتول و ابی الریحانتین قرارة القلب قرة العینین سیف الله وحجة وصراط المستقیم ومجتهد فای شرف ما اخترع هنا به وای معقل عز مافتح بابه

شرح فقہ اکبر کی عبارت:

عن علی بن ابی طالب وهو المرتضی زوج فاطمة الزهرا وابن عم المصطفی والعالم فی الدرجة العلیا والمعضلات التی سئله کبار الصحابة عنها

(غلام حسین نے ان تمام عبارات کا ترجمہ بھی لکھا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ یعنی حالات لکھتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔) آگے لکھتا ہے: نجفی صاحب کی عبارت بعینہ ملاحظہ فرمائیں:

علمائے اہل سنت کا حضرت علی کے فضائل میں یہ بات شمار کرنا کہ وہ فاطمہ زہرا کے شوہر تھے نبی کریم کے داماد تھے اور عثمان کے فضائل میں فرضی دامادی کو...... ہضم کر جانا اور ڈکار بھی نہ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ عثمان صاحب کا داماد نبی ہونا سفید جھوٹ ہے۔ ❶

تنبیہ: نجفی صاحب نے مناقب خوارزمی کی عبارت نہیں لکھی ہے۔

جواب: قارئین کرام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں دامادرسول ہونے کو علمائے اہل سنت نے بیان کیا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں دامادرسول ہونے کو پیارے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

ا-حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ،حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْجَمَّالُ، ثَنَا عَبَّاس بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّقِّيُّ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْبَغْدَادِيُّ،عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ نَزَالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلْنَاهُ، عَنْ عُثْمَانَ، فَقَالَ :ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعَى فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى ذَا النُّورَيْنِ خَتَنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ، ضَمِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتًا

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۲۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

فِی الْجَنَّةِ❶

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عثمان وہ شخص ہے جس کو ملأ الاعلیٰ میں ذوالنورین اور دامادرسول کہا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت میں گھر کی ضمانت لے رکھی ہے۔

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائى وقد استسفرونى بينك وبينهم ووالله ما أدرى ما أقول لك؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلك على أمر لا تعرفه إنك لتعلم ما نعلم. ما سبقناك إلى شء فنخبرك عنه، ولا خلونا بشئ فنبلغكه. وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا وما ابن أبى قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منك، وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا. ❷

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس

❶معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی (متوفی ٤٣٠)ج١ ص:٦٢ ناشر دار الوطن الرياض ❷نهج البلاغة لشريف رضا (المتوفی ٤٠٤)ص :٢٣٥ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهره

سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابوبکر و عمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ قریب ہو......اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل ہوئی ہے جو ابوبکر و عمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

۲-حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۰) سے:

فکتب إلیہ معاویۃ...... عثمان بن عفان، امام المسلمین و خلیفۃ رسول رب العالمین ذی النورین ختن المصطفی علی ابنتیہ❶

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عمرو بن العاص کو خط لکھا تو اس خط میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں لکھا: عثمان بن عفان امام المسلمین تھے اور رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور داماد تھے۔

تنبیہ: نجفی صاحب نے اس کتاب کو اہل سنت کی کتاب بنا کر پیش کیا لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ کتاب شیعہ کی ہے اہل سنت کی نہیں لہٰذا اہل سنت پر اس سے الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ہاں میں نے صرف اس کتاب سے یہ حوالہ اس لیے نقل کیا تا کہ نجفی صاحب کو پتہ چل جائے کہ اگر اس کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو داماد رسول لکھا گیا ہے تو اسی کتاب میں حضرت عثمان کو بھی داماد رسول لکھا گیا ہے۔

اس کتاب کا مصنف شیعہ ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ المناقب لموفق بن احمد بن محمد الخوارزمی (متوفی ۵۶۸) ۱۹۸ ناشر مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ

كتاب المناقب)للامام موفق الدين أبي المؤيد محمد بن أحمد المكي الخوارزمي، المتوفى سنة ٥٦٨ تلميذ جار الله أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري المتوفى سنة 538،مطبوع متداول يروى حديثه الاول عن النقيب أبي الفضل محمد بن على بن محمد بن المطهر بن المرتضى الحسيني من مشايخ الشيخ منتخب الدين بن بابويه وقد كتب هو الفهرس لابي القاسم يحيى ابن النقيب أبي الفضل المذكور،ويروى في "المناقب "أيضا عن أبي منصور شهردار بن شيرويه ابن شهردار الديلمي المتوفى سنة 558،وعن فخر خوارزم أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري سنة 538، وعن أبي الحسن على بن أحمد العاصمي، وعن برهان الدين أبي الحسن على بن الحسين الغزنوى في داره ببغداد في سلخ سنة 544)وأورده القمي في الكنى والالقاب بعنوان اخطب خوارزم ونقل ما في آخر مناقبه من مديح على بقوله :ان النبي مدينة لعلومه *وعلى الهادى لها كالباب لولا على ما اهتدى في مشكل *عمر الاصابة والهدى لصواب بالجملة لا شبهة في انه يفضل عليا على غيره من الصحابة، وعده في "رسالة مشايخ الشيعة "منهم ولعله بمجرد تأليفه هذا استظهر تشيعه وإلا فهو من أعاظم العامة[1]

عبارت کا حاصل: صاحب مناقب خوارزمی کے متعلق اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوتمام صحابہ پر فضیلت دیتا تھااوراس نے یہ کتاب یعنی مناقب اپنی شیعت ظاہر کرنے کے لیے لکھی ورنہ تو یہ سنی تھا۔اورعباس قمی نے اس کوالکنی

[1] الذريعة الى تصانيف الشيعة لآقا برگ طهرانى (متوفى١٣٨٩)ج٢٢ ص:٣١٥ ناشر دار الاضواء بيروت

والالقاب میں اخطب خوارزم کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

(أخطب خوارزم)أبو المؤيد الموفق بن احمد الخوارزمی، فقيه محدث خطيب شاعر له كتاب فی مناقب أهل البيت " عليه السلام قال فی آخر المناقب :هل أبصرت عيناک فی المحراب كأبی تراب من فتى محراب لله در أبی تراب انه أسد الحراب وزينةالمحراب هو ضارب وسيوفه كثواقب هو مطعم وجفانه كجواب هو قاصم الاصلاب غير مدافع *يوم الهياج وقاسم الاسلاب ان النبی مدينة لعلومه *وعلى الهادی لها كالباب لولا على ما اهتدى فی مشكل *عمرالاصابة والهدى لصواب[1]

عبارت کا حاصل: خوارزمی فقیہ، محدث، خطیب اور شاعر تھا مناقب اہل بیت میں اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اشعار نقل کیے ہیں جن کے آخر میں اس طرح ہے: کہ نبی علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ تھا اگر علی نہ ہوتے تو عمر راہ حق نہ پاتے۔

نیز علمائے اہل سنت نے جس طرح داماد رسول ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں شمار کیا ہے اسی طرح علمائے اہل سنت نے داماد رسول ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی شمار کیا ہے۔ مثلاً نجفی صاحب نے سب سے پہلے تذکرۃ الحفاظ کا حوالہ ذکر کیا ہے، ہم بھی پہلے اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۳- حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے:

أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضی الله عنه أبو عمرو الأموی ذو النورين: ومن تستحی منه الملائكة، ومن جمع الأمة على مصحف واحد بعد الاختلاف،

[1] الكنى والالقاب للشيخ عباس القمی (متوفی ۱۳۵۹) ج۲ ص:۱٤-۱٥ ناشرمؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم

ومن افتتح نوابه إقليم خراسان وإقليم المغرب، وكان من السابقين الصادقين القائمين الصائمين المنفقين فی سبيل الله، ممن شهد له رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة وزوجه بابنتيه رقية وأم كلثوم رضی الله عنهم أجمعين ❶

امیر المؤمنین عثمان بن عفان ذوالنورین وہ شخصیت تھے جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے تھے آپ سابقین اولین میں سے تھے سچوں میں سے تھے تہجد گذار تھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔

۴-عبدالحی بن احمد الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹) سے:

سنة أربع وعشرين في أولها بويع ذو النّورين عثمان بن عفّان الأموی بالخلافة بإجماع من المسلمين ❷

سن ۲۴ ہجری میں عثمان ذوالنورین کی مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ بیعت کی گئی۔

۵-ملاعلی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴) سے:

عثمان بن عفان...... وهو ذو النورين كما فی نسخة لانه تزوج بنتی النبی صلى الله عليه وسلم وقال عليه الصلاة والسلام لو كانت لی اخرى لزوجتها اياه ويقال لم يجمع بين بنت نبی من لدن آدم عليه الصلاة والسلام الىٰ قيام الساعة الا عثمان رضی الله عنه ❸

---

❶ تذکرة الحفاظ للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج۱ ص:۱۳ ناشر دار الکتب العلمية

❷ شذرات الذهب لعبد الحی بن احمد الحنبلی (متوفی ۱۰۸۹) ج۱ ص:۸۱ ناشر دار ابن کثير دمشق ❸ شرح الفقه الاکبر لملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴) ص:۶۲ ناشر قديمی کتب خانه کراتشی

عثمان بن عفان ذوالنورین ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے ساتھ یکے بعد دیگے شادی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو میں اس کو شادی کروا دیتا۔ کہا جاتا ہے کہ (عثمان کو ایک خاص شرف یہ بھی حاصل ہے) کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ ان کے گھر میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

۶-خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

أميـر المؤمنين عثمان بن عفان بن أبی العاص ابن أمية بن عبد شمس بـن عبد مناف أبو عمرو ويقال أبو عبد الله كان ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنته رقية وأم كلثوم❶

امیر المؤمنین عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں رکھنے کی وجہ سے داماد رسول تھے۔

۷-یحی بن عبدالوہاب (متوفی ۵۱۱) سے:

عُثْمَـان بـن عَـفَّـان رَضِـی الـلـه عَـنـهُ ابْن ابی الْعَاصِ بن امية بن عبد الشَّـمْـس بن عبد مَنَاف بن قصی ابو عَمْرو وَيُقَال ابو عبد الله ختن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على ابْنَته❷

عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں رکھنے کی وجہ سے داماد رسول تھے۔

تنبیہ: ہم اختصاراً اسی پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اللہ پاک کی توفیق سے اس بات پر

❶المتفق والمفترق لاحمد بن علی الخطیب البغدادی ، متوفی ٤٦٣)ج۳ ص:١٦١٥ ناشر دار القادری دمشق ❷معرفة اسامی ارداف النبی لیحی بن عبد الوهاب الاصبهانی (متوفی ٥١١)ص:١٨ ناشر المدينة للتوزيع بيروت

مزید بہت سارے حوالے نقل کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام ان عبارات سے معلوم ہوا کہ علمائے اہل سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں دامادرسول ہونے کوذکر کرتے ہیں لہذا نجفی صاحب کا یہ کہنا (علمائے اہل سنت کا حضرت علی کے فضائل میں یہ بات شمار کرنا کہ وہ فاطمہ زہرا کے شوہر تھے نبی کریم کے داماد تھے اور عثمان کے فضائل میں فرضی دامادی کو...... ہضم کر جانا اور ڈکار بھی نہ لینا) غلط بیانی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے الفصول المہمہ کی عبارت کا تو اس کتاب کی عبارت سے اہل سنت پر الزام قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کتاب کا پورا نام [**الفصول المهمة فی معرفة الائمه**] ہے۔ اس کے مصنف کا پورا نام ہے ابن الصباغ نورالدین علی بن محمد بن احمد الصفاقسی ہے اور یہ مصنف متہم بالرفض ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

الفصول المهمةفی معرفة الائمة الاثنی عشر وفضلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم .للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی، المتوفی 855مطبوع متداول .اوله الحمد لله الذی جعل من صلاح هذه الامة نصب الامام العادل عده فی رسالةمشایخ الشیعة [1]

فصول المہمہ بارہ ائمہ کے تعارف اور فضائل پر لکھی ہوئی کتاب ہے جس کا مصنف شیخ نورالدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی (متوفی ۸۵۵) ہے۔ اس مصنف کو محقق کرکی کے شاگرد نے اپنے رسالہ [**مشایخ شیعه**] میں شمار کیا ہے۔

اور اس کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الفصول المهمة،فی معرفة الأئمة، وفضلهم، ومعرفة أولادهم ونسلهم للشیخ، نور الدین:علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی.المتوفی:

---

[1] الذریعه الیٰ تصانیف الشیعة لآقا بزرگ طهرانی (متوفی۱۳۸۹)ج۱۵ ص:۵۲ ناشر دار الاضواء بیروت

سنة 855،خمس وخمسين وثمانمائة.وأراد: الأئمة الاثنی عشر،الذين أولهم: علی بن أبی طالب رضی الله تعالی عنه وآخرهم:الإمام المهدی المنتظر . وعقد لكل منهم :فصلا.وفی الأئمة الثلاثة الأول :فصول أيضا. وقد نسب بعضهم المصنف فی ذلک إلی الترفض .كما ذكره فی خطبته أوله:(الحمد لله الذی جعل من صلاح هذه الأمة نصب الإمام العادل ❶

عبارت کا حاصل: ابن الصباغ کی اس کتاب کے شروع میں ہی ان الفاظ [الحمد لله الذی جعل من صلاح هذه الأمة نصب الإمام العادل] لکھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس کو رافضی کہا ہے۔

(میں یعنی علی اکبر) کہتا ہوں کہ اس مصنف نے اس کتاب کے ص:۱۴ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی وفاطمہ اور حسن وحسین ہیں حالانکہ اہل سنت کے نزدیک آیت کا مصداق ازواج مطہرات اور حدیث رسول کی بنیاد پر علی و فاطمہ اور حسن وحسین بھی اہل بیت ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے عقائد و نظریات اہل تشیع کے ہیں نہ کہ اہل سنت کے لہٰذا یہ مصنف غالبا رافضی ورنہ مشکوک المذہب ضرور ہے۔رہی بات اس کا مالکی کہلانا تو یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تقیہ کرتا ہوگا کیونکہ شیعہ مصنف قاضی نوراللہ شوستری نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ہمارے بہت سارے شیعہ علماء تقیہ کرکے اپنے آپ کو حنفی وشافعی کہلاتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

چون علمای شیعه ایدهم الله بنصره بعلت تمادی استیلای اصحاب شقا وشقاق واستیلای اهل تغلب ونفاق همواره در زاویه تقية متواری و مختفی بوده اند خود را شافعی یا حنفی می نموده اند. ❷

---

❶ كشف الظنون لحاجی خليفة (متوفی ۱۰۶۷)ج۲ ص:۱۲۷۱ ناشر دار الكتب العلمية

❷ مجالس المؤمنين لنور الله شوشتری(المتوفی ۱۰۱۹)ج۱ ص:۳ ناشر كتابفروشی اسلاميه تهران

شبہ: ۲۷-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

شرح فقہ الاکبر کی عبارت ملاحظہ ہو: [**وسمیت بتولا لانقطاعها عن نساء زمانها فضلا و دینا وحسبا**] جناب فاطمہ زہرا کا لقب بتول اس لیے رکھا گیا کیونکہ بی بی عالیہ اپنے زمانے کی عورتوں سے فضیلت، دیانت حسب ونسب میں جداگانہ شان رکھتی تھیں۔

ہمارا مقصود آخری چیز ہے کہ بی بی فاطمہ کے زمانے کی تمام عورتوں ان کا نسب اور تھا اور خود جناب فاطمہ کا نسب اور تھا۔ مذکورہ حنفی عالم کی تحقیق تب درست ہے کہ جب فاطمہ زہرا اپنے باپ رسول کی اکلوتی اور اکیلی بیٹی ہوں اگر نبی کریم کی اور بیٹیاں تھیں تو وہ لڑکیاں جناب نوح کے زمانہ میں تو نہ تھیں بلکہ جناب فاطمہ کے زمانہ میں ہوں گی اور فاطمہ کے ساتھ نسب میں برابر شریک ہوں گی پس جناب فاطمہ کا نسب تمام عورتوں سے جدا نہ رہا اور حنفی عالم کی تحقیق بھی درست نہ رہی پس ہم اپنے اہل سنت احباب سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ کا مایہ ناز عالم تو جناب فاطمہ کا نسب تمام عورتوں سے جدا سمجھتا تھا لیکن آپ لوگ تو جناب فاطمہ کے ساتھ شرافت نسلی میں تین عورتوں کو بھی شریک کرتے ہیں اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ہم غریب شیعہ کیا کریں؟ آپ کے فرمان کو تسلیم کریں کہ رسول کی لڑکیاں چار تھیں یا آپ کے مذہب کے مایہ ناز عالم کے ارشاد کو تسلیم کریں کہ نبی پاک کی صرف ایک لڑکی تھی؟ [1]

جواب: قرآنی اصول یہ ہے کہ واضح عبارت کو لیا جائے اور مبہم عبارت کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے جو لوگ واضح عبارات کو چھوڑ کر مبہم عبارات کی طرف جاتے ہیں ان کے حق میں اللہ پاک فرماتے ہیں: [**فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ**] جن لوگوں کے دل میں کجی ہے تو وہ لوگ محکم یعنی واضح آیات کو چھوڑ کر متشابہ آیات کے پیچھے جاتے ہیں جس سے ان کا مقصد فتنہ پھیلانا ہوتا ہے۔ یہی حال غلام حسین نجفی کا ہے

[1] قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۳۶ تا ۳۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

کہ وہ ملا علی قاری کی بنات رسول کے بارے میں اس واضح عبارت کو دیکھتا ہی نہیں ہے جو نجفی صاحب کی پیش کردہ عبارت سے چند لائن پہلے ہے جس میں ملا علی قاری [الفقه الاکبر] کی اس عبارت: [**وقاسم وطاهر وابراهيم كانو بنی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه و علی آله وسلم وفاطمة وزينب ورقية و ام كلثوم كن جميعا بنات رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وعلی آله وسلم ورضی عنهن**] کی واضح الفاظ میں تصدیق کرتا ہے: [**وفاطمة وزينب ورقية و ام كلثوم كن جميعا بنات رسول الله صلی الله عليه وسلم ورضی عنهن**] کہ فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں اللہ ان سے راضی ہو۔ ملاحظہ فرمائیں: ❶

اس کے بعد ہر ایک بچی کے مختصر حالات اور ان کے شوہروں کا تذکرہ بھی کرتے ہیں کہ زینب کے ساتھ اس کے خالہ زاد ابوالعاص نے شادی کی، سیدہ فاطمہ کے ساتھ حضرت علی نے شادی کی اور رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگر حضرت عثمان نے شادی کی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نجفی صاحب کو یہ صریح عبارت پسند نہیں آئی آگے جا کر ایک مبہم عبارت کو زور سے کھینچ کر اپنے غلط نظریہ کے مطابق بنانے کی ناکام کوشش کی، حالانکہ ملا علی قاری کا اس عبارت [**وسميت بتولا لانقطاعها عن نساء زمانها فضلا و دينا وحسبا**] سے مقصد بنات ثلاثہ کی نفی ہرگز نہیں۔ ملا علی قاری اس عبارت سے صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ فاطمہ کو بتول اس لیے کہتے کہ وہ نسب کے اعتبار سے اپنے زمانہ کی عورتوں سے ممتاز تھیں یعنی اپنی بہنوں کے علاوہ دوسری خواتین کے بنسبت نہ کہ اپنی بہنوں کی بنسبت کیونکہ اس عبارت میں زمانہ کی عورتیں کہا زمانہ کی تمام عورتیں نہیں کہا کہ ان میں سیدہ فاطمہ کی بہنیں بھی شامل ہوں۔ اب یہ عبارت بعینہ شیعہ کی کتاب معانی الاخبار کی اس عبارت کی طرح ہے:

---

❶ شرح الفقه الاكبر لملا علی القاری (متوفی ١٠١٤)ص:٦٢ ناشر قديمی كتب خانه كراتشی

من منازل هارون من موسى بعد ذلك أشياء ظاهرة و أشياء باطنة، فمن الظاهرة أنه كان أفضل أهل زمانه و أحبهم إليه و أخصهم به و أوثقهم في نفسه❶

عبارت کا خلاصہ: ہارون علیہ السلام کو موسی علیہ السلام کے بنسبت چند ظاہری و باطنی خوبیاں حاصل تھیں ان میں سے ایک خوبی یہ حاصل تھی کہ ہارون علیہ السلام اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل تھے۔

اب نجفی صاحب سے سوال ہے کہ ہارون علیہ السلام کے زمانہ میں تو موسی علیہ السلام بھی تھے تو کیا اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہارون علیہ السلام اپنے بھائی موسی علیہ السلام سے بھی افضل تھے؟ یقیناً ایسے مطلب مراد لینے پر آپ بھی راضی نہیں ہونگے۔ آپ بھی یہی کہو گے کہ یہاں اپنے بھائی موسی علیہ السلام کے علاوہ دوسروں سے افضل ہونا مراد ہے میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ملا علی قاری کی عبارت میں بھی اپنی بہنوں کے علاوہ دوسری خواتین سے عمدہ نسب مراد ہے۔

نیز ملا علی قاری نے بتول لقب ہونے کی دوسری وجہ بھی پیش کی ہے جس کو نجفی صاحب ہضم کر گئے ہیں: [**وقيل: لانقطاعها عن الدنيا إلى الله**] یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدہ فاطمہ کو بتول اس لیے کہا جاتا ہے وہ دنیا سے کنارہ کشی کرنے والی تھی۔ دیکھیے: ❷

لہذا نجفی صاحب کا یہ واویلا کرنا کہ (اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ہم غریب شیعہ کیا کریں؟ آپ کے فرمان کو تسلیم کریں کہ رسول کی لڑکیاں چار تھیں یا آپ کے مذہب کے مایہ ناز عالم کے ارشاد کو تسلیم کریں کہ نبی پاک کی صرف ایک لڑکی تھی؟) محض ہذیان ہے۔

---

❶معانی الاخبار للشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱)ج۱ ص:۷۵ ناشر انتشارات اسلامی وابسته بجامعة مدرسین حوزہء علمیہ قم

❷شرح الفقه الاکبر لملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴)ص:٦٢ ناشر قدیمی کتب خانہ کراتشی

شبہ:۲۸-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

عثمان صاحب نے اپنے زمانہ کفر میں رقیہ سے شادی کی تھی۔...... ذخائر العقبی کی عبارت ملاحظہ ہو:[**وذکر الدولابی أن تزویج عثمان رقیة کان فی الجاهلیة**] تذکرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:[**تزوج عثمان فی جاهلیة رقیة زوجه رسول الله ایاها**] دونوں عبارتوں کا ترجمہ: دولابی نے ذکر کیا ہے کہ عثمان کی شادی رقیہ سے عثمان کے زمانہ کفر میں ہوئی ہے۔

پہلی تو تعجب کی بات یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ان کے بالغ ہونے سے پہلے عتبہ اور عتیبہ ان دونوں کافروں سے ہوا اور ان دونوں نے اسلام دشمنی کی وجہ سے ان لڑکیوں کو طلاق دے دی پس جب ان لڑکیوں کو غیر مسلم خاوندوں نے طلاق دے دی تو پھر ہمارے نبی کو کیا مجبوری تھی کہ نابالغ لڑکیاں پھر ایک ایسے شخص کو دے رہے ہیں کہ وہ بھی ابھی غیر مسلم ہے بچیاں نابالغ ہوں اور حضور دیں بھی دونوں مرتبہ کفار کو، اور ایک مرتبہ طلاق بھی ملے کاش کہ کوئی وہابی دوست اس راز سے پردہ اٹھاتا۔ دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے اپنے علم وفضل کے باوجود اس شادی میں کیا فضیلت دیکھی ہے؟ عتبہ بھی کافر تھا اور اس وقت جناب عثمان بھی غیر مسلم تھے رقیہ کی شادی پہلے تو عتبہ کافر کے ساتھ ہوئی عتبہ نے اپنے باپ کے کہنے پر...... طلاق دے دی۔ جناب عثمان ابھی ابھی اسلام نہیں لائے تھے کہ پھر رقیہ کی شادی ان کے ساتھ ہوگئی لہٰذا اس بچی کا شوہر ہونا ایک ایسی بات ہے جس میں دو غیر مسلم شریک ہیں۔ پس اگر فضیلت ہے تو دونوں کے لیے ہے اور اگر نہیں تو دونوں کے لیے نہیں ہے؟ [1]

جواب: غلام حسین نے چونکہ اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھی ہوئی ہے تو اس کو حق

---

[1] قول مقبول لغلام حسین ص:۱۹۳ تا ۱۹۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

کہاں سے نظر آئے؟ حالانکہ معمولی سمجھ رکھنے والا شخص بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت رقیہ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے ہوا اور عتبہ نے ان کو اس وقت طلاق دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت دی تو یقیناً حضرت عثمان نے ان کے ساتھ مسلمان ہونے کے بعد نکاح کیا۔اور عجیب بات یہ ہے کہ آگے چل کر نجفی صاحب خود ہی کتب اہل سنت کے حوالے سے قول مقبول ص:۱۹۶ پر لکھتا ہے: عثمان کہتا ہے پھر میں مسلمان ہو گیا اور رقیہ سے شادی کر لی۔

اس عبارت سے تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے رقیہ کے ساتھ مسلمان ہونے کے بعد نکاح کیا ہے۔لہذا نجفی صاحب کی بات (عثمان صاحب نے اپنے زمانہ کفر میں رقیہ سے شادی کی تھی) دلائل کی رو سے غلط ہے۔

اور غلام حسین نجفی نے ذخائر العقبی کی جس روایت کو لے کر اتنی طویل تقریر کر کے جہاں اپنے آپ کو بھی تھکایا ہے وہاں کاغذ کو بھی سیاہ کر کے ضائع کیا ہے وہ روایت ہی موضوع ہے۔کیونکہ اس روایت کو صاحب ذخائر العقبی نے دولابی کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور دولابی نے یہ روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنِی أَبُو أُسَامَةَ الْحَلَبِیُّ قَالَ :ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِی مَنِیعٍ قَالَ :ثَنَا جَدِّی عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ:رُقَیَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُثْمَانَ،وَبِهِ کَانَ یُکْنَی أَوَّلَ مَرَّةٍ حَتَّی کُنِّیَ بَعْدَ ذَلِکَ بِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ (1)

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو اسامہ حلبی ہے اس سے مراد عبداللہ بن محمد بن اُبی اُسامۃ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ دولابی کی اسی کتاب میں ایک سند اس طرح آئی ہے: ملاحظہ فرمائیں:

(1) الکنی والاسماء لابی بشر الدولابی (متوفی ۳۱۰)ج۱ ص:۲۰ ناشر دارابن حزم

حَدَّثَنِی أَبُو أُسَامَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی أُسَامَةَ الْحَلَبِیُّ قَالَ :ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ یُوسُفَ وَهُوَ ابْنُ أَبِی مَنِیعٍ قَالَ :حَدَّثَنِی جَدِّی عُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِی زِیَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِیِّ ❶

اورابوسامہ عبداللہ بن محمد بن أبی أسامۃ وضاع راوی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:.

قال ابن حبان :یضع الحدیث، ثم قال :کان محمد بن إسماعیل الجعفی شدید الحمل علیه❷

ابن حبان کہتے ہیں یہ شخص روایات بناتا تھا اور محمد بن اسماعیل الجعفی اس پر سخت جرح کرتے تھے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تذکرہ یعنی تذکرہ خواص الامۃ کی عبارت کا تو صاحب تذکرہ بلاشبہ رافضی ہے لہٰذا یہ شیعہ کی کتاب ہے اس کے زریعے اہل سنت پر الزام قائم کرنا غلط ہے۔البتہ اس کے رافضی ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱۔حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یوسف بن قزغلی......سبط ابن الجوزی...... الف کتاب مرأة الزمان فتراه یأتی فیه بمناکیر الحکایات وما اظنه بثقة فیما ینقله بل یجنف و یجازف ثم انه ترفض وله مؤلف فی ذالک...... قال الشیخ محی الدین السوسی لما بلغ جدی موت سبط ابن الجوزی قال لا رحمه الله کان رافضیاً. ❸

عبارت کا مفہوم:سبط ابن الجوزی نے ایک کتاب تألیف کی ہے مرأۃ الزمان کے

---

❶الکنی والاسماء لابی بشر الدولابی (متوفی ۳۱۰)ج۱ ص:۱۴ ناشر دارابن حزم

❷میزن الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۲ ص:۴۹۱ ناشر دار المعرفة

❸ میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸)ج۴ ص:۴۷۱ ناشر دار المعرفة بیروت لبنان

نام سے ای مخاطب آپ اس میں دیکھو گے کہ اس نے اس میں عجیب عجیب کہانیاں نقل کی ہیں اس کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ یہ عبارات نقل کرنے میں قابل اعتماد نہیں ہے بلکہ راستے سے ہٹ جاتا ہے اور بے تکی باتیں کرتا ہے۔ پھر یہ رافضی بن گیا اور اس کی اس میں ایک تألیف بھی ہے۔ شیخ محی الدین سوسی کہتے ہیں کہ جب میرے دادے کو سبط ابن جوزی کے موت کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے کیونکہ یہ رافضی تھا۔

اور حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں بھی فرماتے ہیں:

رأیت له مصنفاً یدل علیٰ تشیعه❶

عبارت کا مفہوم: میں نے اس کی ایک تصنیف دیکھی جو اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اور اس کے متعلق علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کان یصنف بحسب مقاصد الناس یصنف للشیعة ما یناسبهم لیعوضوه بذالک ویصنف علی مذهب ابی حنیفة لبعض الملوک لینال بذالک اغراضه فکانت طریقته طریقة الواعظ الذی قیل له ما مذهبک؟ قال فی ای مدینة❷

عبارت کا مفہوم: یہ سبط ابن الجوزی لوگوں کے مقاصد کے موافق لکھتا تھا کبھی شیعوں کے حق میں لکھتا تا کہ اس کو شیعوں کی طرف سے کچھ عوض مل جائے اور کبھی بعض بادشاہوں کو خوش کرنے کے لیے حنفی مذہب کے موافق لکھتا تھا تا کہ اس کے ذریعے اپنے مقاصد پورے کر سکے پس اس کا طریقہ اس واعظی کی طرح تھا جس سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا

---

❶ سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱۶ ص:۴۴۹ ناشر دار الحدیث القاهره ❷ منهاج السنة النبویة لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیة الحرانی (المتوفی ۷۲۸) ج۴ ص:۹۸ ناشر جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة

مذہب ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا مذہب ان علاقے والوں کا مذہب ہوتا ہے جس علاقے میں، میں ہوتا ہوں۔

رہا اس کا اپنے آپ کو حنفی کہلانا تو قارئین کرام شیعہ مصنفین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ بہت سارے شیعہ مصنفین تقیہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو حنفی شافعی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ جیسے کہ شیعوں کا محقق زمان قاضی نوراللہ شوستری لکھتا ہے:

چون علمای شیعه ایدهم الله بنصره بعلت تمادی استیلای اصحاب شقا وشقاق و استیلای اهل تغلب ونفاق همواره در زاویه تقیة متواری و مختفی بوده اند خود را شافعی یا حنفی می نموده اند. ❶

عبارت کا مفہوم: ہمارے کئی سارے علماء منافقین کے دبدبے کی وجہ سے تقیہ کرتے رہے اور اپنے آپ کو حنفی اور شافعی ظاہر کرتے رہے۔

تو لگتا یہ کہ یہ سبط ابن الجوزی بھی اس قسم کے شیعہ مصنفین میں سے تھا جو حقیقت میں شیعہ ہی تھا لیکن تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی کہلاتا تھا۔

شبہ: ۲۹-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

آئین اسلام میں عورت و مرد کا شرافت خاندان میں برابر ہونا صحت نکاح کے لیے ضروری ہے۔...... ارباب انصاف میں نے مذکورہ چودہ عدد کتابیں خود دیکھی ہیں جھوٹے پر ہزار لعنت سب میں لکھا ہے کہ اسلام میں کفو کا لحاظ کیا گیا ہے۔ (کہنا یہ چاہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آل نبی کے کفو نہیں تھے اس لیے محال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بچی ان کے نکاح میں دی ہو)؟ ❷

---

❶ مجالس المؤمنین لنور الله شوشتری (المتوفی ۱۰۱۹) ج۱ ص:۳ ناشر کتابفروشی اسلامیه تهران ❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۳۹ تا ۳۴۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

جواب: قارئین کرام اولاً تو نجفی صاحب کے دعوی اور دلیل میں کوئی مطابقت نہیں ہے دعوی یہ تھا کہ (آئین اسلام میں عورت و مرد کا شرافت خاندان میں برابر ہونا صحت نکاح کے لیے ضروری ہے۔) اس سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ غیر کفو کی صورت میں نکاح باطل ہے جبکہ جن کتابوں کے حوالہ جات نقل کیے ہیں ان سے خود ہی یہ نتیجہ نکالا کہ (اسلام میں کفو کا لحاظ کیا گیا ہے) تو اس سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگرچہ اسلام نے کفو کا لحاظ رکھا ہے لیکن اگر کوئی عورت غیر کفو کے ساتھ نکاح کر لے تو نکاح متحقق ہو جائے گا۔ اسلام میں کفو کا لحاظ رکھنا اور چیز ہے اور کفو کا نکاح کی صحت کے لیے شرط ہونا اور چیز ہے۔ فتدبر۔ نیز شیعہ سنی کتب میں وضاحت موجود ہے کہ اگر اولیاء کسی عورت کی رضا سے اس کا نکاح غیر کفو سے کر دیں تو یہ نکاح درست ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱ – ویجوز أن تزوج من غیر کفو برضا منہا❶

عورت کی رضا سے اس کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کرانا جائز ہے۔

۲ – فی ظاہر الروایة لا فرق بین الکفؤ وغیر الکفؤ ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفؤ❷

عبارت کا مفہوم: اگر کوئی عورت کسی شخص کے ساتھ اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو یہ نکاح جائز ہوگا۔ پھر ظاہر الروایۃ کے مطابق کفو اور غیر کفو کا کوئی فرق نہیں دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے البتہ غیر کفو کی صورت میں صرف اولیاء کو اعتراض کرنے کا حق ہوگا۔

یہی تو وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میں نسب کا خیال نہیں رکھا ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ کتاب اهل التشیع المبسوط لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج٦ ص: ١٥٤ ناشر المکتبة المرتضویة لاحیاء الاثار الجعفریة

❷ کتاب اهل السنة الهدایه فی شرح بدایة المبتدی لابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی (متوفی ٥٩٣) ج١ ص: ١٩١ ناشر دار احیاء التراث العربی

عن أبی عبد الله (علیه السلام) قال: إن رسول الله (صلی الله علیه وآله) زوج مقداد بن الاسود ضباعة ابنة الزبیر بن عبد المطلب وإنما زوجه لتتضع المناکح ولیتأسوا برسول الله (صلی الله علیه وآله) ولیعلموا أن أکرمهم عند الله أتقاهم[1].

عبارت کا مفہوم: جعفر صادق سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن اسود کی شادی ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ کروائی یہ اس لیے تا کہ نکاح کرنا آسان ہو جائے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریں اور ان کو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر بنی ھاشم کا نکاح بنو ھاشم کے ساتھ درست ہے۔

نیز شیعوں کے امام جعفر صادق سے یوں بھی منقول ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن علی بن بلال قال لقی هشام بن الحکم بعض الخوارج فقال یا هشام ما تقول فی العجم یجوز ان یتزوجو فی العرب ؟ قال نعم قال فقریش تزوج فی بنی هاشم قال نعم قال عمن اخذت هٰذا ؟قال عن جعفر بن محمد علیه السلام.[2]

عبارت کا مفہوم: علی بن بلال کہتا ہے کہ ھشام بن حکم کے ساتھ بعض خارجیوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ھشام بن حکم سے پوچھا کہ آپ عجمیوں کے متعلق کیا کہتے ہو کہ یہ لوگ عرب سے شادی کر سکتے ہیں تو ھشام نے کہا جی ہاں - پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا قریش بنی ھاشم سے شادی کر سکتے ہیں تو بھی ھشام نے کہا جی ہاں تو انہوں نے پوچھا کہ یہ نظریہ آپ نے کس سے لیا ہے تو ھشام نے کہا کہ میں نے یہ نظریہ جعفر صادق سے لیا ہے۔

[1] فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی (متوفی ٣٤٤) ج٥ ص: ٣٤٥ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران [2] فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی (متوفی ٣٢٩) ج٥ ص: ٣٤٥ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

قارئین کرام چونکہ غیر بنی ھاشم کے ساتھ جواز نکاح کا نظریہ شیعوں کے ائمہ سے ثابت ہے اس لیے شیعہ علماء نے اس نظریہ کی تائید بھی کی ہے. ملاحظہ فرمائیں:

۱-شیعوں کا فقیہ العصر ابو القاسم نجم الدین جعفر بن الحسن الحلی لکھتا ہے:

یجوز نکاح الحرة العبد و الهاشمیة غیر الهاشمی. (1)

آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے جائز ہے.

۲-شیعوں کا فقیہ العصر زین الدین ابو علی الحسن بن ابی طالب المعروف بالفاضل لکھتا ہے:

یجوز نکاح الحرة بالعبد و الهاشمیة بغیر الهاشمی و العربیة بالعجمی وبالعکس و اذا خطب المؤمن القادر علیٰ النفقة وجبت اجابته و انکان اخفض نسباً. (2)

عبارت کا مفہوم: آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے اور عربیہ کا عجمی سے اور اس کے برعکس جائز ہے. اور جب بھی کوئی مومن جو نفقہ پر قادر ہو آپ سے رشتہ طلب کرے تو اس کو رشتہ دینا واجب ہے چاہے وہ گھٹیا نسل کا کیوں نہ ہو.

۳-شیعوں کا فقیہ الامۃ الشہید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶۶) اپنی کتاب مسالک الافھام شرح شرائع الاسلام ج ۱ ص ۳۹۸ طبع دار الھدیٰ للطباعۃ والنشر قم میں شیعہ کے مشہور محقق علامہ حلی (المتوفی ۶۷۶) کی کتاب شرائع الاسلام کی عبارت:

و یجوز نکاح الحرة العبد و العربیة العجمی و الهاشمیة غیر الهاشمی

کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

(1) المختصر النافع فی فقه الامامیة لابی القاسم جعفر بن الحسن الحلی ص: ۱۸۰ ناشر منشورات قم الدراسات الاسلامیة می (2) کشف الرموز فی شرح المختصر النافع لزین الدین (متوفی ۶۷۲) ج ۲ ص: ۱۵۱ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم

وزوج النبی ابنته عثمان و زوج ابنته زینب بابی العاص بن ربیع و لیسا من بنی هاشم و کذالک زوج علی ابنته ام کلثوم من عمر. ❶

عبارت کا مفہوم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنو ھاشم میں سے نہیں تھے اور اسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کی.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ھاشمی (سیدہ) عورت کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے درست ہے.

۴-شیعوں کا شیخ محمد بن حسن الحر العاملی لکھتا ہے:

باب انہ یجوز لغیر الهاشمی تزویج الهاشمیة و الاعجمی العربیة و العربی القرشیة و القرشی الهاشمیة. ❷

عبارت کا مفہوم: یہ باب ہے اس بیان میں کہ غیر ہاشمی کی شادی ہاشمی عورت سے جائز ہے اور عجمی کی شادی عربی عورت سے اور عربی کی قریشی عورت سے اور قریشی کی ہاشمی عورت کے ساتھ شادی جائز ہے.

۵-شیعہ کا خاتم المحدثین نوری طبرسی لکھتا ہے:

باب أنہ یجوز لغیر الهاشمی تزویج الهاشمیة،و الاعجمی العربیة، والعربی القرشیة، والقرشی الهاشمیة وغیر ذلک ❸

عبارت کا مفہوم: یہ باب ہے اس بیان میں کہ غیر ہاشمی کی شادی ہاشمی عورت سے جائز ہے اور عجمی کی شادی عربی عورت سے اور عربی کی قریشی عورت سے اور قریشی کی ہاشمی

---

❶ مسالك الافهام شرح شرائع الاسلام لزين الدين بن على العاملى (متوفى ٩٦٦) ج١ ص٣٩٨ ناشر، دار الهدىٰ للطباعة والنشر ❷ وسائل الشيعة لمحمد بن الحسن (متوفى ١١٠٤) ج٧ ص٢٥٩ ناشر منشورات ذوى القربىٰ ايران -قم ❸ مستدرك الوسائل ومستنبط المسائل لحسين النورى الطبرسى المتوفى ١٣٢٠) ج١٤ ص:١٨٣ ناشر مؤسسة آل البيت عليهم السلام لاحياء التراث

عورت کے ساتھ شادی جائز ہے.

شیعہ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ہاشمیہ کا نکاح غیر ہاشمی سے ہوسکتا ہے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح بھی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے ہوا.

ثانیاً: شرافت خاندان میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقیہ و ام کلثوم کے کفو ہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے:

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیة بن عبد الشمس بن عبد مناف

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف.

خلاصہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا دادعبد مناف یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا ہیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قریشی ہیں۔

نیز حضرت عثمان کی والدہ ام اروی بنت کرز کی والدہ حضرت عبدالمطلب کی بیٹی بیضاء بنت عبدالمطلب ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

وأمّه أروى بنت كريز،وأمها البيضاء بنت عبد المطلب [1]

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ہیں۔معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان کا دادا اور نانا ایک ہے۔

اور یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

أقول: قال ابن عبد البر فی الاستيعاب عثمان بن عفان بن أبی العاص ابن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی يكنى :أبا عبد الله، وأبا عمرو وولد فی السنة السادسة بعد الفيل، أمه أروى بنت

[1] الاصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۸ص:۱۷۷ ناشر دار الكتب العلمية

كـريـز ابـن ربيـعة بـن حبيـب بـن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی،و أمها البيضاء أم حكيم بنت عبد المطلب عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم❶

عـن ميسرة قال:سمعت أباالحسن الرضا عليه السلام يقول:والله لا يـرى منـكـم فـى النار اثنان لا والله ولا واحد، قال :قلت:فـأين ذلک من كتاب الله ؟ قال:فأمسک عنی سنة قال:فانی معه ذات يوم فی الطواف إذ قال لـی: اليوم اذن لی فی جوابک عن مسألة كذا، قال: فقلت: فأين هو من القرآن؟ قال: فی سورة الرحمن وهو قول الله عزوجل فيومئذ لا يسأل عن ذنبه"منكم" إنس ولا جان فقلت له: ليس فيها "منكم " قال: إن أول من غيرها ابن أروى

يـعـنـی به عثمان نسبه عليه السلام إلى امه اروى بنت كريز بن ربيعة بـن حبيـب بن عبد شمس وامها البيضاء بنت عبدالمطلب عمة رسول الله صلى الله عليه وآله❷

عبارت کا خلاصہ:: محشی لکھتا ہے کہ اس روایت میں ہمارے امام ابوالحسن الرضا نے ابن اروی سے مراد عثمان کولیا ہے جس کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعۃ بن حبیب بن عبد شمس تھی اور اس ام اروی کی ماں بیضاء بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: جناب فاطمہ کا رشتہ بھی کسی قریشی خاندان کے سردار نے مانگا تھا اور نبی پاک نے نہیں دیا تھا معلوم ہوا کہ قریشی ہونا کافی نہیں ہے؟❸

جواب: میں اس شبہ کے تحت کتب شیعہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے

---

❶بـحـار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۳۱ ص:۱٦۳ ناشر الاميرة للطباعة والـنشر والتوزيع بيروت لبنان ❷حـاشيـه بـحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج٦٥ ص:۱٤٤ ناشر دار احياء التراث العربی

❸ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۴۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

ثابت کر چکا ہوں کہ غیر ہاشمی شخص کا نکاح ہاشمی عورت کے ساتھ درست ہےاوران کے امام معصوم کے قول سے ثابت کر چکا ہوں کہ قریشی شخص کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون سے درست ہے۔ جب امام معصوم واضح الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ(قریشی شخص کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون سے درست ہے)تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالا تفاق قریشی ہیں اورام کلثوم بنو ہاشم میں سے ہیں تو اس نکاح کے درست ماننے میں نجفی صاحب کو کیوں بخار چڑھتا ہے۔

نیز شیعہ کے فقیہ الامۃ الشھید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶۶) سے واضح الفاظ نقل کر چکا ہوں کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنوھاشم میں سے نہیں تھےاوراسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کی.)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر بنی ہاشم یعنی قریشی کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون کے ساتھ درست ہے۔

نیز میں شیعہ کے تین مجتھدین ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن الحسن الحلی ،فقیہ العصر زین الدین ابوعلی الحسن بن ابی طالب، علامہ حلی (المتوفی ۶۷۶) سے نقل کر چکا ہوں کہ ہاشمی خاتون کا نکاح غیر ہاشمی شخص کے ساتھ درست ہےاور یہاں بھی یہی صورت ہے۔

نیز میں شیعہ کے دو مجتہدین محمد بن الحسن الحر العاملی اور نوری طبرسی سے نقل کر چکا ہوں کہ قریشی شخص کا نکاح ہاشمی خاتون کے ساتھ درست ہے۔لہٰذا نجفی صاحب کا یہ قول (کہ قریشی ہونا کافی نہیں ہے)دلائل کے میدان میں باطل ہے۔

رہا نجفی صاحب کا یہ قول کہ(جناب فاطمہ کا رشتہ بھی کسی قریشی خاندان کے سردار نے مانگا تھا اور نبی پاک نے نہیں دیا تھا)تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ نہ دینے کی وجہ یہ بتائی کہ ہاشمیہ کے لیے قریشی ہونا کافی نہیں؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وجہ نہیں بتائی تو آپ کوایسی توجیہ نکالنے کا کس نے حق دیا ہے؟ جب کہ آپ کی یہ توجیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور اپنے ائمہ معصومین اوراپنے مجتہدین کے اقوال کے بھی خلاف ہے۔

جہاں تک تعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے کا تو انکار کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وعدہ کر چکے تھے کہ فاطمہ کو آپ کے نکاح میں دوں گا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ نہ اس وجہ سے کہ فاطمہ کا کفو قریشی نہیں ہوسکتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ حُجْرَ بْنَ عَنْبَسٍ قَالَ: وَقَدْ كَانَ أَكَلَ الدَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَشَهِدَ مَعَ عَلِيٍّ الْجَمَلَ وَصِفِّينَ قَالَ خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم: هِيَ لَكَ يَا عَلِي لَسْتَ بِدَجَّالٍ يَعْنِي لَسْتَ بِكَذَّابٍ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ قَدْ وَعَدَ عَلِيًّا بِهَا قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ [1]

عبارت کا خلاصہ: حجر بن عنبس سے روایت ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ فاطمہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا فاطمہ آپ کے لیے ہے یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر کے پیغام بھیجنے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاطمہ کو دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔

شبہ: ۳۰۔

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: جناب عثمان خاندانی شرافت میں آل نبی کے برابر نہ تھے ثبوت ملاحظہ ہو:

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مقتل الحسین فصل ۶ ج ۱ ص: ۱۹۱ محدث خوارزمی

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص: ۱۶۸

[1] الطبقات الکبری لمحمد بن سعد المتوفی ۲۳۰) ج۸ ص: ۱۹ ناشر دار صادر بیروت

۳-اہل سنت کی معتبر کتاب......البحر الزخارج ۵ ص:۵۰۹

۴-اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ ص:۱۱۸

۵-اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ج ۲ ص:۳۴۵

۶-اہل سنت کی معتبر کتاب المفاخرات لزبیر بن بکار ص:....

ارباب انصاف مذکورہ کتابیں میں نے دیکھیں سب میں لکھا تھا کہ جناب امام حسن نے عثمان کے بھائی ولید بن عقبہ سے فرمایا تھا کہ آپ [أنت علج من أهل صفورية] خلع طبریہ کے صفوریہ گاؤں کے ایک یہودی کے بیٹے ہیں۔ولید کا باپ عقبہ جب مر گیا تھا تو ولید کی ماں جناب اروی بنت کریز سے حضرت عفان نے شادی کی تھی پھر جناب عثمان ان سے پیدا ہوئے تھے۔قرآن مجید فرماتا ہے:[وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا] اے مریم تیری ماں زانیہ نہ تھیں معلوم ہوا کہ اگر ماں زانیہ ہو تو اولاد پر اثر پڑتا ہے۔ ❶

جواب: اولاً: تو نجفی صاحب نے جن کتابوں کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے یہ تمام کی تمام کتابیں شیعہ مذہب کی ہیں۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-مقتل الحسین اس کتاب کا مصنف ابو المؤید الملقب باخطب خوارزم الموفق محمد بن احمد الخوارزمی (متوفی ۵۶۸) ہے اس کے متعلق میں شبہ نمبر ۲۶ کے تحت [الذریعہ الی تصانیف الشیعہ] اور [الکنی والالقاب] کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ شیعہ تھا۔

۲-شرح ابن ابی الحدید اس کتاب کا مصنف عبد الحمید بن ابی الحدید (متوفی ۶۵۵) ہے یہ مصنف معتزلی شیعہ تھا۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

ترجمه السيد ضياء الدين يوسف فى نسمة السحر فيمن تشيع و شعر فعده من شعراء الشيعة و وصفه بقوله البغدادى المعتزلى المتشيع. ❷

ترجمہ: ابن ابی الحدید کو سید ضیاء الدین یوسف نے نسمۃ السحر میں شیعہ شعراء میں شمار

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۴۳ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❷ الـذريـعة الـى تصانيف الشيعة للطهرانى ج۹ص :۱۷ ناشر مؤسسة مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم

کیا ہے۔اوراس کی یوں وصف بیان کی ہے:**البغدادی المعتزلی المتشیع** : یہ معتزلی شیعہ ہے۔

۳-نجفی صاحب نے تیسری کتاب کا جوحوالہ دیا ہے وہ میرے پاس موجودقول مقبول کے نسخہ میں خراب چھپائی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ کونسی کتاب ہے؟البتہ آخر میں صرف لفظ البحر الزخار سمجھ میں آرہا ہے تو قارئین کرام البحر الزخار درحقیقت اہل سنت کی کتاب مسند ابی یعلی کا نام ہےاور مسند ابی یعلی میں اس خبیث بات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

۴-تذکرہ الخواص من الامۃ اس کتاب کا مصنف یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی (متوفی ۶۵۴) ہے۔اس کے متعلق میں شبہ نمبر ۲۸ کے تحت دلائل واضحہ کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ یہ رافضی تھا۔

۵-مروج الذہب اس کتاب کا مصنف علی بن الحسین بن علی المسعودی (متوفی ۳۴۶) ہے۔یہ بھی شیعہ ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-شیعہ رجال کے امام ابو العباس احمد بن علی النجاشی نے اس کو شیعہ مصنفین کی فہرست میں شمار کیا ہے.اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

علی بن الحسین بن علی المسعودی أبو الحسن،الهذلی له کتاب المقالات فی أصول الدیانات، کتاب الزلف، کتاب الاستبصار......کتاب مروج الذهب[1]

۲-شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی بھی اس مسعودی کو شیعہ مصنفین میں سے شمار کرتا ہےاور لکھتا ہے:

والمسعودی عده النجاشی فی فهرسته من رواة الشیعة و قال له

[1] فهرست مصنفی اسماء الشیعةالمشتهربرجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠) ص:٢٥٤ ناشر مؤسسة النشرالاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم

کتب منها کتاب اثبات الوصیة لعلی بن ابی طالب و کتاب مروج الذهب ❶

نجاشی نے مسعودی کو اپنی فہرست میں شیعہ رواۃ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی متعدد کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب الوصیۃ لعلی بن ابی طالب اور مروج الذہب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نجفی صاحب کا ان کتابوں کو اہل سنت کا معتبر کتاب کہنا سفید جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے کتاب [**مفاخرات لزبیر بن بکار**] کا تو اس کتاب کے بارے میں بسیار جستجو کے باوجود معلوم نہ ہوسکا کہ دنیا میں یہ کتاب کبھی لکھی بھی گئی ہے یا نہیں۔لہٰذا یہ کتاب نجفی صاحب کی مخصوص فیکٹری میں ہوتو علیحدہ بات ہے ورنہ دنیا کے کسی کونے میں اس کتاب کا نام ونشان تک موجود نہیں۔یہی تو وجہ ہے کہ نجفی صاحب نے دیگر کتابوں کے صفحہ نمبر لکھے ہیں لیکن اس کتاب کا کوئی صفحہ نمبر نہیں لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجفی صاحب کی آنکھ نے بھی یہ کتاب نہیں دیکھی ہے۔

جب ثابت ہوگیا کہ یہ جھوٹی کہانی صرف کتب روافض میں بنائی گئی ہے تو اہل سنت ایسی ملعون کہانی پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کرسکتے۔اور نہ ہی اس جیسی خبیث کہانی کو لے کر مقدس ہستیوں پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

ثانیاً: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ مطہرہ اروی بنت کریز یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پھوپھی بیضاء بنت عبد المطلب کی بیٹی ہے جیسے کہ یہ بات میں، شبہ نمبر ۲۹ کے تحت شیعہ سنی کتب کے حوالے سے نقل کر چکا ہوں حاصل یہ نکلا کہ حضرت عثمان کی والدہ ام اروی بنت کریز حضرت عبد المطلب کی نواسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب کی بھانجی تھیں۔

اب نجفی صاحب سے سوال ہے کہ آپ نے لکھا (اگر ماں زانیہ ہوتو اولاد پر اثر پڑتا

---

❶ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۱ ص:۳۷ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے) تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد جب اروی کی والدہ بیضاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی ہے تو کیا اروی پر بھی اپنی ماں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی کا اثر پڑا؟ اور اگر اروی پر اپنی ماں کا کوئی اثر نہیں پڑا تو حضرت عثمان پر کیوں پڑے گا؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب ....شرم تم کو مگر نہیں آتی

قارئین کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان عبدالمطلب کی نواسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی زاد بہن اروی کو...... کہنا یہ اہل بیت کی توہین ہے جو صرف رافضی ہی کر سکتا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا اللہ پاک اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دشمنان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آخر میں میری ان حضرات سے گذارش ہے کہ توبہ کا دروازہ ابھی بھی کھلا ہے اس لیے نہایت ہی سنجیدگی سے خالی الذہن ہو کر فائدے کی نیت سے ہماری اس تحریر کو پڑھیں تا کہ اللہ پاک آپ کے لیے بہتر فیصلہ فرمائے۔ کیونکہ اگر کسی بھی کتاب کو بدنیتی سے پڑھا جائے تو اس سے ہدایت تو درکنار مزید گمراہی بڑھتی ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھیں: جب اللہ رب العالمین نے قرآن نازل فرمایا[أَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا]اللہ کو قرض حسنہ دو۔ تو اہل ایمان کو اس آیت کریمہ کے سننے سے فائدہ ہوا کوئی اشکال نہیں ہوا کیونکہ اہل ایمان قرآن کو نیک نیتی سے سنتے اور پڑھتے تھے۔ لیکن یہود نے جب بدنیتی کے ساتھ اس آیت کو سنا تو مزید گمراہ ہو گئے اور کہنے لگے [إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ]اللہ فقیر بن گیا ہے اور ہم مالدار بن گئے ہیں۔ (اس لیے تو اللہ پاک ہم سے قرضہ مانگ رہے ہیں۔) تو جب خالق کے کلام کو بدنیتی پڑھا جائے تو اس میں غلطیاں نظر آتی ہیں چہ جائے کہ اگر میرے جیسی عاجز مخلوق کے کتاب کو اگر بدنیتی سے پڑھا جائے اور غلطیاں نظر نہ آئیں؟ اس لیے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اللہ پاک کا خوف رکھ کر یہ سوچ کر کہ مجھے اللہ پاک کے سامنے جواب دینا ہے اس کتاب کو پڑھیں تا کہ آل نبی کے انکار سے نجات مل جائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مؤلف کی دیگر تصنیفات

مکتبۃ الضیاء